بہ عونِ حسنِ محبوبانِ رعنا جمال

بزمِ ذوق گلدستۂ باغِ عشق عاشقی غیرتِ بہارستان رضوان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جس میں غزلیں [illegible] اردو فارسی کی [illegible]

مطبع منشی نول کشور میں طبع ہوا



مجموعہ واسوخت

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✦ آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید ✦
خداوند کریم کے تفضل بے پایان اور احسان فراوان سے یہ گلدستہ باغ عشق و عاشقی
یعنے مجموعۂ عمدہ و نایاب بےمثل ولاجواب کہ جسکا نظیر آجتک چرخ پیر کی بھی نظر سے نہ گزرا
اور شہرہ اسکی خریداری کا دور دور پہونچا کارپردازان مطبع ہذا کی عرقریزی فراوان اور
سعی و کوشش بیکران سے عموماً اور جناب منشی محمد علی صاحب تعیش تخلص معروف
بہ اچھے صاحب کہ جو شیخ زادگان لکھنؤ سے ہین اونکی ترتیب عمدہ اور اہتمام شایستہ سے
خصوصاً ردیف وار مرتب ہوا اس مجموعے مین اونہون نے بعد فراہمی واسوخت ہاے
اساتذہ کہ جنکی فہرست ذیل مین منضم ہے قبل از طبع ہونے مجموعۂ ہذا کے ہر مصنف
کے حالات بطور تذکرہ بذریعہ اشتہارات مکرر طلب کیے چنانچہ اکثر صاحبون نے اپنے
اپنے حالات عنایت بھی فرمائے اور بعض نے اسے یومنا ہذا منتظر رکھا پس اسی وجہ سے
اور نیز اس خیال سے کہ شاید اور اور مصنفین کے واسوخت آجاوین تین برس تک
کاپیان لکھی ہوئی رکھی رہین جب زیادہ کاپیان ناقص ہونے لگین اوسوقت بحکم
الانتظار اشد من الموت شائقین کے انتظار سے مجبور ہوے ہر مصنف کے حال کو تذکرہ
سراپا سخن وغیرہ سے رجوع کر کے لکھا اور جن صاحب کا حال اونکو نہ معلوم ہوا اور نہ تذکرے
سے نشان پایا اوسکی لاعلمی سے اشارہ کیا گیا اگر اتحاد تخلص یا اور کسی وجہ سے کسی صاحب
کی تصنیف یا حال مین خلاف واقع ہوا ہو تو معاف فرمائین یہ مجموعہ ضخامت حجم کے باعث
سے دو جلدون مین منقسم ہوا جلد اول مین قبل از ردیف الف بحکم کلام الملوک ملوک الکلام
واسوخت جناب معلی القاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر مرحوم والی رامپور کا

در تمام انطباع ہوا جلد دوم ردیف (ر) سے علیحدہ کرکے اول واسوخت تمثیل و عدیم النظیر دبیر عطارد تحریر شاعر نازک خیال و بے ہمتا جناب منشی محمد مرداں علیخان صاحب غنا کا نقش نگین خاتم مجموعہ ہذا کیا گیا الحق عمدہ عمدہ طرز جدید کا دریا بہایا ہے اتنے بڑے واسوخت ہیں کہیں عجز طبیعت کا نام نہیں سراپا سراپا بے مثل ہے یہ واسوخت طبیعت کی گرما گرمی پر دال ہے اگر جلد اول واسوخت جناب نواب صاحب بہادر مرحوم سے مجمع افتخار فراوان ہے تو جلد دوم جناب منشی محمد مرداں علیخان صاحب رعنا کے واسوخت سے نازاں ہے سبحان اللہ جس شاعر نامدار ناظم باوقار کا واسوخت دیکھیے اپنے اپنے رنگ میں فضلنا بعضکم علےٰ بعض کا مصداق ہے کسی میں مضامین عمدہ معانی باریک تشبیہیں لاجواب ہیں کسی میں روزمرے محاورے نایاب ہیں کسی میں سلاست کسی میں متانت اس مجموعے کا ہر مصرع انتخاب ہے ہر ایک مضمون درنایاب ہے یہ مجموعہ محک طبع ہر شاعر نازک خیال ہے جو واسوخت ہے اپنی رنگ میں بےمثال ہے ناظرین باوقار عاشق مزاجان دیار و امصار سے امید ہے کہ جب اس مجموعے سے حظ وافر لطف کامل حاصل فرمائیں مالک مطبع کو دعائے خیر سے بھول نہ جائیں کلمات تحسین و آفرین سے یاد کریں اس تکمیل و جانفشانی کی داد دیں اسکی تاریخ طبع جو منشی فدا علی صاحب عیش نے نظم کی ہے ذیل عنوان ہذا میں لکھدی ہے ✣ وہو ہذا

تاریخ

یہ مجموعہ کیونکر عیش اب مطبوع عالم ہو
ہر اک واسوخت اک مطلع ہے دیوان محبت کا

مشام جان معطر ہو نہ کیونکر اسکی خوشبو سے
یہ مجموعہ نہیں ہے عطردان محبت کا

خریدیں دل نہ کس طرح یہ بازار عالم میں
زلیخا کی قسم یوسف ہے کنعان محبت کا

سند ہاتھ آگئی عشاق کو جاگیر الفت کی
ہر اک لوح اسکی اک طغرا ہے فرمان محبت کا

عنادل کی طرح عشاق میں گرم ثنا خوانی
ہر اک مصراع ہے شمشاد بستان محبت کا

لکھا مصراع سال طبع یوں منقوط میں نے
یہ کیا اچھا ہے گلدستہ گلستان محبت کا

سنہ ۱۲۸۵ ہجری

فہرست جلد اول

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	نمبر آغاز صفحہ	نمبر اختتام صفحہ
۱	نواب سید یوسف علیخان صاحب ناظم	۶	۱۹
۲	ایضاً	۲۰	۴۷
۳	ایضاً	۴۸	۵۷
۴	ایضاً	۵۸	۷۴
۱	امیر احمد صاحب امیر	۷۸	۹۴
۲	ایضاً	۹۵	۱۱۸
۳	ایضاً	۱۱۹	۱۲۵
۴	ایضاً	۱۲۶	۱۳۶
۵	ایضاً	۱۳۷	۱۶۷
۶	ایضاً	۱۶۸	۱۷۴
۱	سید آغا حسن امانت	۱۷۸	۲۳۴
۱	مہدی حسین خان آباد	۲۳۶	۲۵۴
۲	ایضاً	۲۵۵	۲۶۱

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	نمبر آغاز صفحہ	نمبر اختتام صفحہ
۱	امیر الدین آزاد	۲۶۴	۲۷۱
۱	مرزا محمد رضا برق	۲۷۴	۲۷۷
۱	شیخ امداد علی بحر	۲۸۰	۲۹۰
۲	ایضاً	۲۹۱	۲۹۹
۱	جرات	۳۰۲	۳۰۷
۱	جواہر سنگھ جوہر	۳۱۰	۳۲۱
۱	جذب	۳۲۴	۳۳۵
۱	نواب احمد حسن خان جوش	۳۳۸	۳۴۹
۱	جولان	۳۵۲	۳۶۰
۱	میر یار علی جان صاحب	۳۶۲	۳۶۹
۱	سید مظفر علی حکیم	۳۷۲	۳۸۵
۱	حشمت	۳۸۸	۳۹۲
۱	ذکی نواب بہادر	۳۹۴	۴۰۰

فہرست جلد دوم

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	نمبر آغاز صفحہ	نمبر اختتام صفحہ
۱	جناب منشی محمد مرزا علیخان تنہا	۴۰۴	۴۶۳
۱	نواب سید محمد خان بہادر رند	۴۶۶	۴۷۴
۱	رقت	۴۷۶	۴۸۰
۱	راحت دہلوی	۴۸۲	۴۹۳

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	نمبر آغاز صفحہ	نمبر اختتام صفحہ
۱	مرزا محمد رفیع سودا	۴۹۶	۵۰۱
۱	شیخ امان علی سحر	۵۰۴	۵۰۹
۲	ایضاً	۵۱۰	۵۱۷
۳	ایضاً	۵۱۸	۵۲۳

تعداد واسوخت	تخلص شاعر	ہندسہ آغاز صفحہ	ہندسہ اختتام صفحہ
۱	سیر	۵۲۶	۵۴۱
۱	حکیم نواب مرزا شوق	۵۴۴	۵۵۱
۱	شوق	۵۵۴	۵۵۸
۱	طوطارام شایان	۵۶۰	۵۸۳
۱	آغا محمد حسین شکوہ	۵۸۶	۶۱۱
۱	شیدا	۶۱۴	۶۱۷
۱	سید فرزند احمد صاحب صفیر	۶۲۰	۶۳۲
۲	ایضاً	۶۳۳	۶۴۳
۱	میر کلو صاحب عرش	۶۴۶	۶۵۰
۱	منشی فدا علی صاحب عیش	۶۵۲	۶۶۱
۱	مرزا محمد مرتضی خان عاشق	۶۶۴	۶۷۲
۱	شیخ محمد حسین صاحب عقیل	۶۷۴	۶۸۱
۱	طالب علی خان عیشی مرحوم	۶۸۴	۶۸۸
۱	فراق	۶۹۰	۶۹۴
۱	فایق	۶۹۶	۷۰۰
۱	خواجہ اسد قلق	۷۰۲	۷۱۱
۱	قیصر	۷۱۴	۷۱۹
۱	لا ادری	۷۲۲	۷۲۸
۱	لا ادری	۷۳۰	۷۳۲
۱	مرزا مظہر جان جاناں	۷۳۴	۷۳۵
۱	میر تقی صاحب میر	۷۳۸	۷۴۳
۲	ایضاً	۷۴۴	۷۴۵
۳	ایضاً	۷۴۶	۷۴۹
۴	ایضاً	۷۵۰	۷۵۲
۱	حکیم مومن خان مومن	۷۵۴	۷۵۹
۲	ایضاً	۷۶۰	۷۶۷
۳	ایضاً	۷۶۸	۷۷۵
۱	عبد اللہ خان مہر	۷۷۸	۷۸۵
۱	مجرم	۷۸۸	۷۹۰
۱	مرزا محمد رضا صاحب معجز	۷۹۲	۸۳۴
۱	شیخ محمد حسین ہلال	۸۳۶	۸۴۵
۱	میر وزیر صاحب نور	۸۴۸	۸۵۶
۱	نثار	۸۵۸	۸۶۰
۲	ایضاً	۸۶۱	۸۶۳
۱	نوائی	۸۶۶	۸۷۵
۱	وحشی	۸۷۸	۸۸۰
۲	ایضاً	۸۸۱	۸۸۴
۱	مرزا محمد صاحب ہلال	۸۸۶	۸۹۰
۱	ہمت	۸۹۲	۹۰۲
۱	یادگار	۹۰۴	۹۱۰

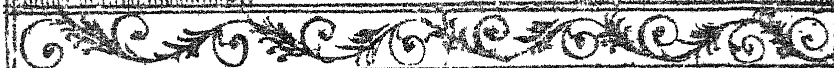
بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان



بمطبع منشی نولکشور طبع زین مقبول جہان ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم



نواب محمد یوسف علیخان بہادر فردوس مکان متخلص بہ ناظم والی رامپور

جنکا کلام معجز نظام درة التاج افکار سخنوران ہی تمرۂ شاخ سدرة المنتہی پر جنکا
مدح خوان ہی مخفی نرہی کہ نواب ممدوح گوہر اعظم درج امید جناب معلی القاب
نواب محمد سعید خان بہادر جنت آرامگاہ تھی سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین برج حمل سی بسان نیر اعظم
طلوع فرمایا عہد عاطفت والد ماجد مین پرورش پاکر دنیا کا مزا اوٹھایا جب نخل
شباب انکا مراد کی پہل لایا اور بخت سعید نی آپکی والد کو مسند ریاست موروثی کی
پر مقام مصطفی آباد عرف رامپور مین بٹھایا لیاقت فرمائی اور استعداد
عدالت آرائی کار فرما ہوئی کل ریاست مین حسب اجازت والد بزرگوار آپکی فکر و
تدبیر بندگان خدا کی حق مین گرہ کشا ہوئی تا اینکہ رئیس ممدوح نی تیرہوین رجب

۱۲۶۱ھ

بسنہ ۱۲ ہجری کو جولانگاہ جنان کی طرف سمند عمر کی باگ اوٹھائی اور صدر ریاست نے
حضرت فردوس مکان کی جلوس میمنت مانوس سی رونق تازہ پائی بندگان الٰہی کو
از سر نو آسایش ہاتہ آئی ہر فرد بشر نے راحت بی اندازہ پائی عدل و داد سی شیر اور
بکری کو ایک گہاٹ پانی پلایا دست ہمت و سخائی ابر گہر بار کو شرمایا امن و آسایش
گہر گہر مہمان فارغ البالی سی ہر شخص ہمعنان شہر گلزار طبیعتین باغ و بہار خود حضرت کو
فنون شریفہ علوم لطیفہ کی طرف رغبت کاملون ہنرمندون سی صحبت معقولات مین
عقل اول کی ہمپایہ ہوئی منقولات مین قوت حافظہ کی بدولت بڑی صاحب سرمایہ
ہوئی لیکن طبیعت ازل سی موزون پائی تہی سخنگوئی کا ذوق اردو شعر کہنی کا شوق ہوا
ابتدا مین جناب مومن خان دہلوی سی مشورہ رہا بعد ازان جناب مرزا نوشہ صاحب
متخلص بغالب کو کہ اوستاد دہر متفرد عصر ہین مدت تک اپنا کلام دکہایا پہر آخر آخر
لکہنو کی پاکیزگی زبان بحکم انصاف پسند آئی اس رنگ مین شاعری کی وضع بہت
بہائی طبیعت تو رسا تہی جدہر آگئی ایک بلا تہی بی تکلف بوضع استادان لکہنو
موزون فرمانی لگی جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر کو جو آج لکہنو مین سحبان
عصر یکتای دہر ہین کلام دکہانی لگی پایہ شاعری کو ایسا بلند کیا کہ آپکے کلام کو
روح القدس نی بہی پسند کیا دیوان اول جو مرزا نوشہ صاحب کا دیکہا ہوا ہے
منطبع مطبع رامپور ہی اوسکے بعد کا کلام جو اکثر بمشورہ منشی صاحب مصدر الصفہ مرتب
ہوا ہی ہنوز چشم عامہ خلائق سی مستور ہی از جملہ تصنیفات آخرین چار واسوخت مجہی
ہاتہ آئی گنجینہ غیب سی گویا چار خزانی مینے پلئے اونکی دیکہنے سے معلوم ہوا کہ بلندی

پایۂ شاعری اسکا نام ہے یہی کلام ہی جو معجز نظام ہے واہ کیا کیا نئی نئی رنگ کے
مضمون ہین کیا کیا تازہ تازہ حکایتین موزون ہین ہر ہر بند واسوخت کا بند شون
مین سراپا ادا ہی اداؤنسی ہر مصرع ہر بند کا جانفزا ہی قیامت کی بات تہی کہ ایسے
شاہدان ناز ومحبوبان سراپا انداز جلوہ گاہ عام مین حسن فروشی نفرماتی مشتاقان
برشتہ جگر کو نظر نہ آتی اسلیے مینے اونہین بحلیۂ طبع آراستہ کر کی عرش شہود پر
جلوہ آرا کیا ہی آرزومندون مشتاقون کو صلاہی کہ بصد ہزار جان نقد دل دیکر مول لین
حسن کلام کو میزان خرد مین تول لین ہر چند یہ مجموعۂ دلپسند اور گنجینۂ ارجمند
بہت سی شاعران خوش فکر کی واسوختون سی مملو ہی ہر شاعر کا کلام درحقیقت ایک
شاہد خوبرو ہی مگر یہ کلام کہ کلام الملوک تہا درۃ التاج کلام ہوا الحمد للہ کہ یہ مجموعہ
مطبوع مطبوع طبائع خاص وعام ہوا حضرت فردوس مکان انار اللہ برہانہ دس برس
چار مہینے گیارہ دن بحساب شہور سنین قمری تخت ریاست پر جلوہ فرما رہی اور داد دہش
ہمت وسخا شجاعت ومروت فتوت ومعدلت مین انگشت نما رہی آہ اکاون برس کی
عمر پائی چوبیسوین ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری کو کوس رحلت بجایا عنان یکران ہمت کو
سوی عالم بقا اوٹھایا ادھر تختگاہ فردوس اونکے جلوس کی لیے آراستہ ہوا ادہر
صدر ریاست بہر اجلاس میمنت اساس خدیو زمان فخر وسامی دوران خورشید حشم
مریخ علم انجم خدم کیوان پناہ ثریا جاہ **نواب محمد کلب علیخان بہادر**
کہ گل سرسبد گلزار آرزوی حضرت فردوس مکان تہی پہر آراستہ ہوا سبحان اللہ گلشن
امید خلائق نی ایسی تازگی پائی ہی وہ بہار چمنستان تمنای عالم مین آئی ہی کہ بہار خلد

ہزار جان سی او سپر نثار ہی اب اس چمن دہر مین جو گل ہی گلزار ہی روز اجلاس ہمایون
سے آج تک یہ رنگ ہی کہ بمعائنہ حسن آرایش وانتظام ملک وداد و دہش فلک
کی عقل دنگ ہی مصرع جوانبخت وجوان دولت جوان سال کا مصداق یہی رئیس
والا تبار ہی یہی ذات بابرکات جان جسم روزگار ہی کیا کیا امرای شکستہ حال کیا کیا
روسای پریشان بال اس سرکار مین آکر کامران ہوئی جمعیت شرفا ہجوم کملا سی
محلے شہر رامپور کی چمنستان ہوئی مکانون کی ایسی آرایش کی کہ قصور خاقان چین کو
انفعال ہی خلائق کو ایسی آسایش دی کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر فارغ البال ہے
ذوی کمالان جہان حاضر دربار ہنرمندان عالم ملازم سرکار مشاہری بیش قرار
بات بات مین ریزش درہم ودینار حق تو یہ ہی کہ اس رئیس فلک جاہ نی مسند ریاست
کو سریر سلطنت بنایا ہی مختصر سی حکومت مین شہنشاہی کا رنگ جمایا ہی کارخانے
لوازم دولت کی ایسے آراستہ فرمائی کہ کسی نے کسی سلطنت مین بھی ایسی مرتب ومجمل
نہین پائی بذات خاص خود صالح عابد پابند شریعت رہرو طریقت مزاج سلیم طبع حلیم
پایہ سخندانی فلک سی برتر مرتبہ نثاری نثرہ سپہر سی بڑہکر الغرض قرون بسیار کے
بعد فلک نی گردش کہائی ہی تب ایسی رئیس کے جلوس سی مسند ریاست نے
رونق پائی ہی الٰہی یہ دور تا دور فلک بدستور حال آباد رہے
خلق خدا اس رئیس عدیم المثال کے
سایۂ عاطفت مین شاد
رہے



پہلا واسوخت

کیا بہارِ چمن عشق کا عالم کہیے
گل کو گل جانیے شبنم کو نہ شبنم کہیے
عمر بھر اسکو جو کہیے تو بہت کم کہیے
لخت دل اسکو اوسے دیدۂ پرنم کہیے

پتی پتی کی کھڑکنی مین یہان دل کی تڑپ
غنچے غنچے کی چٹکنی مین ہی بسمل کی تڑپ

نخل ماتم ہوئی سب نخل چلی صرصر قہر
ابر اندوہ سی تاریک ہوئی گلشن دہر
سبزہ ہی زنگ پی ظلمت آئینۂ نہر
پہونچی اس جوش تلاطم کی ہوا شہر بشہر

شام چھوڑا نہ خرابی سی نہ کوفہ چھوڑا
طرفہ اس باد خزانی نی شگوفہ چھوڑا

۵۳ صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتے ہی
آتش گل سی گلستانئی ہوا جلتے ہی

شاخ میوون کی جگہ آبلونسی پہلتے ہی
برق آفت سر اشجار سی کب ٹلتے ہی

داغ سینون کی ہین پہولونکی جو پشتارے ہین
زخم کی چشمے ہین اور خون کی فواری ہین

۵۴ گرہ خاطر گلچین ہی ہر اک غنچہ گل
رگ گل نیش ہی بہر رگ جان بلبل

باغبانونکی لیے وام بلا ہے سنبل
رہت بازون سی اوڑی زحمت بالکل

رو آسیب خزان مین عجب ایجاد کیا
سرو نی فاختہ کو صدقی مین آزاد کیا

۵۵ پہول گیندی کا خزر دہی اہن باغ مین آہ
داغ دل لالہ خوشرنگ ہی وحشت ہی گواہ

زلف سنبل جسی کہتی ہین وہ ہی بخت سیاہ
ہی وہ اس داغ مین سوزش کہ عیاذاً باللہ

شعلہ شمع حرارت سی سہے لالہ ہے
لالہ کیسی نہ لسے آگ کا پرکالہ ہے

۵۶ شاخ گل خنجر عریان چمن عشق مین ہی
ارغوان خون مین غلطان چمن عشق مین ہے

زخم خندان گل خندان چمن عشق مین ہے
سرو تک سر بہ چراغان چمن عشق مین ہے

سبب گریہ شبنم ہی نہ شب بہر ہی یہ عشق
حق جو پوچہو تو رگ ابر کا نشتر ہی یہ عشق

۵۷ طالع سیدہی معکوس اسی کی ہاتہون
ہمہ تن داغ ہی طاؤس اسی کی ہاتہون

پتا پتا کف افسوس اسی کی ہاتہون
کبک جینے سے ہی مایوس اسی کی ہاتہون

ایک بلبل کی دو نیمہ نہین منقار ہی یہان
طوق مین گردن قمری ہی گرفتار ہی یہان

۸ چشم نرگس کو عجب عالم حیرانی ہی
نہ فقط برگ سمن تیغ صفاہانی ہی
طرفہ مجموعۂ سنبل کو پریشانی ہی
تیر پیکان سے ہر اک لالہ پیکانی ہی

برگ گل تیغ تبر شاخ صنوبر ہو جاے
جو تماشی کی لیے آئے وہ جوہر ہو جاے

۹ موج سبزہ ہی کہ تلوار ہی اس گلشن مین
تیز کیا موت کا بازار ہی اس گلشن مین
رخت گل خون سی گلنار ہی اس گلشن مین
جعفری جعفر طیار ہی اس گلشن مین

ہی پتی کو کہی خنجر بران سے نہین
جو انار اسمین ہی کم گنج شہیدان سی نہین

۱۰ ماتمی پہنی ہوئی ہی گل سوسن پوشاک
طفل غنچہ بہی عجب کیا جو ہوبی شیر ہلاک
دل عاشق کیطرح گل کا گریبان ہی چاک
آب باقی نہین نیلوفر افلاک مین خاک

نہ پڑھی پاؤن کبھی جادۂ بہبودے مین
ہو جو داؤد کا اعجاز ہی داؤدے مین

۱۱ بید لبریز شرارون سی ہی مانند چنار
فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہی دار
شاخ عمر ثمر بی ثمری سے پربار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھکے خار

راہ وحشت ہی مین جم جاتے ہین ہر بار قدم
بید مجنون سی ہی بڑہکر ہی قدم چار قدم

۱۲

ثمر اس باغ کا جو ہی وہ جدا ہی دیکھو
زخم حسرت ہی لب پستہ جو وا ہی دیکھو
لخت دل کا رطب تر مین مزا ہی دیکھو
طرفہ بادام کا بہی دام بچہا ہے دیکھو

خشک ہر ایک ثمر رنگ نہین آب نہین
خون کی قطرے ہین اس باغ مین عناب نہین

۱۳

ہو بہی سی کبہی شکل بہی جلوہ نما
رنج نارنج سی حاصل ہی یہ حاصل ہی مرا
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہی پتا
منہ لگائی کوئی میٹھے کو تو کھائی کھٹا

خون انگور کی دانون سی ٹپکتا ہی یہان
تاک میخوارون کو کانٹا سا کھٹکتا ہی یہان

۱۴

کبہی خاموش نہین اس چمنستان کی طیور
نوک ہر خار زبان ارنی گوے سر طور
نالہ کش نخل پہ ہین دار پہ جیسے منصور
لب شیون سی گل شمع تجلے کا ظہور

نالہ جب کرتی ہین اک آگ لگا دیتے ہین
پر نسرین فلک دم مین جلا دیتے ہین

۱۵

عشق کی زہر سی ہی طوطیون کا سبز بدن
تاج کی بوجہہ سے ہدہد کی جہکی ہی گردن
عوض قہقہہ ہر کبک ہی گرم شیون
ابلقا ابلق ایام سے پابند محن

فاختہ ہی نہین کچہ دیتی ہی کو کو کی صدا
ہی کبوتر کی بہی پرواز مین یا ہو کی صدا

۱۶

الغرض ہی چمن عشق عجب آفت خیز
آخر کار ہوئی بوی گل شوق جو تیز
مدتون ہمکو رہا اسکے ہوا سے پرہیز
رنگ الفت نی جمایا نہ ہی راہ گریز

گل یہ پہولا نہ ہے اور کسے کام کی ہم
بندۂ عشق ہوے ایک گل اندام کی ہم

۱۷

ثمر پیشیرس باغچۂ مہر و وفا
وضع سادہ کہ نکہائی تہی زمانی کی ہوا
نو شگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا
غیر کا نام نتہا خار تہے دامن سی جدا

پردۂ غنچۂ خلوت مین نہان بو کیطرح
ہاتہہ چہو جای تو کہملا ہی لجالو کیطرح

۱۸

شکل اوس گل کی پسند آگئی بہولی بہولے
نہ پہیلی نہ جگت اور نہ بولی ٹہولے
پیاری باتون نی گرہ غنچۂ دل کی کہولی
چست انگیا کی کٹوری تہی نہ اونچی چولے

نیچی آنکہین صفت نرگس بستان ہرم
غنچۂ گل کی طرح سر بگریبان ہردم

۱۹

اگئی باغچۂ مہر و محبت مین بہار
ایک سی ولولۂ شوق تہا ہر وقت ہزار
دونو جانب سی ہوئی شوق کی بارش ہر بار
خندہ زن وہ گل تر صورت بلبل مین نثار

شوق مین آکی جو مین صورت گیسو لپٹا
عشق پیچان کی طرح مجہسے وہ گلرو لپٹا

۲۰

باغ تیار کیا واسطے اوسکے نایاب
نہرین وہ جنمین روان چشمۂ خورشید کا آب
مخمل سبز کہ سبزہ وشون پر شاداب
روشین کاہکشان پہول برنگ مہتاب

طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوارون پر
لوٹی رضوان بہی جسی دیکہکے انگارون پر

۱۲۱
رشک گلزار جنان جوش طراوت سی چمن | جا بجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کیطرحسے روشن | چشم نرگس گل خورشید بھی چشمک زن

رنگ مین حور کی چہری سی رخ گل بڑھکر
زلف غلمان سی کہین گیسو سنبل بڑھکر

۱۲۲
گرد پہولون کی عنادل کی ترانونکا سمان | قمریان بیٹھی ہوئین سرو پہ سرگرم فغان
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان | اپنی محبوب پہ مین سب سی زیادہ قربان

چہچہی ول کی ہر اک زمزمہ پرداز کی ساتہ
جسطرح ساز کی آواز ملے ساز کی ساتہ

۱۲۳
نور کا ایک وہ بنگلہ بھی بنایا زیبا | برج مہتاب بھی دیکھے تو کہی صل علی
فرش گلرنگ تو پردون مین نیا کار طلا | سیج پہولون کی بچہی وہ کہ گل عیش کہلا

سبز شیشے مئی گلگون کی بہری رہنی لگی
ہار پہولون کی چنگیرون مین دہری رہنی لگے

۱۲۴
پہول کہنامی گلرنگ کو تہا عین بجا | صاف گلبانگ عنادل تہی گلابی کی صدا
کبہی شطرنج کا تہا کہیل کبہی چوپڑ کا | روشون پر کبہی پہرنا صفت باد صبا

صبح سی ساز غنا لطف خوش آوازی کا
شغل دو چار گہڑی دن رہے گلبازی کا

۱۲۵
فلک تفرقہ پرداز کو بہایا نہ یہ رنگ | نخل عشرت کو کیا تیغ الم سے چورنگ
رفتہ رفتہ ہوئی اونکو یہ جوانی کی امنگ | سر مین نخوت کی ہوا ابہر گئے اللہ کی ترنگ

بیرخی سے مزہ میوۂ نورس نہ رہا
نیشکر خشک ہوا کیہ کہین رس نہ رہا

۲۶

خلشین کرنی لگا خار کی جو پیدا کی
دوست نی کجروی طبع عدو پیدا کی
دشمنے کی گل رخسار نی بو پیدا کے
سرکشی صورت سرو لب جو پیدا کے

تیز پلکین ہوئین ایسی کہ چبھوئی کانٹے
فی الحقیقت حق عشاق مین بوئی کانٹے

۲۷

ایک دن اوس سی کہا مینے کہ اے سرو روان
گل کترنے لگی مقراض ہوئی ابتو زبان
رنگ ابھا نہین ہوتا ہی گل عیش خزان
اور ہی تاک ہی اب نشاۂ اخلاص کہان

واہ وہ اے میر موافق ہون مخالف ہون مین
شاخ و برگ اور رگ و ریشہ سی آفت ہون مین

۲۸

عندلیب گل رخسار ہین اب تو اغیار
سیر گل ہمکو ہی دشوار سگے کی ہین وہ خار
نہین ہوتی ہین جدا دامن گل سی کبھی خار
چھائی رہتے ہین چمن پر صفت ابر بہار

خار گلچین بہار رخ جانانہ ہوئے
چمن وصل مین گل سبزۂ بیگانہ ہوئے

۲۹

دفعتہ خشک ہوا نخل محبت کا شجر
برخلافی کی ہوا چلنے لگی آٹھ پہر
نہ ہی برگ نہ گل اوسمین نہ غنچے نہ ثمر
گل بازی کیطرح تم ہوا دہر گا [illegible]

بدلی پہولون کی ہین داغ جگر ملتی ہین
واہ کیا نخل محبت کی ثمر ملتے ہین

حال سنبل سی زیادہ ہی پریشان اپنا
اب ہی نرگس سی سوا دیدہ حیران اپنا
مثل گل چاک ہی ہر وقت گریبان
جسم داغون سی سراپا ہی گلستان اپنا

ہنسکے وکہلاتے نہین پہول ساز حسنا رکبہی
داہن دل سی نکلتا نہین خار کبہی

صورت نرگس بیمار ہوا ہون بیمار
گل کی مانند ہوا جسم سراپا افگار
استخوانون مین اثر کرگئی بالکل تپ چار
ہی تن زار مرا اپنے نگہ کے لیے خار

قلب نی مانگ لیا رعشہ سیتون سے
دست گل خوردہ میرکم نہین گلدستون سے

سرو آزاد سی بڑہکر ہی ہر اک آہ رسا
دیدہ اشک فشان نہر چمن سی ہی سوا
مضطرب پہرتی ہین ہم چار طرف مثل صبا
جو شرہ ہی وہ رگ ابر کا دیتی ہی پتا

طرز عشق و روش آہ رسا اور ہی ہی
چمن عشق کی اب آب و ہوا اور ہی ہی

دل مین سوچو تو کہ کیسے ہین ہماری احسان
اب وہ طرار ہوئی چلتے ہی قینچی سی زبان
بات کرنی تمہین آتی تہی ای غنچہ دہان
ناز و انداز مین تم طاق ہوئی سروہ دہان

طرز دلداری و آئین ادب بہول گئے
آگئی ایسے ہوا مین کہ وہ سب بہول گئے

کیا تماشا ہی کہ ہم خار ہون اغیار نہال
صورت لالہ ہمین دیتی ہو کیا داغ ملال
زرد ہم غم سی مسرت سی رخ غیر ہو لال
زیست کی لالی ہین اپنے ہی نہین تم کو خیال

روز باتون مین جهولاتے هو نیا جهولا هی
واه کیا فصل بهار آتی هی گل پهولا هی

۵۵
خیر یه رنگ تمهاری هین تو مشکل هی نباه
اب اگر سیر کی ترغیب صبا دی شب ماه
سیر گلزار کی مشتاق نهین اپنی نگاه
جاون جنگل کیطرف کاٹکی اس باغ کی راه

چمن عارض گلرنگ هی صحرا مجکو
سرو قامت نظر آتا هے بگولا مجکو

۵۶
جاون گلشن کو قدم کو چمین تیری نه دهرون
تیری چهری کی عوض پهول کی چهرتی مرون
دهن تنگ کی جا دم کسی غنچی کا بهرون
دیکهون نرگس تری آنکهونکا نظاره نکرون

زلف مشکین کو نه سنبل کی برابر سمجهون
بلکه گیسو کو تری گهانس سی بدتر سمجهون

۵۷
کهیا نهین اور جهان مین صنم سیمین بر
جنمین هی بوی وفا ایسی بهی گل هین کمتر
اور بهی سرو گل اندام هین تجهسی بڑهکر
نخل دو ایک هین تو سیکڑون شیرین هین ثمر

ولوله چاهیی بلبل کا گل تر هین بهت
آنکهه قمری کی هو پیدا تو صنوبر هین بهت

۵۸
اب وه گلچهره کرون فضل خدا سی پیدا
خار سون دامن یکرنگی طینت سی جدا
جسکے کوچے مین نه اغیار کی پونهچی هوا
کوی گلچین نهو اوس باغمین بندی کی سوا

خوش مزاجی بهی هو انداز و ادا بهی آوین
رنگ الفت کا بهی هو بوی وفا بهی آوین

۳۹

نرگسی آنکھ سے ہووے نرگس حیران — سامنی گیسو پیچان کی ہو سنبل پیچان

دہن غنچہ کبھی کہل نسکے پیش دہان — لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سرو چمن سوکھ کے کانٹا ہو جاے

پہول آگی رخ گلرنگ کی پتا ہو جاے

۴۰

پہول ہون نقش قدم اوسکی گلی کوچہ باغ — ڈہونڈہی ہر جگہ صبا پاے اوس گل کا سراغ

رشک سی اوسکی دل لالہ مہتاب ہو داغ — گل خورشید کا گل سامنی اوسکی ہو چراغ

لعل لب سی شگفتہ دم گفتار چمن

چار باتون مین لگاتا ہو وہ گل چار چمن

۴۱

گرمی آتش رخ جب نظر آوے تجکو — ہیزم خشک کی مانند جلائی تجکو

تازگی سیب ذقن کی وہ کہائی تجکو — صورت سیب کہن داغ لگائی تجکو

رشک سی روئی یہ خون دیدہ گریان تیرا

غیرت دامن گلچین ہو گریبان تیرا

۴۲

کبھی آجائین جو وہ دست حنا بستہ نظر — کف افسوس ملی صورت اوراق شجر

سرمگین انکھین اگر دیکھی تو ہو خاک بسر — مثل سوسن ہو سیہ بخت کا تیری اختر

کالی کالی جو وہ تجہکو نظر آئین نکہتین

صاف شبنم کیطرح تیری بھر آئین انکہین

۴۳

موتیون کا جو گلی مین نظر آئی تجہی ہار — اسقدر روئی کہ ٹوٹی نہ کبھی اشک کا تار

دیکھی کانون مین کرن پہولونکی جسوقت بہار — داغ کہائی صفت لالہ جلے مثل چنار

سبز ہی کانون مین نظر آئین تو لہرائی بہت
بالی شوخ کی چمک دیکھ کے پچھتائی بہت

٤٣

طنز آمیز یہ کہے جو اوس گل نے سخن
لالہ سان لال ہوا پہلے تو وہ ہی روشن
صورت غنچہ ہوا تنگ بت غنچہ دہن
سوچکر پھر یہ کہا کیون نہوا ہی شفق من

ہم پہ بھی رنگ جمانی سے لگے ماشاءاللہ
سبز باغ اب تو دکھانی سے لگے ماشاءاللہ

٤٤

دوسرا تجھسا زمانے مین کہان گل اندام
ثمر خام کیھ درست ہی خیال آپکا خام
بڑھ کی تجھسی جو بتاتی ہو وہ اللہ کا نام
سو برس تک جو پھری یہ فلک نیلی فام

گل کھلین حسن کی گلزار مین لالا پھولے
نہین ممکن کہ کبھی گل کوئی تجھسا پھولے

٤٥

عرض کی سنیے کہ اتنے نہ ہوا مین آؤ
اوس پڑ جائیگی دیکھو نہ بہت اتراؤ
سر جھکاؤ کبھی نرگس کی طرح شرماؤ
مثل بلبل نہ یہ بے رنگ ترانی گاؤ

آنکھ مین خار ثمر ذہن لگے کھٹکنا کیسا
دیکھو غنچے کی طرحی یہ چٹکنا کیسا

٤٦

جھوٹ کہتی نہین ہم گلشن قدرت کی قسم
سرو آزاد چمن زار امامت کی قسم
گل نوخیز گلستان رسالت کی قسم
لالۂ احمر گلزار شہادت کی قسم

دوسرا پھول بھی چاہین تو کھلا سکتے ہین
تمسی بہتر نہین تمسا تو دکھا سکتے ہین

۴۸

سنکے گل ہنسکے کہا خیر بھلا دیکھین تو | اور گل کونسا ہے نام خدا دیکھین تو
کیا ہوا باندھتے ہے باد صبا دیکھین تو | نفس عیسی اعجاز نما دیکھین تو

گو کہ تم آج سمجھتے ہو ہمین نافرمان
یہ جو سچ ہو تو بجا لائین تمہارا فرمان

۴۹

نرم باتین جو سنین اوس سے ہوا دل یہ نہال | کھل گیا گل کیطرح دور ہوا خار ملال
جا کی اک کمرے مین کی اوس گل رعنا سے یہ چال | نصب آئینہ کیا جسمین ہو پیدا تمثال

باد نخوت کا مزہ تا اوسے حاصل ہوجاے
بوستان اور گلستان کی مقابل ہوجاے

۵۰

وارد اوس کمرے مین جسوقت ہوا وہ گل تر | پرتو باغ سے آیا ادہے اک باغ نظر
وہی سینے کا ابھار اور وہی پستان کے ثمر | وہی غنچہ سا دہن اور رگ گل سے کمر

آنکھ نرگس سی ہے رنگ وہی ڈھنگ وہی
سنبلین زلف وہی چہرہ گلرنگ وہی

۵۱

سنکے گل ہنسکے کہا تم ہو عجب شعبدہ باز | یہی محبوب سہی قد پہ تہا اتنا تمہین ناز
یہ اگر ہے تو سلامت رہے ہو عمر دراز | باغ باغ اسسے ہوئی ہمکو بہی بہایا انداز

اس گل تر کا تو ہے پر چمن آرا بلبل
اسکا بلبل تو ہے در پردہ ہزار بلبل

۵۲

ایک گلشن کی یہ دو گل ہین ادہر اور ادہر | ایک ہی نخل لطافت کی یہ دونون ہین ثمر
دو شگوفے ہین یہ اک شاخ کی دیکھے جو نظر | شاخین دو پہوٹی ہین ہر چند کہ ہے ایک شجر

بو وہی رنگ وہی ایک کہی جو دیکھے
کم وہ احول سی نہیں ایک کو جو دو دیکھے

۵۳

خیر معلوم ہوا عاشق یکرنگ ہو تم
عذر کرتا ہون بڑے صاحب فرہنگ ہو تم
جرم پیدا ہی جو غنچے کی طرح تنگ ہو تم
لو کرو صلح عبث مستعد جنگ ہو تم

پھر ہوا باغ ہرا پھول کھلے خار گئے
بیکلی اب نہیں جیتی تمہیں ہم ہار گئے

۵۴

مینے دیکھا کہ جما رنگ پھری کچھہ تو ہوا
آنکھہ بدلی یہ کہا مصلحتہً ہو گی خفا
آب رفتہ طرف نہر پھرا شکر خدا
ہی یہی رنگ تو اب لطف ملاقات کا کیا

صرصر ظلم تو چلتے ہی رہیگی صاحب
اک نہ اک شاخ نکلتے ہی رہیگی صاحب

۵۵

مجھکو منظور نہیں اب چمن عشق کی سیر
اب بہار بعد خزان ہو چمن وصل بخیر
کیا گذرتی نہیں انسان کی گلستان کی بغیر
جانتا ہون مین تمہین اڑتی ہو کیا صورت طیر

نام لو اب جو محبت کا تو پیٹو مجھکو
جاؤ کانٹون مین زیادہ نہ گھسیٹو مجھکو

۵۶

یہ سنا مجسی تو اوس گل کو نہ کچہ بن آئے
ایسی بدلی غم و اندوہ کی دل پر چھائے
ٹھنڈی ہی اک سانس بھری بھول گیا رعنائی
منہ بنایا صفت غنچہ یہ منہ کی کھائے

تر ہوئی اشک کی شبنم سی کلی دامن کے
باندھ دی دیدۂ گریان نی جھڑی ساون کے

۵۵۶

چھیڑنی کو یہ کہا مینے جو روتے دیکھا
سرخ جو پھول تھا گیسندے کیطرح زرد ہوا

یہ بھی پیتی ہو مرے جان مجھے تم چھینٹا
ہوگیا چہرے سے جاری عرق شرم و حیا

ہاتھہ باندہی تو عجب ننگ نزاکت باندھا
طرفہ گلدستۂ گلہای لطافت باندھا

۵۵۸

آگیا رحم کہا مینے چلو جانی دو
شاخ پژمردہ نہو پہولو پہلو جانی دو

عذر تقصیر کا اب نام تو جانے دو
کف حسرت نملو منہدی ملو جانے دو

تم جو ہو صاف تو صاف آپسی بالکل ہم ہین
تم وہی گل رعنا وہی بلبل ہم ہین

۵۵۹

الغرض صلح ہوئی دور ہوا اخا ملال
پچھلے باتین جتنے تھین نا ظم وہ ہوئین خواب خیال

مجکو پایا جو فرحناک ہوئی وہ بھی نہال
ساغر دل ہی عشرت نی کیے مالامال

وہ ہوئی شاد طبیعت مری مسرور ہوئے
پھر گلستان مین بہار آئی خزان دور ہوئے

واسوخت اول
تمام ہوا



١

عشق نی رنگ زمانی کو دکھائی کیا کیا
دوست سی دوست جو چھوٹی تھی ملائی کیا کیا
کام بگڑے ہوئے الفت نی بنائی کیا کیا
راستہ بھولی ہوئی راہ پہ آئی کیا کیا
آگ مین کود کے پروانہ جو بیہوش ہوا
شمع کی الفت مین جلا اوس سے ہم آغوش ہوا

٢

کارخانی ہین محبت کی عجیب اور غریب
اوج کیسی اوسی قسمت کا جو سولی ہو نصیب
زندگی موت ہی ہمین ملک الموت طبیب
بیخودی صورت منصور کری عین حبیب
جان بھی جاتی تو وسواس مطلق نہ گئی
خون کی قطرون سے آواز انا الحق آئی

جسنے اس خنجر بران سے شہادت پائی
جسنے رکہا قدم اس راہ مین راحت پائی

نہر کوثر کے کلید در جنت پائے
دونو عالم کے بکہیڑون سے فراغت پائی

بیچ دہارے کا تلاطم ہی کنارا ہمین
کشتۂ نوح ہی تنکے کا سہارا ہمین

۵۴
مقتل عشق کی جانب جو جری ہو وہ چلے
سر کو جانبازہ جہکا دیتے ہین خنجر کے تلے

جو چنی پہول شہادت کے وہ پہولی وہ پہلے
کبہی خنجر کبہی تلوار سے کٹتے ہین گلے

شوق کامل سے جو تائید ہوا کرتی ہی
روز قربانیون مین عید ہوا کرتی ہی

۵۵
ہی یہ بازار جدا دیکہی ہین بازار بہت
نقد جان ہاتہہ پہ رکہے ہوئے زردار بہت

جنس نادیدہ کی مشتاق خریدار بہت
جسکا طالب ہی زمانہ وہ طلبگار بہت

مشتری جنکی ہین سب ہین وہ خریدار یہان
لاکہہ یوسف سی ہین یک جانی کو تیار یہان

۵۶
خوب دیکہا تو نظر آئے بہار اسکی خزان
ہچکیان زخمیون کی دیتی ہین آواز کہ ہان

ہمہ تن داغ ہین طاؤس صفت رقص کنان
ہم ہین بانگ جرس قافلۂ عمر روان

صاحب درد المناک کوئی ہوتی ہین
ہنستے ہین زخم کے صورت جو لہو روتی ہین

۵۷
ایک اک زخم ہی اسکا گل تر سی بہتر
ایک اک اشک ہی شہوار گہر سی بہتر

ایک اک داغ ہی گنجینۂ زر سی بہتر
ایک اک آہ ہی جنت کی شجر سی بہتر

رگ جان رہتی ہی مشتاق اسی نشتر کے
شیشۂ دل کو ہی سر چوٹ اسی پتھر کے

۸ زخم اس تیغ کا بسمل کو مزا دیتا ہی
یہی زخمے ہی کہ قاتل کو دعا دیتا ہے
مرحبا کی دہن زخم صدا دیتا ہے
زیر شمشیر سر عجز جھکا دیتا ہے

یہی لب تشنہ ہین مشتاق جو کوثر کے نہین
گھونٹ شربت کی ہین رگڑی دم خنجر کے نہین

۹ غنچہ غنچہ چمن دہر کا دیکھا ہمنے
پتی پتی پہ نظر کی تہ و بالا ہمنے
بوٹی بوٹی کا کیا خوب تماشا ہمنے
آنکھ ڈالی طرف نرگس شہلا ہمنے

سبکو پیمانہ کش بادۂ الفت پایا
جسکو پایا اوسے مست محبت پایا

۱۰ گل جو ہنس پڑتی ہین ہر دم سبب اسکا کیا ہی
سبزہ رہتا ہی جو خرم سبب اسکا کیا ہی
شب کو روتی ہی جو شبنم سبب اسکا کیا ہے
حال سنبل ہی جو درہم سبب اسکا کیا ہے

جھلکے دکھلاتی ہی نرگس نگہ ناز کسے
خوشنوایان چمن دیتے ہین آواز کسے

۱۱ عشق ہی عشق ہی پھولونکی بدلتا ہی جو رنگ
عشق ہی عشق جو ہی شیشۂ دل کی لیی سنگ
عشق ہی عشق ہی جس سی کہ دل غنچہ ہی تنگ
عشق ہی عشق ہی کہتی ہین جسی قید فرنگ

مرغ بو گل مین کہ صیاد کی بس مین بلبل
گل ہین گلبن مین گرفتار قفس مین بلبل

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہی	زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے
دل مین لالہ کی جو داغ غم پنہانی ہی	گل بھی سودازدہ چاک گریبانی ہے

دہن غنچہ کو گفتار کے قوت کیسے
پا بگل سرو ہی رفتار کے طاقت کیسے

ص۱۳

عشق وہ ہی کہسار جو کرتا ہے گذر	چرخ مین آتا ہی چکی کی طرح پتھر
کس بگولی کہ بیابان مین نہین ہی چکر	کون گرداب ہی دریا مین کہ پہرتا نہین سر

نقطے کو حلقۂ پرکار بنا دیتا ہے
قطب کو کوکب سیار بنا دیتا ہے

ص۱۴

یہ وہ ہی تیر کہ سینے سے گذر جاتا ہی	یہ وہ خنجر ہی کہ تا ناف اوتر جاتا ہے
پاؤن رکہتا ہی جو اس راہ مین سر جاتا ہے	آنکہہ کہلتے ہی یہان نور نظر جاتا ہے

سرفرازون کو بھی سرسام ہی سر دہنتی ہین
عاقل اس بہار مین دیوانون کیطرح ہنستی ہین

ص۱۵

کہین آنکہون سی لہو ہو کی بہا کرتا ہے	داغ بنکر کہین سینے مین جلا کرتا ہے
پہول ہو کر کہین یہ زخم ہنسا کرتا ہے	رنگ بنکر کبہی چہرے سی اوڑا کرتا ہے

لب فریاد کہین نالۂ جانکاہ کہین
اُف کہین درد کہین اشک کہین آہ کہین

ص۱۶

ہی کہین زردی رخسار کہین لب پہ فغان	کاہش تن خلش سینہ خراش رگ جان
کہین اوٹھتا ہی یہ بنکر دل سودائی سی دہوان	کہین غارتگر ہوش و خرد و تاب و توان

بیقراری ہی کہین یہ کہین بیتابی ہی
دل مضطر مین تڑپ آنکھون مین بیخوابی ہی

کبھی باران کبھی بجلی ہی گلستان کی لیی
ہی کبھی خضر کبھی غول بیابان کی لیی
کبھی پٹی کبھی نشتر ہی رگ جان کی لیی
کبھی بخیہ ہی کبھی چاک گریبان کی لیی
چشم امید کبھی ہی نگہ یاس کبھی
مرہم ریش کبھی سودۂ الماس کبھی

الغرض عشق کی نیرنگ ہین بیحد و شمار
شرط ہی شرط ہی عاشق کی لیی صبر و قرار
ایک منہ سی نکلی رنج ہون خاطر کو ہزار
سر تہ تیغ جھکا کی جو ہو قاتل سی دو چار
آشنا ضبط سی بیگانہ بد و خوب سی ہو
پاون باہر نہ رہ مرضی محبوب سی ہو

ذرہ بجای نمایان ہو جو خورشید سحر
پردۂ دل ہو کتان وقت تماشای قمر
چہرۂ گل پہ کرے دیدۂ بلبل سی نظر
فاختہ بھی طرف سرو جو ہو جای گذر
جلوۂ حسن ہی دیکھکی دیوانہ بنے
شمع روشن ہو سر شام تو پروانہ بنے

وہ کری عشق سلیقہ جو بشر رکھتا ہو
دی دل اپنا وہ کسیکو جو جگر رکھتا ہو
شرط الفت ہی کہ الفت سی خبر رکھتا ہو
طالب جلوۂ دیدار نظر رکھتا ہو
جسکا شیدا ہو جو اپنا اوسی شیدا کر دی
عشق کا نام نہ لے ربط کا دعوی نکری

۲۱

یون چلے راہ طبیعت مین جو پیدا ہوجاے
غرق یہ بحر تصور مین سراپا ہوجاے

بی تکلف دل محبوب گھر اپنا ہوجاے
وسعت ظرف سی قطرہ ہو تو دریا ہوجاے

دل جلی آہ مگر صاحب تاثیر کرے
آپ دیوانہ ہو خورشید کو تسخیر کرے

۲۲

کھینچے وہ نالہ جو ہو سرو گلستان اثر
خاک اڑجای اودہر دل جو مکدر ہو ادہر

ٹپکے وہ اشک کہ جس سی کوئی حاصل ہو گہر
چاک ہوجای گریبان تو ٹکڑی ہو جگر

جسپہ قربان ہو وہی گرد پھرے پیار کری
آپ نقطہ ہو اوسی حلقۂ پرکار کرے

۲۳

تنگ ہو مثل دہن غنچہ دہن کیا ممکن
رنگ پر آکے ہو بیرنگ چمن کیا ممکن

مثل زلف آئی جبین پر جو شکن کیا ممکن
دام مین پہنسکے نکلجاے ہرن کیا ممکن

جسکا ناظر ہو پسند آئین نظاری اوسکو
ہو پڑا جن بھی تو شیشے مین اتاری اوسکو

۲۴

جذبۂ شوق سی ہو یار پرے رو تسخیر
دل تپے جسسے وہ دم گرم دکھاۓ تاثیر

زینت ہالۂ آغوش رہے ماہ منیر
دام مین جسکے ہو وہ دام مین اپنی ہو اسیر

ہو جو معشوق تو ہے عاشق زار اپنا ہو
صید جسکا ہو وہ صیاد شکار اپنا ہو

۲۵

جان دینی کو تو دیتی ہین ہزارون جانباز
سوز رکھتے ہین فقط یاد نہین صورت ساز

ربط کا ایک کو معلوم نہین پر انداز
رمز دانی ہی اداکے نہ ادا فہمی ناز

خون دل ہی پی ساقی سے گلفام کہان
چشم تر صورت ساغر ہی مگر جام کہان

۲۶
گرچہ توضیح اشارات و شفا مشکل ہی
سہل ہی فہم کتب فہم ادا مشکل ہی
ناز کا شرح و بیان اوس سے سوا مشکل ہی
کیا معمای دہن نام خدا مشکل ہی
کیسا مصرع قد موزون ہی کوئی کیا جانی
بیت ابرو کا جو مضمون ہی کوے کیا جانی

۲۷
ہمسے پوچھو کہ ہین ہم میکش میخانہ عشق
سیکڑون یاد ہین گذری ہوئی افسانہ عشق
اپنی مٹی ہین ہی شامل گل پیمانہ عشق
دیکھے ہین بوقلمون جلوہ مستانہ عشق
ساری حالات جہان پیش نظر رکھتے ہین
جام جم دل ہی زمانی کی خبر رکھتے ہین

۲۸
داغ دل ہی صفت مہر سلیمان اپنا
ہین وہ بلبل کہ گل اپنا ہی گلستان اپنا
جو پری رو ہے وہ ہی تابع فرمان اپنا
حورین اپنی ہین جنان اپنا ہی رضوان اپنا
دون کی ہم جو یہ لیتے ہین بجا لیتے ہین
چار باتون ہین فرشتون کو لگا لیتے ہین

۲۹
سینۂ چاک جو دکھلائین کبھی گل کیطرح
حال اپنا جو پریشان ہو سنبل کی طرح
نالی کرنی لگین گل باغ مین بلبل کیطرح
خوبرو آئین ابھی پیچ مین کاکل کی طرح
فاختہ ہون تو نیا عشق ہم ایجاد کرین
سرو بندہ ہو جو سو بار اوسی آزاد کرین

۳۰ دوستو کرتی ہین اک سانحۂ تازہ بیان
ایک معشوق بلا شہر خرام آفت جان

جسکے رنگینی مضمون سی ہی گلبرگ زبان
جسکے جلوے کی ہین مشتاق تمام اہل جہان

بال کہولی جو نظر وہ مہ کامل آیا
کچھہ نسوجھا ہمین آندہی کی طرح دل آیا

۳۱ رنگ وحشت کا جمانی لگی عارض کی بہار
خال تسکین پہ ہوئی مردمک چشم نثار

چشم بیمار کے الفت مین ہوا دل بیمار
طایر ہوش کیا دام مین گیسونی شکار

نہ فقط تیر ہے مژگان کا جگر سے گذرا
تیغ ابرو کا بہی پانی مری سر سے گذرا

۳۲ آہ اوس شوخ کا قسمت نی کیا عاشق زار
آئی جب گرم مزاجی پہ وہ خورشید عذار

ایک جا جسکو نہین برق کی مانند قرار
پہونک دی پنبۂ افلاک کو بہی نکی شرار

نہین ممکن کہ سکون ہو مجہے اک آن کہین
دل کہین دہیان کہین آنکہہ کہین کان کہین

۳۳ منہ سی نکلی وہی مرغوب ہوئی اوسکو جو بات
زہر بی مرضی معشوق رہا قند و نبات

رات ہی دن کو کہا دن کو کہا اوسنی جو رات
نکہا یار نی جبتک نہ پیا آب حیات

تہا طبیعت کو طبیعت کا زبس میل پسند
ہم بہی کہیلے وہی اوسنی جو کیا کہیل پسند

۳۴ بی کہی ہاتہہ لگایا نہ کبہی بازو کو
دیکہتے ہی ہی اوس چشم کو اوس ابرو کو

جب تلک اون نپایا نہ چہوا گیسو کو
نیند آئی جو کبہی تکیہ کیا زانو کو

باندھی خدمت پہ کمر کار حریفانہ کیا
مہندی ہاتھوں میں ملی گیسو وں میں شانہ کیا

۳۵
کرلیا بستہ گلدام محبت اوسکو
ہمسے بھی پڑہ گئی ہماری ہوئی رغبت اوسکو
ہر طرحسے ہوئی منظور اطاعت اوسکو
دل لگا ملنے لگی وصل میں لذت اوسکو

ہوگئی شام تو وصلت کا سرانجام کیا
عیش مین رات کٹی صبح کو حمام کیا

۳۶
چرخ ظالم کو شب عیش نہ آئی پسند
عرض کی اے کسی کسینی رہے اقبال بلند
قطع کردی ہین پہونچا کی لب بام کمند
ہی خبر شرط خبردار ہو غفلت تا چند

کچھ رقابت کا یہاں طور نظر آتا ہے
پردہ پردے مین کوئی اور نظر آتا ہے

۳۷
تم سمجھتے ہو جسے شیفتہ و عاشق زار
واہ جی واہ ہی کس طرح کے دنیا مکار
وہ کسے اور پہ ہین لاکھ دل جان سے نثار
دل مین کچھ بات ہے کچھ اور زبان پر گفتار

بندہ پچکا صاف دورنگی کا سمان دیکھو تو
کھول کر آنکھ ذرا رنگ جہان دیکھو تو

۳۸
تم پہ ثابت نہین نیرنگ کی انداز ابھی
عشق کیطرح تمہارا بھی ہی آغاز ابھی
بند ہو جاؤ نہ بولو جو کہلے راز ابھی
پہ پر و بال نہین قابل پرواز ابھی

کس طرف کی تھی کدھر کی ہی ہوا کیا جانو
شعبدی شعبدہ بازون کی بھلا کیا جانو

۳۹

غیر سی یہ چھپ کے جدا تمسی جدا ملتے ہین
ایسے لوگون سے کوئی اہل وفا ملتے ہین
کیسے الفت کی قسمی نام خدا ملتے ہین
جانے دو پوچھنے والے نہین کیا ملتے ہین
بیوفاؤن سی عبث قصد وفا کرتے ہو
گئے گذری نہین تم ایسے یہ کیا کرتے ہو

۴۰

منہ یہ کہنا کہ ہین سو جان سی قربان نثار
بیٹھہ پیچھے نہ وہ باتین نہ وہ الفت نہ وہ پیار
دل مین اخلاص نہ آنکھون مین مروت زنہار
نہو پورا یہ قسم کھا کے کرین قول ہزار
جال باندھا ہی نکالی ہی پھنسانی کیطرح
رنگ ہردم یہ بدلتی ہین زمانی کیطرح

۴۱

تمسے ہر روز یہ چھپ چھپ کی کہین جاتی ہین
کوچہ گرد اور ہی کوچہ انہین دکھلاتی ہین
ڈولیان بھیجتی ہین خانگیان لاتی ہین
دوپہر رات گئی اور حسین آتے ہین
نیت اورون کیطرف بھید چھپانا تمسے
روز ہی نافلہ شب کا بہانا تم سے

۴۲

یہ خبر سنتے ہی آیا اونہین غصہ ایسا
دفعۃً آگ بگولا ہوی جن سر چڑھا
دل پھرا آنکھین پھرین دھیان مرا کچھ نہ رہا
نکیا اسکو بھی تحقیق کہ یہ بات ہی کیا
ننگے بگڑی نہ رہا لطف نہ وہ پیار اونکا
ایسے روٹھی کہ منانا ہوا دشوار اونکا

۴۳

دل سی نفرت ہوئی الفت کی مٹائی صورت
پڑگئی آنکھہ تو ہاتھون سی چھپائی صورت
بنگئی جان پہ بگڑی نظر آئی صورت
رفتہ رفتہ یہ عداوت نے دکھائی صورت

تیز ہر دم یہ زبان تھی کہ لگاتے تھی چھرے
مجھکو پاتی تھی اگر وہ تو پرپاتے تھی چھرے

۴۴

بار ہا دیکھکے سوت یہ کیے میننے سخن
غیر جو جھوٹ کہی راستی اوسمین نہ ظن
کاہی دغا باز جفا پیشہ مروت دشمن
ہم جو سچ بہی کہین وہ جھوٹ ہو کیون مشفق من

حال عاشق کبھی خاطر مین نلانا کیسا
سنکے اس کان سی اوس کان اوڑانا کیسا

۴۵

گل رخسار مین کچھ بوی محبت نرہی
اب یہ کیا ہی کہ جو اگلی سی عنایت نرہے
مشک گیسو مین ذرا نکہت الفت نرہے
بیمروت ہوئی آنکھون مین مروت نرہے

کب نہ دیکھا ہمین کب حال ہمارا نہ سنا
کور و کر ہوگئے اب ایسے کہ دیکھا نہ سنا

۴۶

لاکھ کہتی ہین کسی بات کا کچھہ دہیان نہین
کیا ہوا ربط وہ دن رات کا کچھہ دہیان نہین
کبھی برسون کی ملاقات کا کچھہ دہیان نہین
چپ ہو تم حرف و حکایات کا کچھہ دہیان نہین

روز رنجش کی ہین انداز نرالے ہمسے
نہین ملنی کے تمہین چاہنے والے ہمسے

۴۷

لاکھ منت سی کہا عرض پذیر اکب تہے
دل مین ظالم کے دعا عرض پذیر اکب تہے
سر مین نخوت کی ہوا عرض پذیر اکب تہے
تیز شمشیر جفا عرض پذیر اکب تہے

شور شوق کا دل سی کہ ہی منت کی جگہ
غیرت عشق پکارہی کہ ہی غیرت کی جگہ

۴۸
ہو جو گمراہ اوسے راہ پہ لانا ہی شرط | چاہ اب کیسی کنوین اوسکو جھکانا ہی شرط
بات بگڑی تو بتدریج بنانا ہی شرط | ڈالکر بوجھ سر کبر جھکانا ہی شرط

سرکشی پر ہے اسے ٹہوکر سے پامال کرو
جوڑی ہاتھون کو پڑے پانون دو اچال کرو

۴۹
اشناؤن سی کہا حال تو سب نے یہ کہا | خوبصورت ہین بہت ایک پہ موقوف ہی کیا
دل کو یہ بات گوارا نہوئی پر اصلا | کہ سوا اوسکے تہی دل مین کسی غیر کی جا

یار تو ہمسے خفا غیر سے اکراہ ہمین
دوہری مشکل ہوئی سوجہی کوئی راہ ہمین

۵۰
ناگہان دل نی یہ تدبیر نئی بتلائی | ہمنے اک چین سی تصویر حسین منگوائی
ہمہ تن خوب سراپا مین عجب زیبائی | طرفہ رعنا کہ فدا اوسپہ ہو خود رعنائی

کونسی شان تہی اوس سے جو نمودار نتہی
بیدہانی سی مگر طاقت گفتار نتہی

۵۱
کان وہ جو نہ غریبونکی سنین نالہ و آہ | آنکھین ایسی نکرین جو کبھی عاشق پہ نگاہ
لاکہ کہیی وہ دہن نہ سخن سے آگاہ | کوئی آئے وہ زبان سی نکہی لبسم اللہ

تہا دہن تنگ نتہی قوت تقریر اوسکو
بیزبانی سی کہا چاہیے تصویر اوسکو

۵۲
ہمنے آراستہ اک روز کیا ایک مکان | فرش پر دی تہی زرانداز و منقش ایوان
کرسی زر پہ بٹھایا اوسی باشوکت و شان | دست بستہ جو خواصین تہین تو دید پرسبان

زیور روز سی چمک مین تھی زری کی صورت
اوڑھنی اور جواہر سے پرے کی صورت

۵۳

واہ کیا زیب بر و دوش تھی ہماری پوشاک
عالم نور تجلے سے ہوا عرصۂ خاک
حور دیکھے تو گریبان کرے صبر کا چاک
گرد پھر کر ہوئی قربان نجوم افلاک
چشم عالم کو زمین پر نظر آئی زہرہ
بلکہ خود بہر تماشا اوتر آئے زہرہ

۵۴

وہ جو کافر تھا اوسی نامہ کیا یون تحریر
بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر
شکر صد شکر کہ اللہ ہمارا ہے قدیر
مل گیا تمسی ہی بہت صنم مصر نظیر
کیا ہوا تمنے اگر حال ہمارا نہ سنا
ہی خدا سامع اصوات سنا یا نہ سنا

۵۵

سرکشی بندۂ عاجز کو بہت بیجا ہی
ایک کا ایک ہی سرکوب کہ یہ دنیا ہی
اک کف خاک ہے انسان کو رتبہ کیا ہے
ہی جو فرعون یہان اوسکی لیی موسی ہی
کبر کس کس کی لیے باعث تذلیل ہوا
مورد لعن تکبر سی عزازیل ہوا

۵۶

ایسے گمراہ ہوئے تم کہ چلے راہ غلط
ساری الفت تھی غلط پیار غلط چاہ غلط
نگہ مہر حقیقت مین تھی ای ماہ غلط
ہم جو سمجھے تھی وہ مضمون تھا واللہ غلط
پھیر لین آنکھین یہ انداز وفا کا ہے کو ہی
بی نمک ہو تمہین الفت کا مزا کاہے کو ہی

۵۷

پیش ازین ہمسے جو صورت تہی وہ صورت ہی نہین
جو طبیعت تہی تمہاری وہ طبیعت ہی نہین

کچہہ کا کچہہ رنگ ہی وہ بو ہی محبت ہی نہین
تیز پڑتی ہی نظر چشم مروت ہی نہین

ساری پوری ہوئے ارمان خدا حافظ ہی
ایسے چاہت کی ہی قربان خدا حافظ ہے

۵۸

اتنا ہی جامی سی باہر کوئی ہو جاتا ہے
سینہ صافون ہی مکدر کوئی ہو جاتا ہے

آشنا ہوکے ستمگر کوئی ہو جاتا ہی
دیکھو آیینے سے پتہر کوئی ہو جاتا ہے

غم نہین تمنے جو نظرون سی گرایا ہمکو
اہل انصاف نی آنکہون پہ بٹہایا ہمکو

۵۹

وہ حسین فضل الہی سے ہی نو نہروار
جسکے چہرون کو بہی عش آتے ہین یان ہین نثار

ایسی ہی گلشن آفاق مین ہین گل رخسار
رنگ پر حسن ہی جوبن پہ جوانی کی بہار

دہوم ہر شہر مین ہی شہرے ہین بازارون مین
ہی مہ مصر ہے اب اوسکی خریدارون مین

۶۰

طول ہوگا جو سراپا کا یہان ہو مذکور
مختصر یہ ہے کہ سراپا وہ اللہ کا نور

دعوی حسن کرے اوس سی جو تو کیا مقدور
کرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور

شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب سے کیا
نسبت ذرہ ہی خورشید جہانتاب سے کیا

۶۱

ہو پریشان اگر زلف پریشان دیکھے
سخت حیران ہو جو وہ نرگس فتان دیکھے

دل جلی آتش عارض جو فروزان دیکھے
کنوین جہانکی جو کہے چاہ زنخدان دیکھے

دیکھکر موی کمر جان پہ تیرے بنجاوے
سینہ غربال ہو غیرت سے کلیجا چھنجاوے

۶۲

گر میان دیکھے جو اوسکے تو دم سرد بھرے — جیسے اوس گل کی ہو باز تری ہر طرح ہرے
صاف وہ گوہر دندان میں جو نظارہ کرے — کھا کے ہیرا ابھی فیروزے کی مانند مرے

جھوٹے موتی کیطرح قدر رہے کیا تیرے
آبرو خاک میں ملجاے سراپا تیرے

۶۳

سامنا حسن میں اوس سے ہی بڑی نادانے — ساری آفاق میں ہو کوئی نہ جسکا ثانے
عرق آلودہ کھائی وہ اگر پیشانے — شمع سوزان کیطرح دل ہو پگھلکر پانے

زیست مشکل ہو تلاطم میں سفینہ آئے
غرق ہو ڈوب مرے تو یہ پسینا آئے

۶۴

ہی وہ غارتگر ہوش و خرد و عزت و جاہ — سیکڑون کشور دل جسنے کیے دم میں تباہ
تو مقابل ہو یہ ہمت ہو عیاذاً باللہ — حملہ آور ہو جو وہ کھینچکے شمشیر نگاہ

سامنا کر نسکے مثل کمان رخ پھرجاے
لشکر عشوہ و انداز و ادا میں گھرجاے

۶۵

تیر پر تیر جو پلکون سے لگائے تجکو — سینہ زخمون سے چھنے تو وہ بتائے تجکو
تیغ ابرو سے بھی جوہر وہ دکھائے تجکو — سرنگون پانون پہ ہو کچھ نہ بن آئے تجکو

وار پر وار وہ دستی وہ دم جنگ کرے
ایک تیری نہ چلی وہ تجھے چو رنگ کرے

۶۶
بند ہوا وس ہی جو تو حرف و حکایات کرے
گھات تیری نکلی تجھسے اگر گھات کرے

بات نکلی نہ تری منہ سے جو وہ بات کرے
ایک ہی چال مین بانرے وہ تری بات کرے

ماہ نخشب مہ کامل کوئی ہو سکتا ہے
چاند سورج کی مقابل کوئی ہو سکتا ہے

۶۷
حسن مین اوسکے برابر ہی نہ خورشید نہ ماہ
پاس ہی جب سے وہ محبوب نہین اور کی چاہ

ہی عجب حسن خدا داد کہ اللہ اللہ
اوسکے ہوتی کوئی اب غیر پہ پڑتی ہی نگاہ

کسے معشوق کی اب دل کو تمنا ہی
اوسپہ پروانہ ہوا دل ترے پروا نہی

۶۸
دیکھلے آنکھ سے اگر جو ہو دل کو یقین
معرکہ گرم ہے آنا ہی تو آ دیر نہین

پر بشر طیکہ رہی تاب غش آئے کہین
ترک غمزے سے یہان کھینچی ہوئی خنجر کہین

امتحان کا ہی یہی وقت نیا سامان ہے
یہی میدان ہی یہی گو ہی یہی چوگان ہے

۶۹
یہ جو مکتوب پڑھا اوسنے تو غصہ آیا
پھاڑ کر خط کہا قاصد سے کہ چل مین آیا

موی تن راست ہوئے لال ہوا تھا ایا
دیکھنا سچ ہی جو یہ کیسے قیامت لایا

کیا کوئی آئینہ رو گیسوون والا ہوگا
موکشان گھر سے اسیوقت نکالا ہوگا

۷۰
کپڑے بدلی کیا آراستہ تن پر پور
شانہ بالون مین کیا یہ سخن آیا لب پر

ہاتھ مین لیکے علی بند کہا یا حیدر
فتح پیچ آج سے چوٹی کا نشان ظفر

جنگ کی گھات دوپٹے سے نمودار ہوئے
جھائی گھونگھٹ کے نئی طور سے تیار ہوئے

کھنچ گئی ابروے پرخم کی سرست کمان
سینہ او بھرا شتان کی ہوئی میزبان
ترک غمزہ کو ستمگر نی دیا یہ فرمان
ہان مری شستہ مژگان کو بھی ہی چوگان

کچھہ فرنگی بھی ہوئی جنگ کو تیار بزن
لیس چارون صف مژگان ہوئی چار بزن

عجب انداز سی وہ عربدہ پردار چلا
کبک کی صید کو گویا کوئی شہباز چلا
ساتہ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
مثل طاؤس چمن غمزہ طناز چلا

انکھین کہتی تہین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تہین بہت سہل ہی پلٹن کی شکست

خبر آئی کی ہوئی میننے کہا آنے دو
آپ ہی روکینگے دربان سزا پانے دو
ہمنشینون سی کہا منہ کے اوسی کہانی دو
تم یہین بیٹھے رہو سب مجھے او ٹھجانی دو

دور سی دیکھی قدم تک نہ بڑہانے پائے
پاس تصویر کی آئے تو نہ آنے پائے

دفعۃً دہوم ہوئی در پہ سوار آئی
شور گلشن مین اوٹھا یاد بہاری آئے
گل کھلا تازہ او ترسنے کی جو باری آئی
مٹ گیا جاہ و حشم ذات خواری آئے

بڑہکی دربان نی کہا بس قدم آگی نہ بڑہے
روکی روکی جاہ و حشم آگے نہ بڑہے

۵۶

بولے کچھ لوگ کہ ہان ہان نکرو ترک ادب
صحن تک آیا تو دیکھا کہ ہے انبوہ عجب
بی طلب آئی نہونگی یہ کبھی ہوگے طلب
جاہ و حشمت کا جو سامان تھا یہ بھی سب
کرسی زر پہ حسین شاہد رعنا دیکھا
شان اللہ کے قدرت کا تماشا دیکھا

غیرت آئی نہ رہی تاب ہوا رنج کمال
بڑھ چلا تا اوسے کرسی سے گرائی فی الحال
چین ماتھی پہ پڑی چہرہ ہوا غیظ سے لال
تھا مجمع انبوہ بڑا پاس تک آنا تھا محال
تھی خواصون کی جو استادہ بہر سو پہرے
بیبنے للکار بتائی کہ الگ دور رہے

دور ہی سی دیکھلیا پاس نہ آنے پایا
جھک گیا سر نہ سر فتنہ اوٹھانی پایا
گھٹ گیا جب قدم آگی نہ بڑھانی پایا
نخل نخوت کا پھل اوس نادانی پایا
لٹ گئی ذلت نے لی جامۂ زیبائی کی
حوصلے پست ہوے انجمن آرائی کی

۵۸

الغرض دیکھکی یہ رنگ وہ نکلا باہر
تالیان سبنے بجائین کہ بجا طبل ظفر
چل دیا عشوہ و انداز و ادا کا لشکر
ذلت فاش نے ٹکڑے ہوئے غم سی جگر
ہتک حرمت ہوئی جسوقت رہا کیا باقی
منہ دکھانی کے نہ ظالم کو رہی جا باقی

آخر کار بہت ہوکی پریشان غمگین
صدف چشم نے دامن مین بھری در ثمین
ایک گوشی مین ہوا سب سے وہ پوشیدہ لعین
گل پہ شبنم کہ عرق شرم سے تھا لاجبین

لعل لب غیظ سی ہمدم دُر دندان کی تلی
ہاتھ شاخ گل ترسیب زنخدان کی تلی

۵۰
مجکو پونہچی یہ خبر تو ہوئی ذلت اونکو
ایسے جھینپے کہ گوارا ہوئی عزلت اونکو
دل یہ بیٹھا کہ نہین اوٹھنی کی طاقت اونکو
کہین افیون نہ کھالین کہ ہی غیرت اونکو

سر بزانو ہین بڑا رنج ہی جی کھوتے ہین
منہ پہ پلہ لیے افسوس ہین ہین روتے ہین

۵۱
دونون آنکھین ہین سکین نہین ایک گہڑی
رشتۂ اشک مسلسل ہی کہ موتی کی لڑی
ایک ساون کی جھڑی ایک ہی بھادونکی جھڑی
ذری افشان کی ہین یا خاک ہی بالونپہ پڑی

چشم نمناک سی تر بکہ ہی کوئی کب ساغر
ڈبڈبائی ہوئی آنکھین ہین لبالب ساغر

۵۲
سرخ ہر انکہ لہو سی ہی رخ زرد کی ساتھ
منہ سے ہر بار نکل جاتی ہی اف درد کی ساتھ
زعفران پھولی ہی گویا کہ گل زرد کی ساتھ
نالۂ گرم ہین پیہم نفس سرد کی ساتھ

سر جھکائی ہوئی ہین شرم سے ابرو کیطرح
چین پیشانی روشن ہی گیسو کیطرح

۵۳
سنکے یہ بات مجھی ضبط کا یارا نہ رہا
جاکے گوشے مین گلی اوسکو لگا کر یہ کہا
دل جو بیتاب ہوا اشک بہی دوڑ پڑا
سیری پاس آئی تہی جاتا تہین اوس گہر مین تنہا

تہا وہی پاس مری پاس جو آئے ہوتی
طعنہ زن کس لیے پھر اپنی پرائے ہوتی

۵۴

حق تو یہ بات ہے اول تو نہ آنا تھا تمہین
اور جو آئی تھی تو اوس گھر مین جانا تھا تمہین
وہان گئی تھی تو ہمین پہلی بلانا تھا تمہین
پوچھکر ہمسے سر فتنہ اوٹھانا تھا تمہین
قدر گوہر کی جواہر کا شناسا جانے
ہم جو ہمراہ نہون تمکو کوئی کیا جانے

۵۵

اپنی ذلت کی ہوئی آپ تم اسد حرم اہان
بی طلب ہوتا ہی کوئی کسی گھر مین مہمان
تن تنہا تو کیا جنگ کا تمنی سامان
اس پہ پھر فتح کی امید غلط تھا یہ گمان
چھیڑتی تم اوسے وہ پاس تمہارا کرتا
اپنی ذلت کوئی کاہے کو گوارا کرتا

۵۶

خیر آئی ہو تو جانی دو سر فتنہ و شر
جشن مین بیٹھو ہنسو بولو سنو نغمہ تر
زلف کیطرح عبث حال کیا ہی ابتر
بدشگونی نکرو روؤ نہ شادی کا ہی گھر
کوئی جاتا ہی جہان فتنہ بپا کرتا ہے
گھر مین شادی کی کوئی آہ و بکا کرتا ہے

۵۷

سنکے یہ بات دیا اوسنی یہ گرمی سی جواب
بدشگونی کو تری آگ لگے خانہ خراب
نوح مین جشن مین بیٹھون کہ کلیجا ہی کباب
چھیڑ ابتک ہے وہی شرم ہی تجھکو نہ حجاب
ہمکو یہ رنج تری ہمسے یہ گھاتین ابتک
نوک نشتر ہین رگ جان کو یہ باتین ابتک

۵۸

طنز آمیز سخن خوب سمجھتے ہین ہم
ہین اشارے سی ترے ہم پہ سب جور و ستم
اپنا گھر جانکے رکھا تھا وہان ہمنی قدم
یہ نہ سمجھے تھی کہ ہونگے یہین رنج و الم

یک بیک آتی ہی برگشتہ زمانہ ہوگا
خانۂ عیش ہمین تعزیہ خانہ ہوگا

۸۹

اللہ اللہ یہ کی تمنے لیاقت پیدا — کہ محبت ہین ہوئی ہوے عداوت پیدا
رنگ باتون ہین ہی رنجش کا قیامت پیدا — دل کی آئینے کی گرد کدورت پیدا

ہم تو ناشاد ہون تم شاد خدا کی قدرت
ہم ہون برباد تم آباد خدا کی قدرت

۹۰

مینے دیکھا غضب آیا کہ وہ بگڑے بیٹھے — ایسے بہرے ہوئے کو کون سنبھالے یارب
عذر اگر کیجیے تو رنجش سی گا کوئی کب — غیر انکار نہ سوجے کوئے را مطلب

پانون کو ہاتہ لگا کر یہ کہا خیر تو ہے
جان نثارون سی یہ سرزد ہو خطا خیر تو ہے

۹۲

واہ کیا رنگ کہاتی ہین ہمین طالع شوم — تہمتین ہمنے لگین یہ بہی ہمارا مقسوم
ٹہہرین بدخواہ جو ہون دل سی ہمیشہ محکوم — کنکنے ایسے کسے اور کو ہونگی معلوم

بدگمانی ہی عبث صدق ہین قربان ہین ہم
کج ادائی نکرو سیدہی مسلمان ہین ہم

۹۳

سنکے یہ بات کہا اوسنے کہ یہ دل یہ جگر — میرے نزدیک ہی یہ عذر گنہ سی بدتر
وسیدم چور کو ترغیب کہ ہان چوری کر — سامہی جاکے یہ کہنا تجہی لازم ہی خبر

کیا دلیری ہی ڈہٹائی کی یہ معنے صاحب
واہ ویدی کی صفائی کی یہ معنے صاحب

۹۳

اب نہ مانینگے نہ مانینگے تمھارا کہنا
سیکھ آئے ہو کہو کس سے یہ قصہ کہنا
کبھی اس قول سے پھر جاتے ہیں تو جھوٹا کہنا
خوب بی پر کی اوڑاتے ہو اجی کیا کہنا

ایسے گھاتین تو بتا دیتے ہیں ہم اورونکو
جائیے جائیے بس دیجیے دم اوروں کو

۹۴

آئینہ لیکے ذرا دیکھو تو اپنی صورت
ہوگئے معشوق کی عاشق کو گوارا الفت
اسی منہ پر ہی تمہیں دعوی مہر و الفت
بس چلو جاؤ ہٹو دور ہو نفرت نفرت

اب نہ کھلواؤ زبان بات کی قابل نہیں تم
سچ تو یہ ہے کہ ملاقات کی قابل نہیں تم

۹۵

تھا کسے دھیان کہ یہ ظلم یہ طغیان ہوگا
خیر اب کاہیکو اس رنج کا سامان ہوگا
دلسے جو دوست تھا وہ جان کا خواہان ہوگا
ہم نہونگی نہ یہ احوال پریشان ہوگا

خیر جو تمنے کیا خوب کیا جانے دو
ہم بھی جاتے ہیں سوئے ملک بقا جانے دو

۹۶

ایسے جینے سے تو ہر طرح ہی مرنا بہتر
دوستے دشمن جانی سے نمکرنا بہتر
آبرو جب نہیں دنیا سے گذرنا بہتر
پانوں ملک عدم آباد میں دھرنا بہتر

اب کہاں ملتی ہے خلش ہمسی ہی بیشک تمکو
ہم تو رخصت ہوئی لو جشن مبارک تمکو

۹۷

زیست منظور نہیں زہر ہی کھاتی ہیں ہم
اب نہیں آنی کی اوس شہر میں جاتی ہیں ہم
ابھی بازار سے افیون منگاتی ہیں ہم
جان کو قید مصیبت سی چھڑاتی ہیں ہم

ہوگے آباد جو برباد کروگے ہمکو
یاد رکھو کہ بہت یاد کروگے ہمکو

۹۸

کلمے پاس کی اوسنے جو زبان سی یہ کہے
کیا کہون صدمی جو میرے دل مضطر نے سہی
متصل نرگس بیمار سے آنسو بھی بہے
ہوش میری نہ بجا جوش محبت سے رہی

جوڑ کر ہاتہ کہا مینے یہ کیا کہتی ہو
لہر کیا آئی جو دریا کیطرح بہتے ہو

۹۹

ایسے باتین تو زبان سے نہ نکالو للہ
دشمنون کو نہو یارب کوئی صدمہ جانکاہ
سایہ حیدر کا ہی تمکو پیمبر کے پناہ
جو برا چاہے تمہارا وہ ہو برباد و تباہ

گرچہ ظلم و ستم و جور کے ماری ہین ہم
خیرخواہ اب بھی بہر طور تمہاری ہین ہم

۱۰۰

لو کہے دیتے ہین اب صاف نہین ہمین خلاف
کیجیے غور ذرا کھول کے چشم انصاف
کسکے تقصیر ہی اس بات مین تقصیر معاف
کر دیا کسکے کدورت نے مکدر دل صاف

دل کیا کسنے یہ پھوڑا یہ تپش کسکی ہے
کسنے لوٹے ہین یہ کانٹی خلش کسکی ہے

۱۰۱

بیرخی کی جو بہت تمنے ہوئی بس ہم مجبور
کسکے تقصیر ہی سوچین تو ذرا دل مین حضور
پاس تمنی نکیا ہم جبھی ہوئے پاس سی دور
دل شکستہ جو نکرتے تو نہ پڑتا یہ قصور

کسکے جانب سی اوٹھا فتنہ یہ شر کسکا ہی
تمہین منصف ہو بگاڑا ہو اگھر کسکا ہی

اسقدر تمنے ستایا کہ رہی دل کو نہ تاب
پر حیا چاہیے تمکو بھی جو ہی ہمکو حجاب
ہو گئی مجبور دیا دل کی ستانے کا جواب
ناز بردار کو کیا عذر ہر آنکھون پہ عتاب
اب بھی خواہان رضا تابع احکام ہین ہم
سچ تو عذر نہین بندۂ بیدام ہین ہم

میری باتون سی ہوئی کچہ اوسی تسکین حاصل
صلح کرنے پہ طبیعت ہوئی اوسکی مائل
گرچہ ظاہر مین غضبناک مگر دل مین خجل
کھینچکر اک نفس سرد بصد خواہش دل
التجا سی یہ کہا کیجیے تقصیر معاف
سچ ہی میری ہی خطا کیجیے تقصیر معاف

آخر انسان ہین ہم انسان سی خطا ہوتی ہی
جانے بھی دو خفگی جان ہوا ہوتے ہی
کوئی بیجا تو کوئی بات بجا ہوتی ہی
اہل ہمت ہی سے امید عطا ہوتی ہی
سخت شرمندہ ہین ہم اب نہ پشیمان کرو
جو ہوا ہمسے ہوا اپنی طرف دہیان کرو

اب قدم راہ اطاعت سی نہوگی باہر
نہ سنے اب جو سخن آپکا وہ گوش ہو کر
آسمان پھٹکے گری سر پہ اوٹھاؤن جو مین
آنکھین پھوٹین جو پھری آپکی جانب سی نظر
بی تمہاری چمنستان ہو تو جنگل ہو جاے
پاؤن اس راہ سے باہر جو پڑے شل ہو جاے

خاطر اک بات مین ہی آپکو میری بھی ضرور
یہ اشارہ جو کیا اوسنے کہا مینے حضور
باغ سرسبز رہی سبزہ بیگانہ ہو دور
سب طرح کا تحسین اسدی بخشا ہی شعور

آدمی وہ نہین جسکو کہ نہو بات کا پاس
لازم انسان کو ہی انسان کی ملاقات کا پاس

ہنسکے بولا کہ ہی انصاف سی یہ بات بعید
اک ملاقات قدیم ایک ملاقات جدید
بدر کے سامنی کب ہی مہ نو قابل دید
رشتۂ الفت پہ نیشتر کی ہو قطع و برید

بچھڑی ہون چاہ کا برسون سی جو ہم کوئی نہون
غیر سیراب ہی وصل مین ہم کوسے نہون

سر جھکا کر یہ کیا مینے تب اونسی اظہار
تم وہی ہو کہ کیے تمنے ہزارون اقرار
ایک پورا نکیا ہمسکو دیے رنج ہزار
صدق کا نام نہین کذب پہ بالکل ہی مدار

رفع کیونکر نکرین شبہہ جو ہی خاطر کو
ہی یقین آپکے اقرار کا کس کافر کو

مقر جرم ہوا ہوکے پشیمان یہ کہا
درمیان آج سی بس میرے تمہاری ہی خدا
ضامن اقرار کے ہین میر عرب شیر خدا
اب جو پھیرون تو دین احمد مختار سزا

بعد اقرار کہے اب جو ہوا انکار مجھے
ذوالفقار اسد اللہ کے ہو مار مجھے

درگہ حضرت عباس تو ہی چار قدم
تم بھی ہمراہ چلو چلکی اٹھاون مین علم
دور مسجد نہین موجود ہین کھانے کو قسم
خوب نیت سی ہی آگاہ خداے اکرم

ایسی قسمین کہین ہوگئے ہین بہانی کی لیی
دل سی حاضر ہون مین قرآن اٹھانی کیلیے

پھر تو جب سعد صالح جو اوسکو پایا
ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے کہا نہیں یقین اب آیا
در گذر میں نے ہی کی مصحف بھی منگوایا
تم نے مصحف کی قسم کھائی تب ایمان لایا

کچھ نہ رہی تم میں بھی تم ہو وہی باتیں ہیں
وہی جلسے وہی ہم دم سے ملاقاتیں ہیں

مہرباں تجھکو جو پایا وہ ہوا شاد کمال
پھر جھکا کر طرف تیغ ہوا گرم مقال
رنگ رخ زرد جو تھا ہو گئے گنج ہوگیا لال
تیری قدرت کی ہیں قربان خدائے متعال

بن پڑی بات ہوئی عقدہ کشائی میری
شکر صد شکر کہ امید بر آئی میری

بات کہ دن میں مری ڈالکے وہ لالہ عذار
جگ بار نگ پھر آئی مری گلشن میں بہار
بوسے لے لے کے لگا کہنے میں قربان نثار
پر جو کھٹکا ہی ہوس ہی کہ نکلجاہی وہ خار

دل غم غیر سے خالی کسی عنوان ہو جائے
میزبان گھر میں رہے رخصت مہمان ہو جائے

سنکے میں نے یہ کہا کون یہ جلدی کی ہے بات
نہ گوارا ہوئی یہ بات وہ سمجھی اسی گھات
کیا قباحت ہے توقف ہو اگر آج کی رات
بولی رخصت ہی مناسب ہے کہ ہو جلد نجات

اب توقف کا سبب کیا یہ حکایت کیا ہے
جس سے ملنا ہمیں پھر اوسکی رعایت کیا ہے

میں نے اونسے یہ کہا خیر جو مرضی ہے یہی
فتنے کی طرح اوٹھا پاس سے وہ جلدی
جاؤ تم آپ وہاں میں نے اجازت تمہیں دی
جا کے اوس گھر میں کہ جس گھر میں جگہ تھی اوسکے

ہمکلامی کی لیے اوسکے برابر بیٹھا
دوسری کرسی زر پاس بچھا کر بیٹھا

١١٦

اسکو منظور نظر صورت آغاز کلام
اسنے پوچھا کہ بتاؤ تو مجھے اپنا نام
پرسش حال اودھر سی نہ توجہ نہ سلام
ہونٹہ بھی وہان نہ ہلی بات کا اعلی ہی مقام

اختلاط اسنے کیے باتون مین کیا کیا کھولا
بت بنا قفل دہن اوسنے نہ اصلا کھولا

١١٧

تنگ ہو کر یہ کہا اسنے کہ اللہ ری غرور
حسن پر ناز ہی بیجا نہ پرے ہی یہ حور
ہمتو یہ خلق کرین بات نہو وہان منظور
آدمیت سی یہ نخوت یہ تکبر ہی دور

ہی یہ سارا ترے قدرت کا تماشا اللہ
آدمی ایسے بھی آفاق مین ہین یا اللہ

١١٨

کبھی کہتا تھا سمجھ مین ہی آتا نہین کچھ
پوچھتا ہون پہ بت حال بتاتا نہین کچھ
وجہ کیا یہ بھی جہیان مین لاتا نہین کچھ
شکل انسان کی سوا مین اسی پاتا نہین کچھ

نہ سماعت نہ بصارت کا اسے یارا ہی
کور ہی کر ہے یہ کمبخت الہی کیا ہے

١١٩

خدمتی لوگ جو تھی اونسے یہ پوچھا آخر
عرض کی سینے غرض آپکی کیا ہی آخر
تمہین احوال کہو مجھسے کچھ اسکا آخر
چھا گیا رعب ہوا زیست کا قصا آخر

دیکھکر آپکو سکتے مین ہی حیران ہی تو
جان مین جان نہین قالب بیجان ہی یہ

۱۲۰

سنکے یہ بات کہا غور سے کی جب کہ نگاہ
یہ تو تصویر ہے انداز خموشی ہی گواہ
اسے لا حول و لا قوۃ الا باللہ
غول کو خضر سمجھی جو سمجھی تو غلط ہو گئی راہ
صرف عیار نہیں یہ تو فسونگر ٹھہرا
کہیں بہروپ سی بہی روپ یہ بڑھکر ٹھہرا

۱۲۱

پھر کے آیا جو مری پاس وہان سی تو کہا
نقل کو اصل کیا سچ ہی ترا کیا کہنا
اور تو اور دیا ہمکو بہی تو نی دہوکا
تو ہی عیار بڑا ہم ہوئے قائل بخدا
اس جگہ کچھ نہ بسچلے کہا سے گئے چکما تیرا
چلگیا خوبی تقدیر سی نقرہ تیرا

۱۲۲

قہقہہ مار کی ہنسنے یہ کہا بندہ نواز
اب سہی مد نظر ہو نہ اگر آپ کو ساز
ہون مین جانباز سمجھیے نہ مجھی شعبدہ باز
دل پریشان نہین یہان در تدبیر ہے باز
ہنسکے فرمایا کہ دشمن ہون پریشان تیرے
ہمتو سو جان سی ہین تابع فرمان تیرے

۱۲۳

خوش ہوا اوسکے اطاعت سی ہمارا دل زار
ناظم اطول سخن کا نہین موقع زنہار
اوسکے خواہان رضا ہم بہی ہوئی لیل و نہار
یار سے صلح ہوئی آئی گلستان مین بہار
تیزی ذہن رسا خوب دکہائی تو نے
بات بگڑی ہوئی دم بہر مین بنائی تو نے

واسوخت دوسرا
تمام ہوا



تیسرا واسوخت

کل کی ہی بات کہ تم مین نہ یہ زیبائی تھی
نہ یہ شوخی نہ یہ خوبی نہ یہ رعنائی تھی
چست کسدن کمر معرکہ آرائی تھی
خلق کب کشتۂ اعجاز مسیحائی تھی

خنجر حسن مین بیداد کی جوہر کب تھے
بیخطا چاہنے والے تہ خنجر کب تھے

تد کماری تری آنکھونکو نہ آتی تھی کبھی
جان عشاق اداؤن پہ بچاتی تھی کبھی
زلف بل کھا کی نہ دل پیچ مین لاتی تھی کبھی
یون کمر راہ عدم کی نہ بتاتی تھی کبھی

کرتی تھی کب نگہ ناز یہ آفت برپا
قد و قامت سے نہ ہوتی تھی قیامت برپا

شکل آئینہ جبین کرتی تھی حیران کسکو
زلف دکھلاتی تھی یون پیچ اپ پریشان کسکو

مانگ رکھتی تھی تری چاک گریبان کسکو
کنوئین جھکواتا تھا یون چاہِ زنخدان کسکو

محو حیرت تھا نہ انداز تکلم سے کوئی
ذبح ہوتا تھا نہ شمشیر تبسم سے کوئی

مستیٔ چشم سے ہوش ربا کس دن تھی
شوخی حسن سے عالم پہ جفا کس دن تھی

نگہ مست خدائی کی بنا کس دن تھی
ہر ادا جوہر شمشیر قضا کس دن تھی

چتونین باعث خونریزی عالم کب تھین
صف مژگان سے صفین درہم وبرہم کب تھین

بات کرنی تمہین آتی تھی نہ ادائے ناز
نقد دل لینے کو کب پنجہ مژگان تھی دراز

شرم سے نیچی نگاہین تھین یہ کب تھا انداز
شاق تھی طبع کو سیر چمن ناز ونیاز

ڈرتی تھی مجمع عشاق جہان سنتی تھی
گل سے ہنستی تھی نہ بلبل سے فغان سنتی تھی

راستبازونکو نہ یون دار پہ دہر دیتی تھی
نالۂ اہل وفا رنگ اثر دیتے تھے

مہرورزونکو نہ یون داغ جگر دیتی تھی
شجر باغچۂ عشق ثمر دیتی تھی

راستی صورت سرو لب جو رکھتی تھی
گل کی بو رکھتی تھی کانٹے کی نہ خو رکھتی تھی

گفتگو کا نہ سلیقہ تھا پرے رو تمکو
فتنہ زا تی تھی نہ جنبش ابرو تمکو

سوجھتا تھا نہ کسی بات کا پہلو تمکو
ہمنے یہ سکھایا ہی یہ جادو تمکو

دلبری کے تمہین ای جان اشارے آئے
ناز و انداز یہ صدقے مین ہمارے آئے

ہمنے یہ ہوش ربا تمکو سخن سکھلائی
چال اٹکھیلے کی شوخی کے چلن سکھلائی
فتنہ پردازی کی ہوتی ہین جو فن سکھلائے
عشوہ و ناز سب ای مشفق من سکھلائے

اپنی بوسون سی یہ رنگ رخ انور چمکا
ہمنے صیقل جو کیا تیغ کا جوہر چمکا

ظلم سہ کر ستم ایجاد بنایا تمکو
صید جب بنگئے صیاد بنایا تمکو
ہو کے دیوانہ پریزاد بنایا تمکو
کھائین تلوارین تو جلاد بنایا تمکو

عشق کامل جو ہوا حسن مین تم طاق ہوئے
ہم جو رسوا ہوئی تم شہرۂ آفاق ہوئے

چشم بد دور ہی آفاق مین اب آپکی دھوم
شہرہ ایسا ہی کہ ہوتا ہی کدہر فیض قدوم
چاہنے والون کا کوچے مین تمہارے ہی ہجوم
نقشے کھنچنے لگے نقاشون کا چہرہ کا مقسوم

جمع خلقت سر بازار رہا کرتی ہے
بھیڑ در پر پس دیوار رہا کرتی ہے

اب جو یہ شہرہ ہوا پھر گئی عاشق سی نگاہ
کوچہ گردون سی تنفر تمہین پیدا ہوئی آہ
سر بازار ہی منظور نظر شام و پگاہ
ہمسے یہ کبر یہ نخوت کہ عیاذاً باللہ

پانون پر بھی جو ملے طالب دیدار آنکھین
پھیر لو منہ نہ تبختر سے کرو چار آنکھین

یاد وہ دن تہا کہ رہا کرتے تہی باہم ہم تم
نہ جدا ہوتی تہی مثل خط توام ہم تم

ہمبغل شبکو برنگ گل و شبنم ہم تم
ذرہ و مہر صفت دن کو فراہم ہم تم

بی تمہاری ہمین تسکین دل ای یار نتہی
ہمسے منظور جدائی تمہین زنہار نتہی

منہ مین جو آتا تہا ہم آپکو کہہ جاتی تہی
لہر آجاتی تہی جس سمت کی یہ جاتی تہی

تم نہ کچہ کہتے تہی منہ دیکہکے رہجاتی تہے
ہم جو کرتی تہی کڑی تم اوسی سہجاتی تہی

تہے خموشی کے سوا تاب سخن کب تمکو
سرمہ گویا تہی تمہاری مسی لب تمکو

یا یہ ہی حال نہین پوچہتی جہوٹہون کبہی حال
تمکو کچہ رنج نہین لاکہ طرح کا ہو ملال

آینہ پیش نظر اور تماشای جمال
کیا گذرتی ہے کسی پر نہین مطلق یہ خیال

ارہ چلتا ہی جو سر پر نہین غم تمکو
کنگہے چوٹی سی فراغت نہین اک دم تمکو

جانتا ہون کہ جلانا ہی مرا مد نظر
مین سر راہ جو بیٹہون تو نہ آؤ تم ادہر

کاٹکر راہ چلے جاتی ہو مجسے اکثر
چال تلوار کی سیکہے یہ نکالے جوہر

زخمی عشق پہ اتنا ہی ستم خوب نہین
کاٹ اچہی نہین ہر دم کی یہ دم خوب نہین

حال پونہچا ہی یہ اپنا کہ بہت ہین مضطر
درد دل ہی جو کسی دم تو کبہی درد جگر

دوست کو دوست سی ہوتی ہی عنایت کی نظر
کس مرض کی ہو دوا تم جو نہ لو اب بہی خبر

حال پہ ہی کو نہ آتے نہیں تنہا ہو کر
اتنا بیمار سے پرہیز مسیحا ہو کر

کون بیٹھے رہتے ہیں برسوں جو محبت کا نباہ
کچھ مروت ہی تو لازم ہے مروت کا نباہ
چاہیے اہل عنایت کو عنایت کا نباہ
چار دن بھی نہ ہوا تم سے تو الفت کا نباہ

روز پھر پھیر کے کہنے کو جو نہیں چلنا کیسا
یہ زمانے کی طرح رنگ بدلنا کیسا

کیا سبب ایسی یکایک جو طبیعت بدلی
حشر اخلاص پہ چھائی ہی قیامت بدلی
کیا پڑا پیچ کہ یوں آپکی نیت بدلے
کیا غضب غیر سے کیا شرط محبت بدلے

رنگ سرکار کے ہر بار برے دیکھتے ہیں
تیور اچھے نہیں آثار برے دیکھتے ہیں

مستقر خانہ ہی مقام آپکا ہو صبح کہ شام
ہو چھلاوا کہ نہیں ایک جگہ تمکو قیام
کیا موافق ہی طبیعت سے ہوا ہی لب بام
یا ہو سیماب کہ لیتے نہیں دم بھر آرام

تہ و بالا نظر برق اثر رہتے ہے
نہ ادھر رہتے ہے اکدم نہ ادھر رہتی ہے

تم بہت سمجھے ہو کسی بات سے واقف نہیں ہم
دل آگاہ نہیں ساغر جمشید سے کم
ہم نے دیکھا ہے جہاں خوب سمجھتی ہیں دم
حال آئینہ ہی سب آپ ہی کی سر کی قسم

وجہ آزردگی غیر سبب جانتے ہیں
حال جو کچھ کہ گذرتا ہی وہ سب جانتی ہیں

۵۲۲

روز اغیار کے آتی ہین پیام اور سلام
کبھی تو خانۂ مسکن کبھی جلسہ لب بام
ہمنشینون سے ہوا کرتی ہین چھپ چھپکی کلام
مشورونکی لیی تجویز ہین پوشیدہ مقام

ڈھونڈھیان کو جسمین ہر وقت دھری رہتی ہین
کٹنیان آپکی صحبت مین بھری رہتی ہین

۵۲۳

شوق ہر آنکھ کو اب لذت دیدار کا ہی
جگمگا کوچی مین جب دیکھیی اغیار کا ہی
خاص ڈیوڑھی مین گذر مردم بازار کا ہی
سایہ کس سر پہ نہین آپ کی دیوار کا ہی

کوئی گریان ہی ادہر کوئی دل افگار ادھر
دو یہان تین وہان پانچ ادہر چار ادھر

۵۲۳

تم وہان غیر کے ہاتون سی پیو جام شراب
تم کرو خوابگہ ناز مین آرام سی خواب
آتش غم سے یہان اپنا کلیجا ہو کباب
خاک اوڑاتی پھرین ہم دشت مصیبت مین جناب

خندۂ عیش تمھین گریۂ ماتم ہمکو
ہر مہینی ہو تمھین عید محرم ہمکو

۵۲۴

کیا کہین دلپہ گذرتا ہی جو کچھ رنج و ملال
تمکو اس بات کا مطلق نہین آتا ہی خیال
پی چھری دست غم رشک سی ہوتی ہین حلال
ٹھوکرین کھاوگی کہتی ہین یہ اچھی نہین چال

ہی طبیعت مین کجی کاکل پیچان کیطرح
آنکھین ہو جہ پھری رہتی ہین مژگان کیطرح

۵۲۵

دل کہین اور ہی وہ شرم کا انداز نہین
کنگھنی ذہن مین چالونسے کبھی باز نہین
کچھ جو پوچھو لب خاموش مین آواز نہین
قصد پرواز تو ہے گو پر پرواز نہین

هی یہ نزدیک کوئی فتنہ بپا ہوتا ہے
دیکھین انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہے

۵۲۶

خیر منظور نظر تمکو اگر پیار نہین
ایک ہی پھول سی کچھ رونق گلزار نہین
کیا کوئی اور زمانی مین طرحدار نہین
بزم عالم مین کہان آئینہ رخسار نہین
جسکو یکتائی کا دعوہ ہو وہ دیوانہ ہے
سو پریچہرہ ہین یہ بزم پریخانہ ہے

۵۲۷

عاشقانہ جو طبیعت ہی تو معشوق ہزار
نہ سمجھنا کہ نہ پوچھے گا کوئی لالہ عذار
دہر فانی کا مرقعہ ہی بہت نقش و نگار
ہر طرف ڈھونڈھتی پھرتی ہین کماندار اسکا
تیز خنجر پہ خونریزی بسمل ہین بہت
سلامت جو ہمارا ہی تو قاتل ہین بہت

۵۲۸

جذبۂ عشق وہ حاصل ہی من اللہ ہمین
کس سی کچھ رسم نہین کس سی نہین راہ ہمین
دام مین اپنی پھنسا جسکی ہوئی چاہ ہمین
پیار کرتا ہی ہر ایک مہر ہر اک ماہ ہمین
دل جو بیتاب ہو پریون کو بھی دیوانہ کری
گرمی داغ جگر شمع کو پروانہ کرے

۵۲۹

کبھی دکھلای جو دل جذبۂ کامل کا اثر
ہم وہ ہین جذب سی تسخیر کرین شمس و قمر
حور جنت سی پری قاف سی آئی اوڑکر
کس قمروش کو نہین ہمپہ عنایت کی نظر
آنکھین پریون کی تماشی پہ تلی رہتی ہین
کھڑکیان پردہ نشینون کی کھلی رہتی ہین

۵۳۰

تم ترکی ہو تو یہان کسکو ہی الفت منظور
اندنون زینت آغوش ہی ہو غیرت حور
ویسی نفرت ہوئی لو جاؤ ہٹو ہو کافور
جسکی رخسار سی ہی نور تجلی کا و فور

تم بھی دیکھو تو یقین ہی نہ رہی ہوش تمہین
ساری نخوت کی یہ باتین ہون فراموش تمہین

۵۳۱

جلوہ فرما ہو اگر وہ صنمِ لاثانی
نظر آئی جو وہ خورشید رخ نورانی
سجدی کرنی لگو جھک جای ابھی پیشانی
شبنم آسا ابھی خجلت سی ہو پانی پانی

پانون خود بڑہ کی نہ چلنا تمہین تعلیم کرین
نہ جھکا لو سرِ تسلیم تو تسلیم کرین

۵۳۲

زلف کو دیکہ کی حال اپنا پریشان کرو
آنکہ سینی پہ پڑی چاک گریبان کرو
اپنی آنکھون کو تم اون آنکھون پہ قربان کرو
دل کی کیا ایسی حقیقت ہی فدا جان کرو

رُخ روشن کا میسر جو نظارا ہو جای
جو ہمارا ہی وہ احوال تمہارا ہو جاے

۵۳۳

اوڑ چلو لاکہ کبھی دہیان مین لای نہ تمہین
گر پڑو پاؤن پہ اوسکے تو اوٹھای نہ تمہین
لاکہ تم دوڑ کی پہنچو پاس بٹھای نہ تمہین
حور بھی ہو تو کنیز اپنی بنای نہ تمہین

لاکہ چاہو نہ ملاقات کی قابل سمجھے
پھیر لی مُنہ نہ تمہین بات کی قابل سمجھے

۵۳۴

ہمسی اور اوس سے ملاقات رہا کرتی ہے
صحبت اک عیش کی دن رات رہا کرتی ہے
ہمدگر رسم مدارات رہا کرتی ہے
پھر وہ باتین ہین عجب بات رہا کرتی ہے

ہاتھ گردن مین ہین ہر وقت مزہ پیار کا ہے
سامنا خواب مین بھی طالع بیدار کا ہے

آنکھین کیون نیچی ہین سر اپنا اوٹھاؤ تو سہی
کلمۂ کبر کا لب پر کوئی لاؤ تو سہی
چھپنا خوب نہین آنکھ ملاؤ تو سہی
دیکھو کیا سنتی ہو لو تم بھی سناؤ تو سہی

دل سی نفرت ہوئی سچ کہتی ہین کچھ چال نہین
بنکی سونیکی بھی آب آو تو کچھ مال نہین

سنکے ان باتون کو محجوب ہو دلمین وہ ماہ
دست و پا گم ہوی ایسی کہ نسوجھی کوئی راہ
سر جھکایا یہ خجالت سے کہ اوٹھی نہ نگاہ
پیچ کہانی لگا غمسے صفت زلف سیاہ

دل کو اولجھن ہوئی دم سینے مین گھبرانی لگا
ایک رنگ آنی لگا چہرے پہ اک جانی لگا

دیر کے بعد کیا زیر لب آہستہ کلام
بیوفائی کا چلن ہے کسی بد وضع کا کام
ہمتو ایسے نہین جو چاہی عبث دی الزام
آدمی ایسے بھی عالم مین ہین ای بدنام

بدگمان ہو کی عبث مورد الزام کرین
رنج معشوق کو دین مفت مین بدنام کرین

ڈھلکی یہ اشک جو بہنی لگی رخسارون پہ
سچ ہی کیون شاق نہ یار وفا کا ہو غم یارون پہ
آسمان ٹوٹ پڑا رنج کا غمخوارون پہ
دل یہان غمسی لگا لوٹنے انگارون پر

آگیا پیار کہا خیر ہی یہ بات ہی کیا
بات ہی بات ہی بس اور کرامات ہی کیا

جل کی باتیں تمہیں ساری یہ سناتی ہیں ہم
ورنہ کب اور سے دل اپنا لگاتی ہیں ہم
تمنے چھیڑا جو ہمیں تمکو ستاتی ہیں ہم
آو ملجاؤ تو نہ روٹھو کہ مناتی ہیں ہم

ہے یہی فکر کہ راضی کسی اسلوب ہو تم
ہم وہی عاشق شیدا وہی محبوب ہو تم

واہ واسوخت نیا تمنے سنایا ناظم
کوچۂ نظم میں کیا باغ کہلایا ناظم
خوب ہی زور طبیعت کا دکھایا ناظم
سبکی واسوختونکا رنگ مٹایا ناظم

زمزمے بزم میں ارباب سخن بھول گئے
چہچہے باغ میں مرغان چمن بھول گئے

واسوخت تیسرا
تمام ہوا



۵۱
عشق سا کوئی زمانی مین دل آزار نہین
یہ وہ ظالم ہی ترحم جسے زنہار نہین
کس گلی پر یہ دم خنجر خونخوار نہین
خونفشانی مین کہین بند یہ تلوار نہین
ڈہیر لاشون کی لگای سر میدان کیا کیا
بیگناہون سی بھری گنج شہیدان کیا کیا

۵۲
مست ہین پیکی لہو میکش میخانۂ عشق
جای می خون سی لبریز ہی پیمانۂ عشق
لالۂ باغ طرب سبزۂ بیگانۂ عشق
گل مقصود ہی داغ سر دیوانۂ عشق
گل مین وہ رنگ کہان رنگ جو اس غم مین ہے
داغ کہتی ہین جسے لالہ وہ اس باغ مین ہے

۵۳

دیکھہ یہ باغ تماشا ہو جو منظورِ نظر
نالۂ دل ہی شجر آبلۂ دل ہی ثمر

پھول ہین زخمِ جگر لالۂ تر داغِ جگر
نفسِ سرد کی چلتی ہی ہوا آٹھ پہر

پھول اس باغ مین ہی چاکِ گریبانی کا
طرۂ سنبل پہ بھی گیسو ہی پریشانی کا

۵۴

بنگیا خار یہ مجنون کا بدن زار کیا
آگ جس گھر کو لگا دی اوسی فی النار کیا

خونِ فرہاد کسینی سرِ کہسار کیا
چاہ بابل مین فرشتون کو گرفتار کیا

نور ہی نار دم شعبدہ پردازیٔ عشق
جن فرشتونکو بتاتی ہی فسونسازیٔ عشق

۵۵

یہ وہ دریا ہے نہین جسکا کنارا پیدا
یہ وہ گلشن ہی نہین نزہتِ خاطر کا پتا

یہ وہ صحرا ہے جہان خضر کی ہین ہوش ہوا
یہ وہ گلخن ہی کہ پہن جاتی ہین اسمین دانا

پھول اس باغ مین ہین زخمِ دل افگارونکے
ہی یہ وہ نخل کہ پہل اسمین ہین تلوارونکے

۵۶

ذرّے اس خاک کی ہین تیغ قضا کی جوہر
اسی آتش سی جلا کرتی ہین دل مثل شرر

اسی پانی سی ہی شاداب گل زخمِ جگر
یہی چرپائی ہوا دیتی ہی سبکو چکر

بُرّش اس موجِ مئی ناب مین تلوار کی ہی
اسی اکسیر مین تاثیر کفِ مار کی ہی

۵۷

عشق کیا شی ہی فقط ذلت و رسوائی ہی
پر یہ سودا نہین خالِ رخ دانائی ہی

وحشت اسکی سبب بادیہ پیمائی ہی
کام مین اپنی ہی ہشیار جو سودائی ہی

پاؤن سی دشت نوردی کی حقیقت پوچھو
آبلون سی خلشِ خار کی لذت پوچھو

۵۴
الغرض عشق نی کیا کیا ستم ایجاد کیی
جا بجا سر پہ روان ارّہ بیداد کیی
گھر جو آباد تھی برسون سی وہ برباد کیی
سو گلی وقفِ دمِ خنجرِ فولاد کیی
خانہ برباد ہوی بی سر و سامان کتنی
دشت وحشت نی کیی چاک گریبان کتنی

۵۵
کسی مستی نی کہین روزِ سیہ دکھلایا
درد دل کو کسی افشان نی کہین چمکایا
دیکھکر سرمہ کہین آنکھون مین جالا چھایا
کسی بیجرم نی مُوباف کا کوڑا کھایا
دل کہین خون ہی حنای کفِ لاثانی سی
درد سر مین ہی کہین صندل پیشانی سی

۵۶
کہین بالا کسی بالی نی بتایا دل کو
پیچ چوٹی کا کہین پیچ مین لایا دل کو
بنکی بجلی کہین بجلی نے جلایا دل کو
کہین دزدیدہ نگاہون نی چرایا دل کو
خامشی چھا گئی اندازِ تکلم سے کہین
صاف میدان ہوا تیغِ تبسم سے کہین

۵۷
کوچۂ عشق مین اپنا تو نہ اب تک تھا گذر
کون واقف تھا کہ کہتی ہین کسی داغِ جگر
عاشقی نام ہے کسکا یہ نہ کبھی تھی خبر
رنگ رخسار نہ یون زرد نہ یہ دیدۂ تر
صدمی ایسی دلِ نازک نہ سہا کرتا تھا
اس مرض سی ہمین پرہیز رہا کرتا تھا

رات دن تذکرۂ شعر و سخن رہتا تھا
ہمزبان اپنا ہر اک کامل فن رہتا تھا
صدف گوہر خوش آب دہن رہتا تھا
جلسہ گلہای مضامین سی چمن رہتا تھا

طرح نو جب کوئی احباب دکھایا کرتے تھی
آنکھون سی اہل نظر صاد کیا کرتے تھی

فلک شعبدہ پرداز کو بھایا نہ یہ طور
واہ ری گردش تقدیر اسی کہتی ہین جور
ناگہان رنگ طبیعت کا ہوا اور سی اور
ایک محبوب قمر وش پہ دل آیا فی الفور

شمع روشن پہ فدا صورت پروانہ ہوا
دفعتاً شکل پری دیکھہ کے دیوانہ ہوا

اب بتفصیل سنو حال دل زار و حزین
آئی نزدیک مسری ایک زن پردہ نشین
ایکدن تہا مین محل کی کسی کمری مین مکین
کرکے تسلیم کہا ملک رہے زیر نگین

مالک الملک ترقی پہ یہ دولت رکھے
حق تعالی صد و سی سال سلامت رکھے

اک حسین ہی کہ نہین اوسکا زمانی مین جواب
رخ نازک کو نہین ہی نگہ گرم کی تاب
داغ کہاتا ہی اوسی دیکھہ کی ہر شب مہتاب
چشم خورشید سی بھی اوسکو ہی منظور حجاب

شمع قامت سی نہین گرم شبستان ابتک
روی روشن ہی چراغ تہ دامان ابتک

طرفہ یہ ہی کہ وہ سو جان سی تمپر ہی نثار
درد آمیز سنے ہین جو تمہارے اشعار
نہین دیکھا ہی مسیحا کو ہوئی ہی بیمار
عشق کا تیر جگر دوز کلیجی کی ہے پار

جاگتے سوتے خیال آٹھ پہر آپ کا ہی
غائبانہ دل مشتاق مین گھر آپ کا ہی

۵۸
لائی ہون خدمت عالی مین مین اوسکا پیغام
ہوئی تاخیر تو بیمار کا ہی کام تمام
کہ بغیر آپ کی اکدم نہین اوسکو آرام
ہی مسیحائی کا ای رشک مسیحا ہنگام

چشم رحمت نظر لطف و عطا لازم ہے
اپنی بیمار کی عیسیٰ کو دوا لازم ہے

۵۹
کیجیے رحم جگہ ہے یہ ترس کہانی کی
فکر کچھ چاہیے بیمار کی بچ جانی کی
اب نہ دیکھا تو اوسے تاب نہین آنی کی
ابھی لی آؤن ہی دیر آپ کی فرمانی کی

بت نہ بن جاؤ دل سخت زبون ہوتا ہے
مفت اک بندہ اللہ کا خون ہوتا ہے

۶۰
اوس زبان پر وہ نشین سہی جو سُنی مین نی نکات
پڑ گیا دل مین جو شوق بت شیرین حرکات
بر سر رحم ہوئی خاطر فرخندہ صفات
بجز اقرار کے انکار مین دیکھی نہ نجات

کشت انکار مری فوج ہوس روندہ گئی
شوق کی برق اک آنکھون کی تلی کوندہ گئی

۶۱
ضبط کہتا تہا گیا آج وہ انکار کہان
شوق کہتا تہا بہلا بہیجو کہ نکلے ارمان
روکنی چاہیے رہوار تمنا کی عنان
تازگی روح کی درکار ہی جی ہی تو جہان

لطف خاطر شکنی مین نہین معلوم رہے
ہو جو سائل در دولت پہ وہ محروم رہے

بسکہ نیرنگ محبت ہی جہان مین مشہور
رنگ سکا ول نہ مرا ضبط کیا تا مقدور

کام در پردہ کیا اوس نی فراست سی بہی دور
گر پڑا سنگ گران شیشہ ہوا چکنا چور

گرمی سوز محبت سے جگر آب ہوا
اوسکی بیتابی دل سنکے مین بیتاب ہوا

ہو گئی مجبور دیا حکم کہ لاؤ اوسکو
ہم بھی مشتاق ہین مژدہ یہ سناؤ اوسکو

ہی بلانی کی جو درخواست بلاؤ اوسکو
کل دکھاتا ہوا گر آج دکھاؤ اوسکو

محو نظارہ رخ و زلف کی دن رات ہین ہم
اپنی مشتاق کی مشتاق ملاقات ہین ہم

دی صدا دل سے کہ لو آمد جانانہ ہوئی
دور بدلا طلب شیشہ و پیمانہ ہوئی

زیبا یوان کی بڑہی بزم پریخانہ ہوئی
قلقل شیشہ ہی نوبت شاہانہ ہوئی

فرش فراش ادب نی یہ لگا رکہا ہی
ہر قدم راہ مین آنکھون کو بچھا رکہا ہی

آب پاشی کرین مژگان سے ہزاری سر راہ
رہین صف بستہ شکوہ و حشم و دولت و جاہ

جا می لینی کے لیی تا سر دروازہ نگاہ
جتنی سامان ہین وہ طیار رہین خاطر خواہ

لوگ جو گانے بجانے کے ہین ہشیار رہین
کشتیان چند جواہر کی بھی طیار رہین

گھر مین القصہ جو وہ نوگل خندان آیا
غل ہوا مصر مین لو یوسف کنعان آیا

بلبلین سمجہین کہ گل سوی گلستان آیا
تخت بلقیس کا نزدیک سلیمان آیا

دور سے ہمنے جو وہ چہرۂ زیبا دیکھا
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا دیکھا

٢٣
جلوہ اوس حسن خداداد کا آیا جو نظر
کرگیا چشم فسوں ساز کا افسون یہ اثر
ٹکٹکی بندہ گئی مطلق نرہی ہمکو خبر
اختیار اپنا رہا دل پہ نہ قابو مین جگر

رونقِ بزم جو وہ آینہ تمثال ہوا
دل مشتاق کا حیرت سی عجب حال ہوا

٢٤
تھوڑی روزون مین تپاک اوسنی بڑہایا ایسا
وہ فدا مجھپہ تو سو جان سی مین اوسپہ فدا
کہ خیال اور کسیکا نرہا اوسکے سوا
وہ جدا مجھ سی نہوتا تھا نہ مین اوس سی جدا

سحر نظارہ ہوا اوس صنمِ رعنا کا
ہوش دنیا کا رہا مجکو نہ مافیہا کا

٢٥
اوسطرف حیت اطاعت پہ شب و روز کمر
لذت جام مے وصل سی مست آٹھ پہر
قصد دلجوئی محبوب کا سو جان سی ادہر
گردش چرخ نہ نیرنگیِ عالم سی خبر

پھر کسی حور کے طالب نہ پری کی ہوس ہم
بھول کر ساری زمانی کو اوسی کی ہوی ہم

٢٦
نازبرداری محبوب کا ہر وقت خیال
فکر آرایش و زیبایش خورشید جمال
عجز کرنا کہ نہو خاطر نازک کو ملال
روز دنیا اوسی ملبوس و زر و زیور و مال

اوج پر اختر تقدیرِ پر فن بھتا
نئی زیور نئی پوشاک نیا جوبن بھتا

۳۸
پیش ازین وضع تھی اوس حور کی سادہ سادہ
طبع تھی قید تکلف سے کمال آزادہ
ہنسی ہیج دیج پہ طبیعت کو کیا آمادہ
اب ترا شش اور خراش اور کباب و بادہ

گرمیان سیکھہ گیا شوخ ہوا ناز آیا
یہ نکلنی لگی ہر بات مین انداز آیا

۳۹
بیٹھنے اوٹھنے کے انداز نرالی آئے
ہنس پڑے رو دو تھی اک سوانگ بنالی آئے
ہم جو نزدیک کبھی دل کو سنبھالی آئے
ہٹ کی بولی کہ بڑی چاہنے والی آئے

طلب بوسہ پہ منہ پھیر کے ٹال دیا
رک رہی ہاتہ جو گردن مین کبھی ڈال دیا

۴۰
ہو گئے آئینہ سے آنکھہ لڑانی پہ غضب
بال بیکا جو ہوا کوئی تو شانی پہ غضب
تیوریان بدلی ہوئین ہاتہ لگانی پہ غضب
چتونین ڈہانی لگین ساری زمانی پہ غضب

غمزے خونریزی عالم مین یہ مشاق ہوئے
چار ہی روز مین وہ شہرۂ آفاق ہوئے

۴۱
رنگ جب اوسکی طبیعت کا دگرگون دیکھا
صورت جام مئی لعل جگر خون دیکھا
چشم حسرت سے کبھی جانب گردون دیکھا
قصۂ بادیہ پیمائی مجنون دیکھا

پھر گئے حلقۂ زنجیر جنون آنکھون مین
اوتر آیا صفت آبلہ خون آنکھون مین

۴۲
الغرض مجھسے جو برگشتہ ہوا چرخ کہن
دل مین پیدا ہوئی خورشید کی مانند جلن
سینے چین سے تو کیا ضبط غم و رنج و محن
کہ سنبھل جاہی کہین راہ پر آئی رہزن

طرح دینے مین مگر رنگ بگڑتا پایا
خاک ڈالی تو ہوا سے اوسی لڑتا پایا

۳۵
دل مین آیا کہ لیا چاہیے بدلا کوئی
چاہنے والون سے کرتا نہین ایسا کوئی
منہ کی کھائے وہ دیا چاہیے جھٹکا کوئی
ہوش اوڑا دیتی ہین ہم ہمسی لوڑی کیا کوئی
کون سی عقل نہین کون سی تدبیر نہین
مال و دولت نہین یا منصب جاگیر نہین

۳۶
حشم و جاہ مصاحب ہین تو اقبال ندیم
جان نثاری کو کمر بستہ رفیقان قدیم
قوت فکر رسا طبع ذکی ذہن سلیم
ساری سامان مہیا کہ ہی اللہ کریم
یہ نہین اور سہی کیون رہین پھر ہم خالی
گلعذارون سی نہین گلشن عالم خالی

۳۷
سینہ گرمی سی تفکر کے ہوا اپنا گرم
ڈھونڈھ کر ایک نکالا صنم گرما گرم
لو خدا سے جو لگی سوجھ گیا فقرا گرم
جسکے آگے نہو بازار پری اصلا گرم
گل عارض سے رخ حور کو رتبہ کیا ہے
پیش قامت شجر طور کو رتبہ کیا ہے

۳۸
چمن حسن مین قد ہی وہ سرافراز نہال
روز سوتے ہوئے فتنونکو جگا دیتی ہی چال
جسکی چوٹی کو نہ پہونچی نگہ چشم خیال
مردمی کہتے ہین زمین ہلتی ہی آیا بھونچال
آفت تازہ کرے فتنۂ قامت برپا
ہر قدم ہو سر بازار قیامت برپا

مل گیا خوبیٔ قسمت سی جو ایسا معشوق
گلبدن غنچہ دہن چاند کا ٹکڑا معشوق

مہروش رشک قمر حسن مین یکتا معشوق
شمع رو زہرہ جبین نور کا پتلا معشوق

آرزو پوری ہوئی کوئی تمنا نہ رہی
دل ہوا اسیر کسی اور کی پروا نہ رہی

ناز و انداز مین یکتا سے جہان لالہ عذار
اسپ یہ حسن کہ سو جان سی قربان ہزار

جو کہا بس وہ کیا دونون طرف ایک سا پیار
پاؤن رکھا کبھی کہنے سے نہ باہر زنہار

حسن صورت نی ہمین نور خدا دکھلایا
حسن سیرت نی سوا اوس سی فزا دکھلایا

چند مدت رہی صحبت تو ہوا ربط سوا
بڑھ گئی رسم ہوئی راہ دلون مین پیدا

چڑھ گیا اپنی نظر مین وہ قمروش ایسا
دل سی اوترے نہ خیال اور حسینونکا ذرا

جو نہ پہچانے کسیکو وہ طبیعت کیسی
آگہی خورشید کے ذرون کی حقیقت کیسی

صحبتین رہنے لگین شام سی تا وقت سحر
بلکہ پہلو سے نہ پہلو تھا جدا آٹھ پہر

دن ہو یا رات ہو تصویر رہی پیش نظر
وہ بھی باندھی ہوی ہر وقت اطاعت پہ کمر

گھر مین آرام کبھی سیر سے گلشن مین کبھی
سر ہے زانو پہ کبھی ہاتھ ہی گردن مین کبھی

اپنی خاطر کو ازل سی جو اطاعت ہی پسند
خودپسندی نہو جسمین وہ طبیعت ہی پسند

ہو تصنع سی بری جو وہ محبت ہی پسند
خار جسمین نہو وہ گلشن صحبت ہی پسند

کی جگہ دل مین اطاعت سی وہ پیدا اوسنے
کرلیا اپنا ہمین عاشق شیدا اوسنے

عیش و عشرت مین جو ہونی لگی اوقات بسر
اولاً درپی آزار جو تہا بانیٔ شر
نرہا دلمین سوا اوسکے کسی غیر کا گہر
چہیڑ چہاڑ اوس سی ہوئی طبع کو منظور نظر
ہوس وصل تمنای ملاقات نہ تہی
اک جلانی کی سوا اور کوئی بات نہ تہی

آدمی بہیج کی اک روز کیا اوسکو طلب
چین پیشانی پہ ابرو پہ شکن جوش غضب
سامنی آیا پر انداز تہا آنی کا عجب
غمزۂ بے محل آزردگیٔ غیر سبب
غنچۂ گل کیطرح منہ کو بنائے آیا
تیوریان مثل کمانونکی چڑہائے آیا

طرز اٹہلانیکی رفتار سی پیدا ہر گام
کہو کیون یاد کیا ہمسی ہے کیا آپکو کام
طنز آمیز کیے آتے ہی مجہسے یہ کلام
جس سے مطلب نہین اوسکا کوئی لیتا ہی نام
کیون بلایا ہمین تقصیر ہماری کیا ہی
کونسا جرم ہی تعزیر ہماری کیا ہی

دل تو تہا پہلی ہی بدخو کیطرف سی پہیکا
بنگئی سیٹہی چہری سپہلے زبان گویا
اس ترش روئی سی پر اور بہی آزردہ ہوا
دانت کہٹے کیے اول مگر اتنا ہی کہا
ہان اسی غمزۂ بیجا کی سزاوار ہین ہم
تم گنہگار نہین بلکہ گنہگار ہین ہم

بیوفاؤنسے محبت کا نتیجا ہے یہی
بیحیا لوگون سی الفت کا نتیجا ہی یہی
شوخ چشموں سی عنایت کا نتیجا ہی یہی
کج اداؤن سی مروت کا نتیجا ہی یہی

ظلم عاشق پہ یہی طرز وفا ہوتی ہی
کیون یہی چاہنے والون کی سزا ہوتی ہی

سخت نادان تھی کہ دشمن کو بغل مین پالا
سرنگون جس سی ہوی اوسنی بیٹایا بالا
کہائی الفت کی سنان دلپہ نہ دیکھا بھالا
نخل غم تازہ کیا دل کو غضب مین ڈالا

ہی یہی وضع اگر منہ کی کہین کہاؤگے تم
جلد پھولی نہ سمانی کا ثمر پاؤگے تم

اوس سی کرتے ہین کنارہ جو فدا ہوتا ہے
دل جلانا کسی عاشق کا بہلا ہوتا ہے
سامنی سی کوئی یون روبقفا ہوتا ہے
ٹھنڈی گرمی کر واب ہمسی تو کیا ہوتا ہے

رہو خاموش کہ اب بات کی قابل نہین تم
وضعداروںسی ملاقات کی قابل نہین تم

خوب سوجھی جو کیا کام وہ معیوب کیا
حیف مین پہلے نہ سمجھا تمھین محبوب کیا
زشت تم مجکو نظر آنی لگی خوب کیا
میری تجویز سے تمنی مجھی مجبوب کیا

سر چڑہایا تہا تمھین تیوری چڑہانی کی لیی
منہ لگایا تہا تمھین منہ کی بنانی کی لیی

ہمسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا تمکو
بیوفا ہو کوئی شیدا نہ ملے گا تمکو
قدردان حسن کا ایسا نہ ملے گا تمکو
صاف دل چاہنے والا نہ ملے گا تمکو

نیند اب بھر کے نہ سوؤ گی بہت یاد رہی
منہ لپیٹے ہوئے روؤ گی بہت یاد رہی

وضع یہ ہے تو طلبگار نہوگا کوئی
دام الفت میں گرفتار نہوگا کوئی
جانتا ہوں کہ خریدار نہوگا کوئی
کبھی وارفتہ رفتار نہوگا کوئی

کیا غرض اوروں سے الفت کا یہاں نام نہیں
خوش رہو خوش رہو تمسے مجھے کچھ کام نہیں

خیر وہ روز مصیبت بھی ہماری گذرے
دن پھری اب تو وہ حسرت کی نظاری گذرے
آہ جو رنج والم سامنے ساری گذرے
ملگیا ایک قمر نحس ستاری گذرے

اب تو وہ رشک قمر بالۂ آغوش میں ہے
نہو وہ جسکی کہ حسینان زری پوش میں ہے

پہلے اس بات کا مطلق اوسے آیا نہ یقین
جب کہا میں نے کہ موجود ہے وہ پردہ نشین
وہی تیوری تھی بدستور وہی چین جبین
دیکھہ ایسا کبھی دیکھا ہے زمانے میں حسین

سامنا جبکہ ہوا دور ہوا دل شک سے
رہگیا دیکھتے ہی ہوکی کلیجا دھک سے

سنسنایا بدن آنکھوں سے ہوی اشک رواں
ہوگیا نرم دل سخت گئی تاب و تواں
ساری انداز غضب بھول گیا آفت جان
نہ تبختر کا رہا دھیان نہ نخوت کا نشان

رنگ عارض صفت کاہ رُبا زرد ہوا
آگ سا آیا تھا پانی کیطرح سرد ہوا

عجز و الحاح پر آمادہ ہوا ہو کے خجل
التجا کی کہ کرو عفو گمان تھا باطل
گر سیان کہین کہ کسیطرح پسیجے سرِ دل
جو سزا دو مجھی بیشک ہون مین اوسکے قابل

آپ جو کہتے تھے سچ ہے مجھے کیا تباہی
حق تو یہ ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی

ہا خوشی بھر خدا دور کرو جانے دو
منتین تا بکجا دور کرو جانے دو
جو ہوا خیر ہوا دور کرو جانے دو
مل گئی مجکو سزا دور کرو جانے دو

اب ترحم کی نظر کیجیے تقصیر معاف
پاؤن پر رکھتی ہین سر کیجیے تقصیر معاف

اب کبھی آپ کی فرمان سی نہون گی باہر
لو پشیمان ہوئی اب تمکو ہی کیا مدّ نظر
باندہ لی آج ہی سی چست اطاعت پہ کمر
ہو مسلمان تو کرو قول مسلمان باور

جھوٹ کہتے نہین سکیے تو نوشتا لکھدین
حکم دیجے تو کچہری مین مچلکا لکھدین

سر اوٹھائین گی نہ اب زیر قدم حاضر ہین
بلکہ قرآن اوٹھا لینے کو ہم حاضر ہین
جان درکار اگر ہو تو اسی دم حاضر ہین
چلکی درگاہ مین کھانے کو قسم حاضر ہین

اب کسیطرح کی باقی ہو جو تکرار ہمین
علَم حضرت عباس کی ہو مار ہمین

اوسنے ہر چند کہی ہمسے لگاوٹکی سخن
بات مین فرق کہان ایک زبان ایک دہن
نہ رچی اپنی طبیعت کہ اوٹھائی تھی محن
دور ہوتی ہی کوئی دل مین جو آتی ہی شکن

دلخراشی کا ہو گیا داغ جدا سینے سے
بال پڑتا ہے تو مٹتا نہین آئینے سے

۶۲
اونس کرتا ہے جو ہمسی ہم اوسی کرتی ہین پیار
جس سی بیزار ہین اوس سی ہین ہمیشہ بیزار
ناز بردار ہین اوسکے جو ہی فرمان بردار
کب بدلتی ہین طبیعت کو تلون سی ہی عار
کوئی جھکتا ہے اگر ہمسے تو جھک جاتی ہین
کوئی رکتا ہے اگر ہمسے تو رک جاتی ہین

۶۳
بات کا پاس ہمیشہ سی ہی شیوہ اپنا
جو کہا ہمنے کہا منہ سے جو نکلا نکلا
طبع رکھتی نہین نیرنگ تلون اصلا
مرد کے قول مین کیا فرق تجاوز کیسا
بات جو منہ سی نکل جای وہ اصلا نہ ٹلی
کوہ ٹل جای مگر قول ہمارا نہ ٹلی

۶۴
خود پسندی سی طبیعت جو بہت تھی بیزار
دیدہ غول ہوئی نرگس چشم بیمار
گل رخسار نظر آنے لگے صورت خار
سرو قد پہ جو نظر پڑ گئی سمجھی اوسی دار
نیش کژدم سے پلک ہو گئی بدتر ہمکو
زلف پیچان نظر آنے لگی اژدر ہمکو

۶۵
چاند سی تھی جو جبین آئی نظر صورت داغ
چھری پر کا گل شبرنگ ہوئی دود چراغ
خال عارض کو یہ سمجھی کہ ہی گلزار مین زاغ
اوسکی خوشبو سی پریشان ہوا اور دماغ
رطب لب ہمین پھل نخل بیابان کا ہوا
تلخ حنظل سی مزا سیب زنخدان کا ہوا

ایکدم اوسکا ٹھہرنا جو ہوا جیکو عذاب
نہ رہا ضبط دیا توڑ کے ٹکڑا سا جواب
نہ گیا وہ تو کہا اوس سی کہ او خانہ خراب
اب ٹھہرنے کا فقرا کیا کہ کلیجا ہی کباب

تو جو قرآن کا جامہ بھی پہن کر آئے
تیری الفت ۔ بخدا ہمکو نہ باور آئے

اب نہیں سہنے کے ہم رنج سہی جو وہ سہے
اولٹی گنگا تری اب اور ہی جانب کو بہے
دام مین ہم نہین آنیکے کوئی لاکھہ کہے
جعلسازی تری اب اور سہی للہ رہے

ساری منہ دیکھے کی باتین ہین یہ چال ور ہی ہیچ
پاس سی میرے ہوا ہو کہین کافور ہی ہیچ

سنکے یہ بات ہوا صورت نرگس حیران
لالہ سان داغ جگر کھا کی گیا نافرمان
اپنا سا لیکے وہ منہ ہوگیا آخر گریزان
اتنا بھی جامے سی باہر نہو کوئی انسان

عمل انسان کا جو ہوتا ہی وہ پیش آتا ہی
جیسا کرتا ہے کوئی ویسی سزا پاتا ہی

وہ جو معشوقہ ہی اب آٹھ پہر زیب کنار
لالہ رخسار بہر طور ہی فرمان بردار
ہی اطاعت ہی ترقی کا سبب لیل و نہار
ہی جو مرضی کے موافق مجھی بھی آتا ہی پیار

لطف نظارۂ رخسار دل افروز ہی عید
لیلۃ القدر ہر اک رات ہی ہر روز ہی عید

یاالٰہی رہی قائم یھی عادت اسکی
راتدن وجہ ترقی ہو اطاعت اسکی
اوسکو میری تو مبارک مجھی صحبت اسکی
نہ پھری مجھسی کسیطرح طبیعت اسکی

عیش ہر روز رہی وصل نہ آفات کا ہو
سامنا اب نہ کبھی ترک ملاقات کا ہو

طول واسوخت ہوا ختم سخن کر ناظم
بند شین خوب ہر اک بند ہی بہتر ناظم
ناظم اب کوئی نہین تیری برابر ناظم
ہی یقین دادِ سخن دینگی سخنور ناظم

واقفِ لطفِ سخن کیا کوئی نادان ہوگا
صاحبِ فہم جو ہوگا وہ ثناخوان ہوگا

تمام شد

امیر

تخلص ہے جامع صفات کمال شاعر
نازک خیال مقبول بارگاہ رب قدیر جناب
مفتی امیر احمد صاحب متخلص بہ امیر خلف کوچک
مولوی کرم محمد کا لکھنؤ کے رئیس قدیم حضرت
مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنؤ کی اولاد میں
در یتیم شرافت نسب انکی محتاج بیان نہین کون ہے
جسپر عیان نہین شرافت حسب کا حال بھی حیطۂ
مقال سی باہر ہے ہر صفت دوسری صفت سے

بڑھ کر ہے جب سے ہوش سنبھالا سخنگوئی کا ذوق خدادانی دلمین ڈالا طبع موزونکو
جوش ہوا ہر شبانہ مضمون ادا فروش ہوا چند ہی روز مین شعر کہنے لگے
دریا کیطرح بہنے لگے شاعر عدیم النظیر جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر
سے تلمذ اختیار فرمایا استاد کی ہدایت اپنی استعداد و قابلیت سے زمین
سخن کو عرش پر پہونچایا موزونی گویا اونکی طبع عالی کی خانہ زاد ہے فکر رسا
اونکی صید گاہ سخن مین صیاد ہے سخن کی بلندی ذہن کی رسائی معانی کی یگانگی
الفاظ کی آشنائی نکات کی برجستگی اشارات کی شوخی ہر کلام سے پیدا ہے جو سخن فہم
و سخن شناس ہے وہ اونکے طرز سخن گوئی پر شیدا ہے دس گیارہ برس سے
سرکار والی رامپور مین اس فن کی بدولت مورد افتخار ہین اقران و اماثل مین
ممتاز علوم و فنون مین صاحب اعتبار ہین حضرت فردوس مکان نواب
محمد یوسف علی خان بہادر متخلص بہ ناظم نے اپنے عہد دولت مین انہین
بلاکر پایۂ اعزاز بڑھایا بعد اونکے جب سے دور جناب معلی القاب فلک رکاب
نیر اعظم سپہر شہریاری بدر کامل آسمان کامگاری نواب کلب علی خان
بہادر کا آیا بحکم کمال قدر شناسی زمانۂ گذشتہ سے زیادہ عزت افزائی
ہوئی قدردانی ولی نعمت باہم کی آئینہ جوہر نمائی ہوئی تصانیف اونکے اس
مجموعۂ واسوخت کے سوا اور بھی اکثر ہین بعضے مستور بعضے مشتہر ہین ایک
اردو کا دیوان غیرت بہارستان سراپا انجام لطافت نظام کہ مکمل تھا
غدر مین برباد ہوا اوسکا پتا نہ لگا اب دوسرا دیوان مرتب و طیار ہوا ہے
صفحۂ قرطاس شگفتگی گلہای تازہ سے غیرت گلزار ہوا ہے اور ایک انتخاب
اس دوسرے دیوان کا ایسا پاکیزہ لاجواب ہے کہ ہر شعر اوسکا سرمایۂ
اہتزاز اولو الالباب ہے اس انتخاب مین کچھ اشعار دیوان برباد شدہ
بھی جو حضرت مؤلف کو یاد آئے داخل ہین غرض کہ حضرت مصنف

اس فن میں بڑے کامل ہیں کہیں میر کے رنگ کہیں مرزا کے ڈھنگ
ہیں کہیں آتش کہیں ناسخ کے ہمرنگ ہیں دوسری کتاب لاجواب مسمیٰ بہ
سرمۂ بصیرت ارباب دانش کے لیے درحقیقت سرمۂ بصیرت
جامع لغات کاشف معضلات ہے جتنے الفاظ عربیہ وفارسیہ بانوں پر
غلط مشہور ہیں لوگ ونکے صحیح لکھنے سے معذور ہیں اونکی ایسی تصحیح
کی ہے کہ قبل اسکے کسی نے نہ دیکھی ہے نہ سنی ہے ایسی نفیس
اور مفید عام وخاص کتاب ہے کہ کتب خانۂ دہر میں انتخاب ہے
قصہ مختصر اور بھی تالیفات تمام وناتمام اکثر ہیں بیشتر لوگ اونکی فیض صحبت اور
فیض کلام سے بہرہ ور ہیں اللہم جب تک روح القدس کی ذات سے
فیض سخن عام رہے یہ بزرگ اپنی ذات وافادات سے مفید انام رہے فقط



آج اک سانحۂ تازہ بیان کرتا ہون	شعبدۂ عشق فسونگر کا عیان کرتا ہون
عشق جادۂ الفت کو فسان کرتا ہون	تیز اس سنگ سی شمشیر زبان کرتا ہون

کتنی دل جلتی ہین اوٹھتی ہین شرارے کیا کیا
روز لاتا ہی غم عشق حرارے کیا کیا

شاد کتنی تہی زمانی مین کہ ناشاد ہوئی	خانمان کتنی تہی آباد کہ برباد ہوئی
قیدی دام جنون کتنی پریزاد ہوئی	کتنی ماتہی پہ الف کہینچکی آزاد ہوئی

کتنی وحشت مین گئی خانۂ زندان کی طرف
کتنی آوارہ وطن ہوکے بیابان کی طرف

تلف زر کی قرینی ہوئی کیسی کیسی	صرف یکروزہ خزینی ہوئی کیسی کیسی
مجمر اس آگ سی سینی ہوئی کیسی کیسی	غرق دریا مین سفینی ہوئی کیسی کیسی

آگ مین کود پڑی کہینچ کے نالے کتنے
چاہ مین ڈوب مری چاہنی والے کتنے

بنگیا جسم پہ گل کھائی گلستان کوئی
پنجۂ غم سی ہوا چاک گریبان کوئی
جل کی داغون سی ہوا سرو چراغان کوئی
جوش وحشت مین گیا سوی بیابان کوئی

رنگ الفت نی عجب لیتی ہی کروٹ بدلا
قبر سی قصر جنازی سی چھپر کھٹ بدلا ❊

۵۵

کوئی جنگل مین کہین زیر شجر روتا ہے
جا کی دریا پہ کوئی اشک فشان ہوتا ہے
سر کو ٹکرا کی کوئی کوہ پہ جی کھوتا ہے
کوئی چادر سی لپیٹی ہوئی منہ سوتا ہے

بلبلون کا کوئی ہمدم ہے گلستانون مین
ہمقدم کوئی غزالون کا بیابانون مین

۵۶

ہر جگہ عشق کی ہی چال نئی ڈھال نئے
جب نظر کیجی اس قرعہ کو ہے فال نئی
اس گلستان مین ہوا چلتی ہی ہر سال نئی
یہ وہ چوپڑ ہی کہ ہر ہاتھ ہی یہان چال نئی

پانچ تین ایسی مین کرو غور تو پو بارہ ہین ❊
تین کانے بھی اگر آئین تو اٹھارہ ہین

۵۷

کون معشوق ہی ایسا کہ وفا کرتا ہے
جو حسینو نمین ہی وہ جور و جفا کرتا ہے
کون حق مہر و محبت کا ادا کرتا ہے
بیگناہون کو گرفتار بلا کرتا ہے

خود نما ہین متلون ہے طبیعت انکے
چندروزہ ہے ملاقات غنیمت انکے

۵۸

گاہ بیگاہ کرین یہ جو عنایت کی نظر
میٹھی باتین بھی کرین یہ لب شیرین سی اگر
فی الحقیقت ہی وہ نیزہ کی سنان بہر جگر
تلخکامونکو وہ ہے میٹھی چھری سی بدتر

دین جو حلوہ تو ہلاہل کے برابر سمجھو
دم جو الفت کا بھرین یہ دم خنجر سمجھو

۵۹

بیوفا طرفہ محبت کی سزا دیتے ہین
بیٹھی بٹھلای نیا روگ لگا دیتے ہین
خاک مین دل کی تمنا کو ملا دیتے ہین
ہو فلاطون بھی تو دیوانہ بنا دیتے ہین

سب بُری ہین یہ صنم سابقہ ڈالے نہ خدا
اپنی بندون کو کرے انکی حوالے نہ خدا

۱۰

دل اس اقرار پہ لیتی ہین کہ ہم ہین دلبر
لیکی دل پھر نہین دیتی ہین یہ کچھ جز آزار
پہلی وہ آنکھ ٹپکتا ہوا جس آنکھ سے پیار
پھر وہی آنکھ ستم پیشہ جفا جو خونخوار

پہلی انکھو نمین لگاوٹ نہین یا میل نہین
اون تلون کو جو کرو غور کہین میل نہین

۱۱

مجکو آیا ہی اسیطرح کا اک سانحہ پیش
کیا بیان اوسکا کرون نمین کہ جگر غم سے ہی ریش
سچ ہے پیش آتا ہی آخر کو جو ہی کردہ خویش
قہر درویش بجان درویش ہمیدست

کام بے سمجھی ہوی جو ہی برا ہوتا ہے
پھر جو ملیے کف افسوس تو کیا ہوتا ہی

۱۲

لو سنو شرح کہ معشوق ملا ایک حسین
ماہ پیکر بت خورشید لقا زہرہ جبین
جسکے سجدی کی لیے ترک فلک سر بزمین
حسن و خوبی مین جواب اوسکا زمانی مین نہین

حور کو آئنیہ حسن سے حیرت ہو جاے
سایہ اوسکا جو پری دیکھے تو وحشت ہو جاے

۱۳

برق پر برق گرائی وہ شرارت اوسمین
گرمیان شعلی کی سیماب کی خصلت اوسمین
نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اوسمین
ماہ کنعان مین کہان ہی جو صباحت اوسمین

گردش چشم فسونسازہ غضب چکر دے
بوٹی بوٹی کی پھڑک جان کو بسمل کر دے

۱۴

کون ہے نذر جو کرتا نہین اوسکو دل و دین
ساکن دیر و حرم کوچے مین اوسکی ہین مکین
اپنے مذہب کا کسی قوم کو اب پاس نہین
بندۂ عشق مجازی ہین تمام اہل یقین

شیخ سے وہ جو کہے تارک ایمان ہو جاے
برہمن ایک اشارے مین مسلمان ہو جاے

دل کیا نذر کیا جسکو اشارا اوسنی
سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اوسنی
غم مین ڈوبا وہ کیا جسسے کنارا اوسنی
تیغ کی گھاٹ ہزارون کو اوتارا اوسنی

تیغ ہی ابرو پر خم تو مژہ تیر بھی ہے
قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے

۱۶

لب شیرین کا وہ عالم ہی کہ شیرین ہی فدا
شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
لیلی زلف سے لیلی بھی ہی زنجیر بپا
سامنا غیر اسی حسن پر اچھا اچھا

شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
آپ بھی آتے ہوئے واہ خدا کی قدرت

۱۷

بدر پیشانی کو دیکھے تو جھکی سر بسجود
خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود
کہکشان کو ہی فقط مانگ کی نسبت سے نمود
سونگھکر بو پڑہی مومن کیطرح کیون نہ درود

تل سیہ روی کتابی پہ نمایان دیکھو ✣
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو

۱۸

ماہ نو ابرو پر خم کو جو دیکھے تو بجا
دیکھنے والون کو بھولی طلب آب و غذا
خلق مشتاق ہر اک شہر مین انگشت نما
پیاس کی ہی نہ اونہین گرسنگی کی پروا

دور گردون سے عجب رنگ جہان دیکھا ہی
روزہ دارون نے ہلال رمضان دیکھا ہے

۱۹

صف مژگان نہین مستونکی برابر نشست
ذکر رندونکا تو کیا بلکہ ہین زہاد بھی مست
نرگس مست کی بیٹھی ہین قدح دست بدست
جو جرا عجبان مین ہی وہ ہی بادہ پرست

مے مستی سے بہ دو جام بھری رکھے ہین
طاقون مین کعبہ ابرو کی دہری رکھے ہین

۲۰

زلف کو شب جو کہتی ہین وہ کرلی ہین خطا
دیکھی لیلی اوسی مجنون کیطرح ہو سودا
خلقت آہو سی ہی اوسکی پیچی سو سی جدا
پردہ شب مین وہ اللہ سے مانگی یہ دعا

جوش سودا مین موافق مری تدبیر پڑے
یا الٰہی مری گردن مین یہ زنجیر پڑے

جیم ہی گوش تو ری موی مژہ نون ابرو
اور ایک لفظ کی ترکیب سناؤن دلجو

رنج پیدا جو ہوا انسی وہ پھیلا ہر سو
الف بینی و بائے لب و لام گیسو

ضم ہون یہ حرف تو ترکیب بلا ہوتی ہے
یہ بلا کب سر عاشق سی جدا ہوتی ہے

سینہ صاف ہی آئینہ کی صورت روشن
وقت گفتار جو ہنستا ہی وہ غنچہ دہن

دانت موتی کی لڑی آہمین نہین جا ہی سخن
سینے مین ہوتی ہین دانتونکی گہر عکس فگن

واہ کیا حسن دکہاتا ہی سے گلے مین مالا
موتیون کا نظر آتا ہے سے گلے مین مالا

مدحت موی کمر لکہہ نہین سکتا ہی قلم
موشگافون سی جو پوچہو تو کہین کیا کی قسم

بعض کہتی ہین ادہی جادۂ اقلیم عدم
ابہی اس معنی باریک سی واقف نہین ہم

فہم معنی جنہین حاصل ہی وہ چپ رہتی ہین
کچہ نہین کچہ نہین کہتی ہین تو یہ کہتے ہین

دیدۂ ناف مین ہے موی کمر تار نظر
یا شکم بحر لطافت ہی یہ اوسمین ہی بہنور

یا کوئی ناف کو سمجھے گرہ موے کمر
سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر

آئینہ پیش نظر ہے شکم صاف نہین
عکس ہے چاہ زنخدان کا عیان ناف نہین

گوری گوری وہ ہتیلی ہی کہ بلور کا جام
نقرۂ ظرف ہی یا جسمین کہ شونیکا ہی کام

سرخی رنگ حنا اوسمین شراب گلفام
یا نظر آتا ہی لبریز شفق ماہ تمام

صاف شنجرف کی تحریر یہ مکتوب مین ہے
رخ یوسف کی چمک دیدۂ یعقوب مین ہے

گرمی شوق کی رہتی ہی جو دل مین تیزی
خانمان سوز ہی اس برق کی آفت خیزی
آتش رنگ حنا کی ہی شرر انگیزے
تشنۂ خون ہین یہانتک کہ دم خونریزی

خون عشاق کی لہرین جو نظر آتی ہین
مچھلیان دست حنائی کی تڑپ جاتی ہین ۵۲۷

ہاتہ ملواتی ہی اوس ساعد سیمین کی صفا
پاؤنمین جلوہ دکہاتی ہی عجب رنگ حنا
ساق پا ہی پی زاہد سبب لغزش پا
سحر حسن سی پائی ید بیضا کی صفا

نقش پامین جو روش مہر ضیا بار کی ہے
صاف تلوونمین صفا حور کی رخسار کی ہے ۵۲۸

ایسی معشوق سی جبدم ہوئی صحبت حاصل
ہوئی یکجان وہ دو قالب جو ملی دونون دل
شمع عارض سی ہوئی گرم ہماری محفل
اوٹھہ گیا پردہ دوئی کا نرہا کوئی مخل

اوسکا شیدا مین ہوا اوسکو میرا دہیان بندہا
درِ مقصود دکہلا عیش کا سامان بندہا ۵۲۹

بلبل مست دل اپنا گل خندان تہا وہ رخ
برج مہتاب تہی محفل مہ تابان تہا وہ رخ
ہم تہی پروانی اگر شمع شبستان تہا وہ رخ
مصر تہا کشور دل یوسف کنعان تہا وہ رخ

کیا کہین لذت ہم بزمی جانان کیا تہے
گرمی صحبت بلقیس و سلیمان کیا تہے ۵۳۰

ادہر آنکہون سی نہ شکل آٹہہ پہر ہوتی تہی
نہ کبھی سیر نظارہ سی نظر ہوتی تہی
دیکہتی دیکہتی ہر شام سحر ہوتی تہے
واہ کس لطف سی اوقات بسر ہوتی تہی

ساتہ بیدار ہوی ساتہ ہے آرام کیا
رخ و گیسو کا تماشا سحر و شام کیا ۵۳۱

شوق نظارہ یہ تہا گیسوی عنبر بو کا
ہجر پہلو کو گوارا نہوا پہلو کا
پردۂ چشم ہی موباف رہا گیسو کا
نیند آئی تو دیا تکیہ مری زانو کا

کب نہ پہلو مین جگہہ اوسکی رہی دل کیطرح
ہاتہ گردنمین رہی روز حمائل کیطرح

ہوا آوازۂ بزمِ دلبر جو بلند
شہرہ باندہی کمر اعدائی ہوئی فکر گزند
تہی جو حاسد وہ جلی رشک سی مانند سپند
تیز کی نار عداوت ہوئی ہر وقت دوچند

گہر مین اونکی اوڑ کے شرارے لگی آنی کیا کیا
آتش افروز لگے آگ لگانے کیا کیا

جمع عیار کیے دی طمع دولت و زر
ایک عیار ہوا آنکے ہمارا نوکر
دو در انداز ہوی مستعد فتنہ و شر
ایک عیارنے کی نوکری اوسکی جاکر

خدمتین کین جو بہت یار وہ عیار ہوئے
مرتبے پائے مصاحب ہوئی غمخوار ہوئے

[illegible] نوکر نے کیا جیسے یہ اکروز بیان
خیر خیر آتی ہین چہپ چہپ کے یہ بازار مکان
کچہ خبر آپ کو ہی اوری جلسی ہین وہان
جہوٹ کہتا ہون تو ہو گنگ میرے منہ مین زبان

آپ واقف نہین عیارونکی عیاری سے
پاؤن رکہئے رہ الفت مین خبرداری سے

چند اوباش مصاحب ہین کہ کرتی ہین وہ شر
پشت ایوان پہ جو کہڑکی ہی وہی راہ خطر
کہین لیجاتی ہین وہ آپکو غافل پاکر
رخنی پڑتی ہین اوسی راہ سی لو جلد خبر

بند کہڑکی ہو کسیطرح تو اچہا ہو جائے
رخنہ انداز کٹین سے کیے وہ تنہا ہو جائے

مین نے اوس سی یہ کہا مجہکو یقین ہو کیونکر
عرض کی اوسنی یہی خیر دولت انور
دیکہون آنکہون سی تو تدبیر بہی ہو مدنظر
بات آسان ہی کرتا ہون نمین جیت کمر

صاف کہل جائیگا چپنی کا مین حال حضور
خیر خواہی غرضی ور آپکا اقبال حضور

ایک ترکیب ہے لیکن عمل اوسپر ہی ضرور
تور کا فرش نہجی اوسمین بندہین پردۂ نور
چوکسین لیجی ایک کمرہ کرائی کو حضور
ہو وہ سب طرح سی آراستہ مثل دل معمور

فارغ البال کبھی ہو کے ہر ایک کام سی آپ
رونق افزا ہون کسی شب کو سر شام سی آپ

٣٨

ہین مصاحب جو وہان اونسی بھی کچہ ہی نجی
کچہ تردد نہین ملجائین گی وہ خواہ مخواہ
دونگا اونکو طمع سیم و زر و دولت و جاہ
ہی جو مطلب نکل آئیگا وہ انشاء اللہ

ہین لگا لاؤنگا وہ ہو کے سوار آئین گے
جتنے عقدی ہین وہ سب آپ پہ کہل جائین گے

٣٩

بدگمانی ہی بری مجکو بھی آیا یہ گمان
حکم لوگونکو دیا لو کوئی اچھا سا مکان
شاید ایسا ہی ہو کرتا ہی یہ جسطرح بیان
پردی اطلس کی بندہین فرش مشجر ہو وہان

کرسیان میزین بچھین آئینی چسپان ہو جائین
جہاڑ فانوس کنول رونق ایوان ہو جائین

٤٠

مختصر یہ کہ کیا اوسکی شرارت نے اثر
حال ادہر کا تو یہ تہا طرفہ ہیں بدہار نگ اودہر
آزمائش ہوئی معشوق کی منظور نظر
وہ جو عیار وہان جاکی ہوا تہا نوکر

بہر زر الفت دیرینہ بہلائی اوسنی
مسجد اللہ ٹکے کی سی لیے ڈہائی اوسنی

٤١

وقت پا کر یہ کہا اونسی کہ تم ہو غافل
جسپہ مائل ہو وہ ہی اور کسی پر مائل
دل دیلنے جسی ہی اور کہین اوسکا دل
برج خورشید ہی اب اور قمر کی منزل

دلربا تم نہین اب اور کوئی دلبر ہے
گہر تمہارا نہین یہ اور کسیکا گہر ہے

٤٢

چوک مین ایک کرائی کا لیا ہی کمرا
بیشتر رات کو آتا ہے کوئی ماہ لقا
چہپ کی جاتی ہین وہان ہوتی ہین جلسی کیا کیا
تمسے بگڑی گی ضرور اسمین نہین فرق ذرا

شور بازار مین ہے نوبت شر پہونچی ہے
جہوٹ کہتا نہین تحقیق خبر پہونچی ہے

جام و مینا و سبو پاس ہری رہتی ہین
جو نگہبان ہین وری اور پری ہتی ہین
ہار پہولون کی چنگیر ونمین بہری رہتی ہین
ہین وفاکیش جو دو ایک ڈری رہتی ہین

صبح آتے ہین تو حمام سے کیے آتے ہین
اوس سے جہیلا بہی نشانی کا لیے آتی ہین

کرتے ہین بیٹہہ کی احباب ہین اکثر یہ کلام
ہے یہان صبح بنارس کی وہ ہی شام
اب تو اسباب تعیش کے مہیا ہین تمام
دو دو معشوق ہین کتنی ہین موافق ایام

ہی سہ و مہر کا آنکہون کو میسر جلوہ
گہر مین مہتاب کا خورشید کا باہر جلوہ

دونون ہین ایک لطافت مین نزاکت مین مگر
اسکو بہی دیکہو تو کچہ اوس سی نہین ہی کمتر
ذائقہ اوسمین زیادہ ہی جو نورس ہی ثمر
ایک دونون ہین کرون فرق مین انمین کیونکر

تلخی ہجر ہے زائل مرے دونون میٹہے
لذت زیست ہی حاصل مری دونون میٹہے

سنکے اوسنے یہ کہا تجکو مری سر کی قسم
خود چلین گے کہ کڑی ہین نہین کچہ موسم کی ہم
دی خبر ہمکو فراہم ہوے یہ جلسہ جسدم
پہیر کی بات نہین کون وٹہائی یہ الم

فتنہ برپا ہو محل غیر محل دیر سے ہے کیا
آج ہی بگڑی بگڑنی ہی جو کل دیر سے ہے کیا

آدمی بہیج کے دریافت کیا اوسنی جو حال
چوک مین ایک ہے کمرہ کہ وہ زیبا ہی کمال
اوسنی آکر یہ کہا آئینہ ہی صدق مقال
دریچہ دربان ہین امیرانہ ہین سب جاہ و جلال

پردی زرین جو ہین منہ نور کا برساتے ہین
لوگ کہتی ہین کہ وہ روز یہان آتے ہین

[illegible] شعلے دی اور حرارت آئے
تو بظاہر کبھی بات کی نوبت آئی
وہاں اُنکا دل تو یہاں گرد کدورت آئی
دل یہ کہتا تھا کہ اب آئی اب آفت آئی

رنگ بدلا ہوا چھایا ہوا غم دونون طرف
ایک غم دونون طرف ایک الم دونون طرف

۴۹

مین یہ کہتا تھا الٰہی یہ قیامت کیا ہے
مجھکو اندیشہ یہی وجہ کدورت کیا ہے
وہ یہ کہتا تھا کہ یہ قہر یہ آفت کیا ہے
دھیان اُسکو سبب ترک محبت کیا ہے

بے تکلف نہ کٹا دن نہ کٹی رات کوئے
نہ ادھر بات کوئی تھی نہ اودھر بات کوئے

۵۰

اوسکو چپ لگی ہر ایک گوشہ مین گریان ہونا
اوسکو گردون کیطرف دیکھ کے حیران ہونا
مجھکو ہر بار سراسیمہ پریشان ہونا
مجھکو افسوس سے انگشت بدندان ہونا

رنگ صحبت تو رہا لطف ملاقات گیا
لگ گئی چپ مزہ حرف وحکایات گیا

۵۱

مین یہ کہتا تھا الٰہی یہ تماشا کیا ہے
ہی اوداسی در و دیوار یہ نقشا کیا ہی
دفعۃً پھر گئی قسمت مری ہونا کیا ہی
ہوش باقی نہین یارب مجھی سودا کیا ہے

خشک لب ہوگئے رخ زرد ہی کیا ہونا ہے
دلمین بیساختہ کچھ درد ہی کیا ہونا ہے

۵۲

اوسکو ہر وقت تصور کہ ہوئی مجھسے دغا
دشمنی کرنے لگی دوست زمانہ اولٹا
پیار کا چاہ کا الفت کا مزہ کچھ نہ رہا
لوگ سمجھینگے کہ کیا ہو سمجھکر کوئی گیا

پردے پردے مین عداوت یہ محبت کیسے
منہ پہ کچھ دلمین کچھ اللہ یہ الفت کیسے

۵۳

آخرکار یہ صورت ہوئی رفتہ رفتہ
ہمکو سودا ہوا وحشت ہوئی رفتہ رفتہ
ظاہری ترک مروت ہوئی رفتہ رفتہ
اونکو صورت سے بھی نفرت ہوئی رفتہ رفتہ

منہ لپیٹی ہوی ہم اپنا پڑے رہتے تھے
وہ بھی پاس آتی نہ تھے دور کھڑی رہتے تھے

۵۴

ایکدن اوس سے کہا ہمنی کہ ای رشک قمر — آج تقریب ہے شادی کی کسی دوست کی گھر
رقعہ آیا ہی بلایا ہی ہمین کی ہی خبر — بزم شادی مین ضرور اپنی ہی شرکت شب بھر
لیکے نوشاہ دولہن کو جو روانا ہوگا
دن چڑھی بعد فراغ اپنا ہے آنا ہوگا

۵۵

خیر تو منہ سی کہا پر اوسی آیا یہ خیال — ہو نہو آج اوسی کا ہی انہین شوق وصال
جائین تو شام کو ہمکو بھی نہین تاب ملال — ہم بھی چلتی ہین کہ گھر مین ہمین رہنا ہی وبال
یا تو ہو غیر کا یا وہ بت خودسر اپنا
آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہین چل کر اپنا

۵۶

شام جسوقت ہوئی ہمنی منگائی پوشاک — ہوئی آمادہ چلی گھر سی مگر دل غمناک
پہونچی اوس گھر ی مین جنت تھا جو زیر افلاک — ساتھ دو چار مصاحب ہے نہایت چالاک
گو کہ باتون مین بہت ہمکو وہ بہلاتی تھے
کیا کہین کیا دل مضطر کو خیال آتی تھے

۵۷

دو پہر رات گئی اونکی سواری آئی — ہمکو پہونچی یہ خبر باد بہاری آئی
بات اوسوقت یہ خاطر مین ہماری آئی — جسکا کھٹکا تھا اوسی بات کی باری آئی
گذر اس بام پہ ہوگا بت ہرجائی کا
سامنا آج ہوا آفت بالائی کا

۵۸

فکر انجام ہوئی جب یہ مری دلنی کہا — سادگی خوب نہین کام ہی عیاری کا
کارفرما ہو اگر عقل تو ہمدم سے ہے مزا — بات کیجی کوئی حکمت کی فلاطون سی سوا
امتحان یار کا جس سی کسی عنوان ہو جای
جھوٹ سچ جو ہے وہ سب آج نمایان ہو جای

سوچتے سوچتے یہ بات نکالی آخر
مجکو لازم ہی کہ غائب ہوں رہیں یہ حاضر
میری ہمراہ مصاحب ہیں کئی خوش ظاہر
دیکھوں کیا قصد ہی کس کا یہ ہی وہ کافر
امتحان چاہیے ہوئی ہی جو آخر ہوگے
گفتگو انسے جو آئی گی وہ ظاہر ہوگے

۶۰

ایک مصاحب تہا مری ساتھ خوش اسلوب حسین
الکدرہ ایک تہا اوسمیں میں ہوا جا کی مکین
اوسکو وہان اپنی جگہہ میں نے کیا صدر نشین
چھوڑی چلمین کہ نہ دیکھی وہ بت زہرہ جبین
باتیں کانوں سی سنوں شک کوئی اصلا نرہے
فاش پردی سی ہو پردہ کوئی پردا نرہے

۶۱

مین نے اوس گوشی میں لی مصلحتہ جای قرار
سر پہ رومال ہلانی لگی دو خدمتگار
زیب مسند وہ ہوا اپنی دکھانی کو بہار
دفعتہ مثل قمر سامنی آیا وہ نگار
پر سراسیمہ غضبناک مکدر آیا
منہ بنائے ہوئی بدلے ہوی تیور آیا

۶۲

زیب مسند جو کسی غیر کو دیکھا مری جا
اس مصاحب نے کہا خیر ہے تشویش ہی کیا
تہا غضبناک زیادہ وہ غضبناک ہوا
گہر تمہارا ہی جو آئی سرافراز کیا
کسلیے اتنا اوچاٹ آپکا ہی دل کیا ہے
بیٹہہ ہی جاؤ کہڑی رہنی سی حاصل کیا ہے

۶۳

آئی کس کام کو کچھ کہیے تو آنی کا سبب
اوتری اس گہر میں تو پہر تیوری چڑہانیکا سبب
کچھ بیان کیجیے تکلیف اوٹہانی کا سبب
وجہ آنی کی نہ کہلتی ہی نہ جانی کا سبب
دو گہڑی بیٹھو ہنسو بولو کوئے بات کرو
آدمی ہم بھی ہیں ہمسی بھی ملاقات کرو

۶۴

سنکے یہ بات کہا غیر سے مطلب ہمیں کیا
یہ سنا تہا کہ یہی پاس اونکی کوئی ماہ لقا
جنکی مشتاق ہیں اونکا نہیں اس گہر میں پتا
داغ دینی وہی آئی تہی کہ ملجای سزا

بدلی منظور نظر اوس سے تھے لینے ہمکو
میہان جو آئی تو پڑی لینی کے دینے ہمکو

ایک تو گر یہی کہا اپنی ذرا جا تو سہی
کر دیا کیہ کہ روپوش ہی کیون آ تو سہی
ہمکو لایا ہی جو یہان اوسکو بلا لا تو سہی
جسکی آنی کو کہا تہا اوسی بتلا تو سہی

ہو اگر جہوٹ تو یہ مورد تعزیر کرون
کرکے کالا ابہی منہ شہر مین تشہیر کرون

وہ جو ڈرتا ہوا آیا تو یہ جہنجلا کے کہا
جسکی طالب ہون نہ وہ ہین نہ کسی غیر کی جا
کیون یہ کیا بات ہی کیا تونی کہا کیا نکلا
دوسرا کون ہی معشوق بتا جلد بتا

مہروش اور کہان وسکی کہین جہانون نہین
اسقدر جہوٹ کسی بات کا سر پانون نہین

کانپ کر اوسنے کہا جہوٹ نہین جہوٹ نہین بیبیا
کچھ نہین میری ہی خطا جہوٹ نہین جہوٹ نہین
راست گو ہون بخدا جہوٹ نہین جہوٹ نہین
آپ دیکہین تو ذرا جہوٹ نہین جہوٹ نہین

وہی کمرہ ہی وہ حسین کہ یہ طیاری سے ہے
رنگ بدلا ہی تو کچھ رنگ ہی عیاری ہے

اور کچھ دہیان مین آتا نہین اسوقت مگر
پوچھو ہو جہین منتظر ہی کوئی رشک قمر
چلمن آتی ہی یہ جہولی ہوئی جس مین نظر
ہی یہی دہوکی کی ٹٹی کہ بظاہر ہی بہر

تیز ہون ناخن تدبیر تو عقدہ کہل جائے
چلمن اوٹہی تو یقین ہی ابہی پردہ کہل جائی

سنکے اس بات کو جلدی ہی بڑہا بے تمثال
در مین رکہا جو قدم کو تو ہوا آئینہ جال
پہینکدی تو جو چلی چلمن کہ پریشان تہا کمال
چارسو پہیل گئی روشنی شمع جمال

مجکو دیکہا تو کہا واہ یہ چورے سے ہمسے
بت بنے بیٹھے ہو اللہ یہ چوری ہمسے

چھپ کے بیٹھے ہو جو مجھسے یہ خطر کسکا ہے
مجھسے ڈرتی نہیں بتلاؤ یہ ڈر کسکا ہے
پاس اتنا تمہیں منظور نظر کسکا ہے
صاحب خانہ ہی مہمان کوان یہ گھر کسکا ہے
ہو جو شکوہ کہو کسدن کو اوٹہار رکہا ہے
ہی یہ ظاہر کہ کہیں اوسکو چہپار رکہا ہے

۷۱

بڑہ چلی اب تو بہت دور ہو ماشاءاللہ
ہمسے عیار بنا آپکا کیا کہنا واہ
بزم شادی میں گئی آئی یہاں کاٹکی راہ
یہی چیلی ہیں تو کیا ہوگا محبت کا نباہ
سرد مہری کی بہی نقشی لگی جمنے اب تو
چور پکڑا ہی بڑی گہات سی ہمنے اب تو

۷۲

کہکے یہ لال ہوا خشم سی مثل گل تر
باندہی لی جرم و خطا دست درازی پہ کمر
کچہ نہ سوجہا اوسی کچہ غیظ میں آیا نہ نظر
پرزی کپڑونکی کیی جامی سی ہوکر باہر
خار کیا کیا نہ دیے گوشۂ داماں کہینچا
ڈال کر ہاتہ گریباں میں گریباں کہینچا

۷۳

عرض کی میں نے کہ تا چند جفا سمجہو تو
بات کچہ اور ہی یہ ہمیں ہی کیا سمجہو تو
یہی کرنا یہ ستم بہلی ذرا سمجہو تو
نا سمجہ ایسے نہیں نام خدا سمجہو تو
متوجہ اگر انصاف پہ کچہ دل ہو جائے
بی تکلف ابہی ظاہر حق و باطل ہو جائے

۷۴

نہ مرا جرم ہی ہیں نہ تمہارا ہے قصور
کچہ کا کچہ مجھسے کہا تمسے کیا کچہ مذکور
فتنہ انگیزی اعدا سی پڑا ہی یہ فتور
آزمایش ہوئی ہاں دونوں طرف سی منظور
دونوں جانب خبر کذب برابر گذرے
آج جو آپ پہ گذری وہی مجہپر گذرے

۷۵

کیا کہا تمسی تم آئی جو یہاں ہو کی خفا
گر کہ او نہیں پاس نہیں دو رہی آنکھوں سی حیا
یوں ہی تہا ایک ذرا اندازی مجھسی بہی کہا
نکہت گل کیطرح جاتی ہیں چہپکر سرجا

سیر اغیار کی باغوں سے کیا کرتے ہیں
روز ترطیب دماغوں کی کیا کرتے ہیں

چپ رہیں لو کوئی گمرہ تو نکل جائے یہ بل
ہو کے غیر کے کہنے پہ کیا ہے ہمنے عمل

پانوں کی بدلی او نہیں لاؤ نگاہیں کی بہل
گذر اس غیر محلہ میں ہوا غیر محل

آ گئے کہنے میں تمہی زیست جو بہاری ہمکو
آزمایش ہوئی منظور تمہاری ہمکو

تم جو آئی تو کیا گوشۂ عزلت میں قیام
تا کھلی راز سنیں آپکی تقریر یہ تمام

اک مصاحب کو کیا صدر نشین اپنی مقام
شکر للہ کہ اب کچھ نہ رہا ہمکو کلام

فرق پایا نہ محبت میں ذرا صاف ہوئے
جو کہا تمنے وہ کانوں سی سنا صاف ہوئے

تمکو بھی چاہیے اسوقت صفائی ہمسے
نہیں ہونی کی کبھی کوئی برائی ہمسے

مفسدوں سی ہو جدائی کہ جدائی ہمسے
نہ پھریں تمسی پھری ساری خدائی ہمسی

کام تمسی ہے کسی سی ہمیں کچھ کام نہیں
ڈھونڈھ لو سارا مکان غیر کا یہاں نام نہیں

ہم تو قائل ہوئی تم صاف ہو ہمیں نہیں شک
آزماو دل الفت کو یہ کمرہ ہے محک

تم بھی اب دور کرو دل میں جو کھٹکتی ہو کھٹک
غیر کا دھیان نہیں لیں ہماری اب تک

ہم ہیں یکرنگ دورنگی کا یہاں طور نہیں
آپ ہی آپ ہیں کمری میں کوئی اور نہیں

فیصلہ ہی بہت آسان نہیں کچھ دشوار
ایک ساتھ آپکی ہی ایک مرا خدمتگار

درمیان آج جو ہیں باعث شر دو اشرار
دونوں اسدم ہوں طلب تا نہ رہے دل میں غبار

ڈر سے جو کچھ ہے حقیقت وہ عیان کر دینگے
ہوگی تہدید تو حق حق وہ بیان کر دینگے

اسکو تھی راست پسند آگئی اونکو بھی یہ بات — سامنے اونکی بلائی گئی وہ نون بدذات
کانپتی آئی مگر منہ سے یہ نکلا ہیہات — سمجھے لی راست گئی اب نہیں ممکن ہے نجات

چوڑ کر ہاتھ گری پاؤنپہ ڈر کر دونون
ایک سا حال لگی کہنے برابر دونون ۵۸۲

عرض کی سچ ہے کہ اعدا نے طمع دلوائے — طمع زر سے طبیعت مین خیانت آئے
حق یہ ہے دونون طرف جھوٹ خبر پہونچائے — بد ہے انجام بدی کا یہ ہوئی رسوائے

شرم سے آنکھین جھکی پڑتی ہین گردن کیطرح
ٹیسین ہین بازوؤن پہ دیکھی جوشن کیطرح ۵۸۳

کھولکر ٹیسین جو پڑے ہوائین تو تھا راست سخن — تام ظاہر ہوئی رسوا ہوئی ساری دشمن
جب یہ احوال کھلا کچھ نہ رہا پیچ و محن — مہربان ہوگئی کہا دور ہوا سارا ظن

حق بڑی چیز ہے بھڑکانے سے کیا ہوتا ہے
بگڑی بن جاتی ہین جب فضل خدا ہوتا ہے ۵۸۴

سچ یہ ہے صاف ہو تم میرا گمان تھا باطل — پر زرے کپڑونکی کیون مین ہوا سخت خجل
مین بھی مجبور ہون آخر یہ ہے انسان کا دل — گرد آلودہ ہو پر کیا رخ ماہ کامل

غیر اول کوئی معشوق نہ ثابت ٹھہرا
دودہ کا دودہ ہوا پانی کا پانی ٹھہرا ۵۸۵

عفو تقصیر کرو جانی دو بدلو پوشاک — دشمنون کی ہے عبث جان اپنی آفت مین ہلاک
کیا ہوا عشقہ مین دریدہ دہنونکی اب خاک — وہی اخلاص وہی پیار وہی پھر ہے تپاک

گھر دیکھی تو اسیوقت سے نئے سر سے پھرون
اب پھرون تمسے تو اللہ و نبی سے پھر دن ۵۸۶

ہاتھ گردن مین مری ڈال کی کرنی لگی پیار — ہم بغل مین بہی ہوا دور ہوا دل کا غبار
بدلی پوشاک ہوا مین طرف خانہ سوار — وہ بھی ہمراہ مری آئی بہت باغ و بہار

۵۸۷

بخت یاور ہوئی اقبال کی تائید ہوئی
مجھکو نوروز ہوا اونکو شب عید ہوئی

رتجگی کی لیی سامان ہنگائے کیا کیا
صدق نیت سی فقیر اوسنی کہلائی کیا کیا

کونڈی شیرنی کی بازار سی آئی کیا کیا
گل شہیدونکی مزارونپہ چڑہائی کیا کیا

۵۸۸

روشنی اوسنی بڑی خانۂ اللہ مین سے
حاضری حضرت عباس کی درگاہ مین کے

کی دعا خالق اکبر سی کہ ای رب عباد
سو مرادونکی یہی ایک مری دلکی مراد

دوست جتنی ہین وہ سب شاد ہون دشمن ناشاد
جسکا عاشق ہون وہ عاشق ہو ہی پیار زیاد

۵۸۹

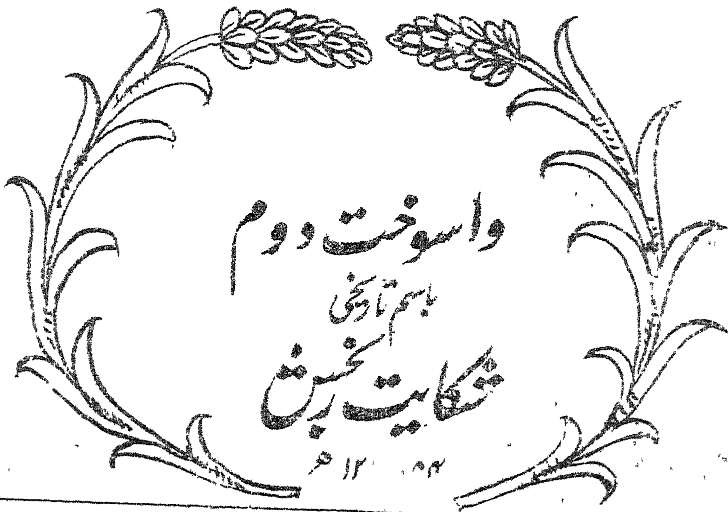
عمر بھر وصل کا حاصل ہو زمانا مجھکو
شکل فرقت کی الہی نہ دکہانا مجھکو

قطع کر سلسلۂ نظم امیر اب خاموش
گرچہ باقی ابھی دریائی طبیعت کا ہی جوش

سامعون نی یہ درنظم کیی گوہر گوش
سننی والی ہین یہ سرمست کہ باقی نہین ہوش

پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤنگا نہین
ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤنگا نہین

تمام شد



واسوخت دوم

باسم تاریخی

شکایت رنجش

۱۲۹۴ھ

دھوم ہی خسرو اقلیم جنون آتا ہے
فوج غم ساتھ ہی آمادہ خون آتا ہے
خلل انداز صف صبر و سکون آتا ہی
صاحب لشکر نیرنگ و فسون آتا ہے
قابل دید تماشا حشم و جاہ کا ہے
داخلہ تخت نگہ دل میں شہنشاہ کا ہے

۵۲
وہ فلک قدر شہنشاہ زمن کون کہ عشق
تیغ زن تیر فگن قلعہ شکن کون کہ عشق
رستم معرکہ رنج و محن کون کہ عشق
مالک ملک دل و جان و بدن کون کہ عشق
گرد میں ہے روش باد بہاری دیکھو
حضرت عشق کی آتی ہے سواری دیکھو

۵۳
لو وہ آتا ہی جو ہی موجد نیرنگ و فسون
تشنہ کامان محبت کا جو ہی تشنۂ خون
جسکی آگی سر تسلیم دو عالم ہے نگون
سر جھکای ہی قدمبوس کو جسکے گردون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

اوسکی مدہی جسی کہتی ہین قتال جہان
اوسکی آمد ہی جو کرتا ہی گل عیش خزان
اوسکی آمد ہی جو مشہور ہی چنگیز زمان
اوسکی آمد ہی جو ہی سرشکن تاب و توان

تیغ کہینچی ہوی سرگرم عتاب آتا ہے
ملک الموت ہی ہمراہ رکاب آتا ہے

۵

کیا جلوس اوسکی سواری کا دکہاتا ہی بہار
آگی آگی علم نالۂ خورشید نشار
فیل آفت کی جلو مین ہین ستم کی رہوار
زرفشان اوسکا پہریرا کہ دہوان آتشبار

دل جو ٹوٹی ہین نقیب آہ کی للکاری ہین
آبلی سینۂ عشاق کی نقارے ہین

۶

حسرتین کشتہ ہین جسکی وہ ستمگر ہی یہی
ڈوبتی جسنے نکالی وہ شناور ہی یہی
پہلوان جسنے پچہاڑی وہ دلاور ہی یہی
کشتیان جسنے ڈبوئین وہ سمندر ہی یہی

خضر کا غرق ہی یہان آج نہین کل بیڑا
نوح لائین جو سفینہ نہ لگے تہل بیڑا

۷

کہو آراستہ بازار محبت ہو جائے
وحشت آباد غم و درد کی زینت ہو جائے
چکمین آنکہونکی دکانین نئی صورت ہو جائے
خانۂ خانہ خرابی کی مرمت ہو جائی

صاف ہو دلکا مکان جشن کی تیاری ہو
گہری گہری ہین گل داغ کی گلکاری ہو

۸

چشم تر اشک کا چہڑکاؤ لگای سر راہ
غم و اندوہ کی استادہ دو رستہ ہو سپاہ
صرف جاروب کشی زلف ہی ہو بخت سیاہ
ڈور کر لای خبر جلد کہو پیک نگاہ

ہے ابہی دور کہ پہونچی ہی سواری نزدیک
کسقدر باغ سی ہی باد بہاری نزدیک

۹

چاہیے آئی ہی جشن کا ساماں ہو جائے
دل صد چاک کا آراستہ ایوان ہو جائے
جسکو جمشید بہی دیکہی تو پشیمان ہو جائے
فرش زخم تن مجروح کا دامان ہو جائی

بند ۱۰

پنجشاخی جو کنارونپہ گڑین نالون سے
جہاڑ فانوس کنول بزم مین ہو جہالون کے

دو یہ پریون کو صدا قاف سی اوڑ آئین
ہچکیان لینی لگین سب وہ ترانی گائین

ساتہ دیوانونکو سازندون کی بدلی لائین
رقص پر آئین تو انداز نئے دکہلائین

بند ۱۱

پہڑکے ہر عضو بدن طائر بسمل کیطرح
کاٹتے راہ چلین خنجر قاتل کیطرح

تہنیت کی یہ ہر ایک ساز سی نکلے آواز
وہ بہی قائم رہین شہزادی جو ہین زوگداز

تم سلامت رہو تابع ہون عراق و حجاز
حسن جو آپکی معشوقہ ہی عمر اوسکی دراز

بند ۱۲

آپکو وصلت جانانہ مبارک شاہا
خلق کو مرگ جوانانہ مبارک شاہا

می کشی کا جو خیال آئی تو می خون جگر
جام وہ جنکو کہین غیرت خورشید و قمر

دور پیمانہ دکہائی کوئی بہرجائی جو سر
ساغر جم کیطرح آئینہ عالم کی خبر

بند ۱۳

وسعت ظرف سی دروا کہین امید کی ہون
چرخ کا خم ہو پیالی مہ و خورشید کی ہون

جوش مستی مین جو ہو فیض رسان طبع غیور
پائین انعام ہوا خواہ ہون نزدیک کہ دور

منہ خزانہ کا کہلی نور کرم کا ہو ظہور
بہرہ ور ہون در مقصود سی خدام ضرور

بند ۱۴

داغ حسرت عوض درہم و دینار بٹین
ڈہیر یون آنسوونکی گوہر شہوار بٹین

جامہ زیبونکو ملین خلعت عریانی تن
زخم پر زخم دوشالہ ہو برائے گردن

اطلس گرد ہو کمخاب کی جا زیب بدن
سکہ گو کا دُر تحسین سی بہرجای دہن

داغ کی اسکو سپر آہ کی شمشیر ملے
وحشت آباد جنون خیز مین جاگیر ملے

۱۵

ہار زر جہمو کی ہین باغ طرب ہو شاداب
تیغ کی مالی ہون تقسیم کہلے فیض کا باب
خاص لوگون کی ٹریہین رہتی عنایت ہو خطاب
ہون خطاب ایسی کہ جو ایک کا ہو ایک جواب
میرزا یاس مخاطب بہ جلیس الدولہ
میر حرمان ہون مخاطب بہ انیس الدولہ

۱۶

ہو چلی جشن تو خاصی کا بہی پہر ہو سامان
ہان چنی جائین وہ خاصی جو ہون نایاب جہان
میز پر ظرف ہون انجم کیطرح نور فشان
لائین حوروں لیسی کہو مائدہ باغ جنان
چرخ کی خوان سی بہی نعمت الوان آئے
نان خورشید پنیر مہ تابان آئے

۱۷

مرغ جان آتش حسرت سی ہو جل بہنکی کباب
شلجم آبلۂ دل من و سلوی کا جواب
خشک مغزی کا وہ خشکہ نرہی دیکہنکی تاب
لخت دل خون جگر کی ہو نہاری نایاب
تافتا نونکی جگہہ داغ زبون حالون کے
کوفتی لخت جگر خوانچی تبخالون کے

۱۸

آتش خون وہ کہ نہو سیر کسیکی نیت
سیر چشمونکو ملے لقمۂ غم کی لذت
زخم پر چہرے کے نمک جو نمکین ہو نعمت
لب نان وہ کہ لب تیغ کی ہو جسمین صفت
کار حلوا اثر زہر ہلاہل ہو عیان
شوربا آب دم خنجر قاتل ہو عیان

۱۹

بعد خاصی کی لگی چہٹنی وہ آتشبازی
لگ اوٹہی آگ کری چرخ بہی برق اندازی
ہو تماشا کہین فیلونکی وغبار پردازی
جلکی طاؤس کرین چار طرف طنازی
چرخی نالی کی سے گنبد دولابی سے
رات ہو روز رخ زرد کی مہتابی سے

۲۰

قلعی کاغذ کی جہان نصب ہین چمن آتشبار
آگ کرلی کرۂ ارض کو دم بہر مین حصار
صفت سرو چراغان ہون شرربار انار
جیسی پرواز کرین نالۂ عاشق کی شرار

چمکین چہالونکی تاسی کہین اختر کیطرح
جادر اشک لگی چہوٹنی چادر کیطرح

۲۱

ہوئی القصہ جو دعوت سی فراغت حاصل
شرط مہمانی و خدمت سی فراغت حاصل
ساری اسباب ضیافت سی فراغت حاصل
عطر سی پان سی شربت سی فراغت حاصل

عیش و عشرت کا نظر سب سروسامان آیا
بعد دعوت کی دم رخصت مہمان آیا

۲۲

کشتیان پیش جواہر کی ہوئین بوقلمون
سرخ یاقوت ہزارون صفت قطرۂ خون
جن پہ قربان کری گوہر انجم گردون
چہرۂ زردکی پکہراج ہی گنتی سے فزون

لخت دل لعل تہی نیلم تہی کہ تہجالی ستہے
تار اشکونکی نہ تہی موتیون کی مالی ستہے

۲۳

خسرو عشق کو آیا دم رخصت یہ خیال
معتدل آب و ہوا جس سے طبیعت ہی نہال
دل کی اقلیم حقیقت مین ہی زیر کمال
چہوڑیے کیون اسی دولت سی یہ ہی مالامال

قطعی قطعی مین طرب خیزی گلشن ہی یہان
گوشی گوشی مین زر داغ کا مخزن ہی یہان

۲۴

صبر نامی ہی جو اس کشور آباد کا شاہ
اوسکو پوشیدہ خبر اسکی جو پہونچی ناگاہ
کیجیی قید کسیطرح اوسی رکہنی گناہ
نہ تہی پاؤن کہا دلمین کہ انا للہ

رعب غالب یہ ہوا ڈر سکے وطن چہوڑ دیا
خوف صیاد سی طائر نی چمن چہوڑ دیا

۲۵

کشور دلمین جہاندار ہوا خسرو عشق
رونق افزا سر دربار ہوا خسرو عشق
مالک دولت بیدار ہوا خسرو عشق
تاج کا تخت کا مختار ہوا خسرو عشق

نام خطبی مین کیا شاہ سنے اپنا جاری
کشور دلمین ہوا داغ کا سکہ جاری

ظلم و بیداد پہ جب نیت شاہی آئی
آخر انجام ہوا یہ کہ بلا سے آئے
لٹ گیا ملک رعایا پہ تباہی آئی
خون سے سرخی ہوئی موقوف سیاہی آئی

داغ وحشت کی نظر جلوہ گری آنے لگی
یاس دیوانی کی خلوت مین پری آنے لگی

مائل دید ہوئی دیدۂ دیدار طلب
لب ہوئے ذائقہ بوسۂ رخسار طلب
دل تماشائی سراپردۂ اسرار طلب
مرغ جان کشمکش طرۂ طرار طلب

دفعتاً سر مین بھری ساری زمانی کی ہوا
دشت وحشت مین ہوئی خاک اڑانی کی ہوا

خواہش جلوۂ معشوق ہوئی پہلو کو
دہیان آیا دل سوداز دہ گیسو کو
حسرت زانوی محبوب ہوئی زانو کو
سونگہنے چلی کسی کا کل عنبر بو کو

عمر بی صحبت محبوب سے کٹے خوب نہین
زیست کا لطف بجز صحبت محبوب نہین

ہم بہی جانی لگے جلسی تہی جہان ہر رو کی
شہر ہی او نسی جو بنے آئنہ رخسار ونکے
تذکری ہونی لگی روز طرحدارون کی
دلسی پیرو ہوئی یوسف کی خریدارونکی

کیسے جلسی ہین ادہر اور ادھر کی باتین
تہین فقط زلف و رخ و چشم و کمر کی باتین

ایک صاحب تہے جو تصویر کے فن مین استاد
لائی اک روز مرقع کہ جسے نقش مراد
اونکو مانی کہی اس فن مین کہ کوئی بہزاد
او سمین تصویرین حسینون کی تہین حد سے زیاد

وہ شبیہین جو برنگ مہ تابان نکلین ✣
حورین جنت سی پریخانہ سے پریان نکلین

ایک سی ایک مرقع مین تہی بہتر تصویر
باعث حیرت احباب ہوئی ہر تصویر
کوئی خورشید کوئی ماہ منور تصویر
جلوہ افروز عجب ایک ہوئی پر تصویر

دیکھکر جسکو اوڑا رنگ ہوا ہوش ہوئی
دلمین جو نقش جمی تہی وہ فراموش ہوئی

۳۲

وقت نظارہ عجب رنگ تحیر چہایا
بزم احباب کو حیرت کا مرقع پایا
جوش الفت نی عجب رنگ جنون چمکایا
کیا کہون دلسی وہ نقشہ مجھی کیسا بہایا

خلش غم نی رگ جان مین ڈبوئی نشتر
واہ ری نوک پلک دلمین چبھوئی نشتر

۳۳

آگئی ایسی طبیعت کہ کہا گہبرا کر
کسکی تصویر ہی یہ کون ہی یہ رشک قمر
جس چمن کا ہی یہ گل ہی وہ چمن زار کدہر
واہ کس برج سعادت سی یہ چمکا اختر

اس شباہت کی کہان ماہ جبین ہوتی ہین
قدرت اللہ کی ایسے ہی حسین ہوتی ہین

۳۴

اوس مصور نی کہا حال کرون کیا اظہار
حسن آباد ہی اک ملک حسینونکا دیار
وہان تجارت کو گیا مین تو ہوا اس دوچار
مٹ گئی حوصلہ ضبط کی سب نقش و نگار

سوز الفت سبب گرمی بازار ہوا
نقد جان بیچکے اسکا مین خریدار ہوا

۳۵

حکم تمہارے تہا ہی کوئی یہان سودائی
لیچلون کہینچکے تصویر یہ دلمین آئے
کہوکے سب مال تجارت یہی دولت پائی
شکل نیرنگ مقدر نی نئی دکہلائی

آج تک ہجر مین فریاد کیا کرتا ہون
شاہ ترت غم مین اسی دیکہہ لیا کرتا ہون

۳۶

سنکے یہ حال مصور سی ہوا شوق کمال
گہر مین آیا تو پڑا بستر غم پر مین نڈہال
دلسی کہتا تہا کہان اپنی نصیب وصال
قاصد وہم کا جاتا ہی وہان امر محال

کیسی وصلت کوئی ملنی کا سہارا ہی نہین
وہان اڑی آنکھ جہان اپنا گذارا ہی نہین

حال تغیر ہوا غم سی یہ ہوتے ہوتے
جان آخر غم محبوب مین کہوتی کہوتے

دونون رخسار مری کہل گئی روتی روتے
بخت خوابیدہ مرے جاگ اٹہی سوتی سوتے

کی جو اللہ نے تائید عجب بات ہوئی
ایک درویش سی رستی مین ملاقات ہوئی

تو بہ جنکہتی ہین جسکو وہ نہین حاصل وہ مقام
مست ذرات می شوقسی پی شیشہ و جام

ماسوی اللہ سی نفرت او نہین اللہ سی کام
آئینہ پیش نظر غیب کا احوال تمام

دیکہکر مجکو وہ سب حال مرا جان گئے
مر رہا ہے کسی عیسی پہ یہ پہچان گئے

آگیا رحم عنایت کی ہوئی مجہپہ نظر
لکہہ کی تعویذ مجہی اک باندہ دیا بازو پر

دی دعا مجکو کچہ ایسی کہ کہلا باب اثر
ہنسکے فرمایا کہ جا تیری شب غم ہی سحر

کٹ گئی ساری تیری رنج و تعب دیر نہین
صحبت ذرہ و خورشید مین اب دیر نہین

جب چہٹے وہ تو نگا ہونسی مین گہر مین آیا
شام جب ہونے لگی اور بہی جی گہبرایا

دلکو کچہ مین نے تو کچہ دل نی مجہی سمجہایا
فرش کوٹہی پہ سر شام مگر بچہوایا

خواب راحت سی نہ آنکہو نکو سروکار رہا
صبح تک منتظر طالع بیدار رہا

جب ہوی صبح کی آثار چلی سرد ہوا
دور سی صبح سعادت کی نظر آئی ضیا

بوئی محبوب کا کچہ ملنی لگا دلکو پتا
تہنیت کی لیی موجود ہوا پیک صبا

مغز جان تازہ ہوا نکہت جانان آئے
نوبت صحبت بلقیس و سلیمان آئے

روشنی دور ہوا پر نظر آئی مجکو
شمع دولت جو منور نظر آئی مجکو

شکل تائید مقدر نظر آئی مجکو
جان تک جامی سی باہر نظر آئی مجکو

روشنی دور سی جتنی وہ قریب آتی تھے
جان ہوتی تھی ہوا بوی حبیب آتی تھے

۵۴۳

دیکھتا کیا ہون کہ ایک تخت ہوا سی اوترا
چمکی تقدیر قمر اوج سما سے اوترا
بحر غم تھا جو چڑھا فضل خدا سی اوترا
ناز سی غمزری سی عشوی سی کادا سی اوترا

ہو کے مضطر جو مین آمادۂ تکریم اوٹھا
درد دل مجھسے بھی پہلی پی تعظیم اوٹھا

۵۴۴

مہر اقبال نمودار ہوا وقت سحر
مطلع نور ازل صبح جبین سر تا سر
جھلملانی لگی تنویر سی جسکی اختر
واہ ری لمعۂ رخسار کہ ٹھہری نہ نظر

جلوہ افروز جو وہ چہرۂ پر نور ہوا +
نور سے بام تجلی کدۂ طور ہوا +

۵۴۵

تھی مصور کی جو مجکو وہ دکھائی تصویر
بول اوٹھا دل جو نہایت مجھی بھائی تصویر
سر سی پا تک وہ بعینہ نظر آئی تصویر
اپنی ہاتھون سی خدا نی ہی بنائی تصویر

بخت بیدار ہین طالع کی مددگاری ہے
یا الٰہی یہ کوئی خواب کہ بیداری ہے

۵۴۶

ملک آیا ہی کہ اوتری ہی فلک سی کوئی حور
بیستون پر یہ ہوا جلوۂ شیرین کا ظہور
یا پری قاف سی آئی ہری کہ [illegible] نکی حضور
دیکھنا قیس کا لیلی کو ہوا [illegible] منظور

زہرہ آئی کہ قمر برج قمر سے نکلا
دوسرا مہر جہانتاب کدھر سے نکلا

۵۴۷

ورق مہر جہانتاب کہ پر نور جبین
غیرت آئینہ و تختۂ بلور جبین
لمعۂ شمع تجلی کدۂ طور جبین
حسن جنت کا چمن چشمۂ کافور جبین

نور یوسف نی اسی ماہ جبین سے پایا
شہرہ پایا تو صباحت نی یہین سے پایا

ورق نور وہ رخ صفحۂ تنویر وہ رخ
حیرتی جسکی ہے وہ مہر وہ تصویر وہ رخ
اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ

دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون
ماہ و خورشید بھی اس شمع کی پروانے ہون ۴۹

پیش گردن ہے تسلیم جسکی گردن حور
دست صانع نے بنایا ہے عجب دستۂ نور
کبھی اسطرح کی شفاف نہیں شاخ بلور
محفل حسن میں ہے شمع تجلی کا ظہور

سرکشی سامنے اوسکی جو کرے دور کھنچے
شمع سولی پہ رہا ہے صورت منصور کھنچے ۵۰

عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ یکتا ہو نہیں
ہے ہتیلی کا اشارہ ید بیضا ہون میں
بند سے بند کا ہے قول کہ زیبا ہو نہیں
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہو نہیں

رمز آنکھون سے کہو نرگس شہلا ہمسکو
قول زلفون کا کہو سب سے دوبالا ہمسکو ۵۱

بدر رخسار تو وہ ابروے خمدار ہلال
مہر سے بڑہ کی درخشندہ خورشید جمال
چمک انجم کی دکھاتا تھا رخ صاف یہ خال
کہکشان کہتی اگر مانگ کو ہے ٹھیک مثال

ایسی جبہ دم فلک حسن کی زیبائی ہو
چمکے تقدیر منجم جو تماشائی ہو ۵۲

جلوہ آرا جو گلستان میں قد موزون ہو
شاخ گل پر جو پڑے عکس نیا مضمون ہو
بید مجنون کیطرح سرو چمن مجنون ہو
قد میں طوبیٰ جنت سے کہیں افزون ہو

سرو کی شاخ سے زینت کا عیان گل ہو جاے
مرغ سدرہ کبھی قمری کبھی بلبل ہو جاے ۵۳

باغ خوبی میں ہے کتنا قد رعنا موزون
مصرع سرو کو سمجھیں شعر کیا موزون
جسکی تعریف میں ہے نثر سراپا موزون
تولیے عقل کی میزان میں تو ہے ناموزون

ہی جو انسان ہی اوسی یہ قد آزاد پسند
جانور فاختہ ہی اس سی ہی شمشاد پسند

چشم بیمار ہی لیکن یہ تعجب کی ہے جا — اسکا نظارہ ہی درد دل عاشق کی دوا
کیون نہ ہیم پنجۂ مژگان کو کہین دست شفا — ہو اشارات مین صحت جو مریضون کو عطا

مرض غم نہین رہتا کسی سودائے کا
کام بیمار سی ہوتا ہے مسیحائے کا

آنکھ مین سرمہ کی تحریر جو آتی ہے نظر — مست کے ہاتہ مین گویا کہ کہنچا ہی خنجر
نگہ ناز مگر صفت تیر دو سر — موی مژگان نہین گویا او نہین تیر ونکی ہین پر

خون ہوئی لعل جو خندان لب جو شرنگ ہوئے
دانت شمشیر تبسم کے لیے سنگ ہوئے

وصف پہلو مین نظر آتی ہین پہلو کیسے — صاف ہین گول ہین وہ ساعد بازو کیسے
جام صہبای صفا کاسۂ زانو کیسے — دو ہین پیمانی می حسن سی مملو کیسے

سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جسمین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہے

شرم سی کچہ نہین حاجت کہ چہپای وہ کمر — جوہر فرد ہی کیونکر کوئی پای وہ کمر
غیر ممکن ہی کبہی جلوہ دکہای وہ کمر — غیب بینونکو بہی شاید نظر آئی وہ کمر

جو نہو ہست پتا اوسکا کہان ملتا ہے
کسکو آفاق مین عنقا کا نشان ملتا ہے

ناف کو سب گرہ موی کمر کہتے ہین — ہم اوسی حسن کی دریا کا بہنور کہتی ہین
چشم عنقا بہی اوسی اہل نظر کہتے ہین — جہوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتی ہین

یہی تشبیہہ مناسب صفت ناف مین ہے
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہے

پاؤن وہ پاؤن کہ جنکی ہی جگہہ دیدۂ حور
کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہی نور
آنکھین پریان بہی ملین پاؤین اگر قرب حضور
چشم بد انجم افلاک کی اس سی رہی دور

وقت رفتار ہی چال کیا کرتے ہین
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

۵۶۰

الغرض خوب جو ہر طرح سی پایا اوسکو
فرش کین آنکھین سر صدر بٹھایا اوسکو
خلوت خاص مین دل دوڑ کی لایا اوسکو
ہوگیا رام جو باتون مین لگایا اوسکو

دونون جانب سی ہوئین طالب دیدار آنکھین
نیچی نظرین نہین ہونی لگین چار آنکھین

۵۶۱

دل ملا آنکھین لڑین بات کی لذت اوٹھی
رفتہ رفتہ یہ مدارات کی لذت اوٹھی
دیر تک حرف و حکایات کی لذت اوٹھی
ہمنشینی سی ملاقات کی لذت اوٹھی

شانۂ زلف بنا پنجۂ مژگان میرا
دست شوق اوسکا ہوا طوق گریبان میرا

۵۶۲

اوس گل تازہ سی مین مجھسی وہ گلرو لپٹا
عشق پیچے کیطرح پاکی جو قابو لپٹا
مین گلی سی مری ساعد سی وہ بازو لپٹا
ہار بنکر مری گردن سی وہ گیسو لپٹا

منہ سے منہ ملنی لگا سینہ سی سینہ کیا کیا
عطر ملنی لگا کپڑونمین پسینہ کیا کیا

۵۶۳

لب پر آہستہ یہ آواز کہ بس او کافر
شرم سی نیچی نگاہین مگر آنکھین ساحر
گرہ ابرو سی عیان چین جبین سی ظاہر
ہوس دل سی کہا ناز نے حاضر حاضر

کچھ نہ پوچھو اوسی جوشش سر دست کیا
نشۂ شوق نے دونونکو سیہ مست کیا

۵۶۴

کم تہی اوسکی جوانی سی جوانی میری
اوسطرف اوسکی دہن سحر بیانی میری
وہ جو افسانہ تو مشہور کہانی میری
جو کہا اوسنے زبان سے وہ زبانی میری

اوسکے سینہ نی اودہر اوسکو اوبہار اگیا گیا
جاں مجہپر مری بیتابی نے مار اگیا گیا
۶۵

سسکی بہرنی کی صدا ہوش ربا ہونی لگی
آمد و رفت جو لذت کی سوا ہونی لگی
طبع کو خرمی دخل بجا ہونے لگی
منہ کہلا شیشہ کا قلقل کی صدا ہونے لگی

ماہ نے پر تو خورشید سی اختر پائے
فیض نیسان سی صدف نی گہر تر پائے
۶۶

می وصلت کے چلی لبکہ پیالی ساغر
گوش ساغر مین کہا شیشہ نی جو جہک جہک کر
دین و دنیا کی نہ باقی رہی دونونکو خبر
روح غش کر گئی سنکر اوسی لتدری اثر

کونسا جوش تہا جو بادۂ سرجوش نہ تہا
اوسطرف اوسکو ادہر مجکو ذرا ہوش نہ تہا
۶۷

اوسکو اور مجکو خبر کچہ نہ زمانی کی رہے
روز ترکیب محبت کی بڑہانی کی رہی
دلکو خواہش کہین آنی کی نہ جانی کی رہی
کبہی جہکی نہ زبان بات ٹہکانی کی رہے

لب بلب شب کو رہی صبح تلک جام چلے
چشمۂ مہر جو چمکا سوی حمام چلے
۶۸

ایسا معشوق ہوا فضل خدا سی جو نصیب
مرض غم نہ رہا کوئی ملا خوب طبیب
آنکہین دنرات ہوئین محو تماشای حبیب
خواب مین بہی نظر آئی نہ کبہی شکل رقیب

نئے سامان طرب شام و سحر ہونے لگی
عشرت و عیش مین دنرات بسر ہونی لگی
۶۹

تہا بہت وضع کا پابند جو وہ پردہ نشین
ایکدن پا کی و داس اسکو برای تسکین
گہرمین رہتا تہا فقط ذہن بجا تہا کہین
عرض کی بیٹی کہ او مہر لقا ماہ جبین

گیسوئی پر پیشان رہا کرتی ہو کاکل کی طرح
زیست ہنس بول کی کاٹو گل و بلبل کیطرح

کون پوشاک نہین کون نہین ہی زیور — آبرو پای کبہی گوش سی سلک گوہر
چمکی جگنو کبہی سونی کا سے گلے مین پڑکر — بازوون سی کبہی جوشن کے بہی چمکین اختر
پڑکے ہاتہو نمین ہون ہیری کی کڑی مال کبہی
پای نازک سی سو آوازۂ خلخال سے کبہی
۱۷۱

دوستانہ جو یہ ترکیب وسی سمجہائے — شغل پیدا ہو کوئی اسپہ طبیعت اُڑے
سی سرمہ سی ہوئی مدنظر زیبائی — کوچۂ زلف مین شانی نی رسائی پائی
شوق نغمو نکا ہوا شغل طبیعت کی لیے
عورتین چند ملازم ہوئین خدمت کی لیے
۱۷۲

روز تجویز ہوئی رقص و غنا کی محفل — نام اوس بزم کا رکہا گیا عشرت منزل
آگیا گانی بجانی کی طرف ایسا دل — کہ ملازم ہوئی اُس علم کی اکثر کامل
حاضر بزم ہوی شہر کے گانے والے
اچہے اچہے ہوئے موجود بجانے والے
۱۷۳

ہین کارونکا سر دست مقدر چمکا — سر سی سارنگیونکی نور برابر چمکا
آئی جو طبلہ نوازا ونکا بہی اختر چمکا — جو مجیرہ تہا وہ مثل مہ انور چمکا
سامنی آئے وہ نایک جو تہی سج دہج والے
حاضر بزم ہوئے کتنے پکہاوج والے
۱۷۴

ٹپی والون نی کیا بزم مین اظہار کمال — ٹہمریان گائین کسی نی تو ہوا مالامال
وہ بہی موجود ہوی خوب جو گاتی تہی خیال — آئی وہ دہرپتی بہی جو کہ نرکہتی تہی مثال
دل ہلا پیر فلک کا بہی وہ گانے گائے
خشک ہو ہو گئی زہرہ وہ ترانے گائے
۱۷۵

ناچنی والونے وہ دہوم مچائی آکر — کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
تیوریان ایسی چڑہین اوتری رخ شمس و قمر — نیچی آنکہین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر

اوٹھہ گیا ہاتہ جدہر اک نئی آفت اوٹھے
پاؤنکی ٹہوکرون سی گرد قیامت اوٹھے

٥٧٦

ایسی نقال کہ دیکہی نہ سنی آج تلک
گہہ کمر مین تہی لچک گاہ تہی اعضا مین پہڑک
تالیون کی در افلاک پہ پہونچی دستک
گہہ جوان گاہ بنی پیر کسیدم کودک

کبہی زاہد کبہی میخوار بنے تیزی سے
زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے

٥٧٧

دو پہر رات گئی ناچ یہ جلسی اکثر
ہمنشین مہنی ہوئی گرد مرصع زیور
بعد ازان شغلۂ بادہ و دور ساغر
چور سب نشہ مین جامی سی سراپا باسر

شان جام می گلگون مین گل خندان کی
قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی

٥٧٨

کبہی رونا کبہی ہنسنا کبہی گانا کبہی جنگ
داستان لب پہ کسیکی کہین وحشت کی ترنگ
مستی و بیخودی کیف کا پہیلا ہوا رنگ
فکر ناموس تہی مستونکو نہ اندیشۂ ننگ

اشک آنکہو سی گرانا کبہی باران کی طرح
جہومنا نشہ مین اشجار گلستان کی طرح

٥٧٩

ایک سی ایک بغلگیر کبہی مستی مین
لب پہ بہکی ہوئی تقریر کبہی مستی مین
آئنہ صورت شمشیر کبہی مستی مین
خامشی صورت تصویر کبہی مستی مین

بوسی لینا کبہی جہک کی لب ساغر کی
ہاتہ کاندہی پہ کبہی ساقی مہ پیکر کے

٥٨٠

رقص رندانہ کہین لغزش مستانہ کہین
دلسی شیشہ کی پریکا کوئی دیوانہ کہین
گریۂ شیشہ کہین خندۂ پیمانہ کہین
شمع مینا کا کوئی شوق سی پروانہ کہین

جام کو دیکہہ کی کہنا کبہی خورشید ہے کیا
روبرو ساقی ذیجاہ کی جمشید ہے کیا

کوئی [illegible] میں کوئی عالم مستی میں سحاب — رعد کوئی تو کوئی برق کی صورت بیتاب
کبھی کہنا کہ گزک چاہیے کچھ بعد شراب — بط می ذبح کرو آج ہمنیں اوسکی کباب

توڑتے ہیں تیر کوئی کاٹتے ہیں خنجر کوئے
تیغ [illegible] کیطرح جاتی سی باہر کوئی ۵۸۲

داستان لیلی و مجنون کی کہین ورد زبان — کہین فرہاد کا قصہ کہین شیرین کا بیان
ذکر ہر وامق و عذرا کی کوئی گرم فغان — ٹل دمن پڑہ کی کوئی چاک جگر مثل کتان

عاشقانہ کبھی اشعار سنانا رونا
مثنوی میر حسن کی کبھی گانا رونا ۵۸۳

رند ایسے جو ہوئی آ کے شریک صحبت — بدلی اونکی بھی طبیعت نہ رہی وہ نیت
بندہ گئی اور ہی سامان کہاں کی غیرت — دل نی چاہا کہ کوئی اور ہی نکلی صورت

وہ بھی پینی لگی جلسو نمین پیالی کیا کیا
رنگ میں رنگ ملا رنگ نکالی کیا کیا ۵۸۴

ہمنشینوں سی یہ کہنا کہ کہو رنگ جہان — کون اس باغ میں گل کسکا ہی قد سرو روان
شہر میں کتنی حسین عشق کا چرچا ہی کہان — کون کس پر ہی فدا کون ہی کسپر قربان

ہمنشینونکا یہ کہنا کہ کہیں کیا کوئے
آپ ہی آپ ہیں بس اب نہیں ایسا کوئی ۵۸۵

ہنسکے کہنا کہ نہیں جھوٹ بناتی ہو ہمیں — فقری دیتی ہو یہ فقری جو سناتی ہو ہمیں
بانڈہتی ہی جو ہوا ہمکو اوڑاتی ہو ہمیں — فرزی ہیں مہر جہانتاب بناتی ہو ہمیں

ہمسی سیمین بدن و ماہ جبین ہوویں گے بہت
کارخانہ ہے خدائی کا حسین ہوویں گے بہت ۵۸۶

ہمنشینونکا یہ کہنا ہمیں قدموں کی قسم — جھوٹ کہتی ہوں اگر آنکھوں سی معذور ہوں ہم
ہیں تو وہ چار حسین اور بھی پر آپ سی کم — سامنی آئیں تو گردن ہو ابھی شرم سی خم

روبرو چاند کی تارون مین صباحت توبه
مهر کے سامنی ذرون کی حقیقت توبه

۵۸۷

اونکا کهنا که اگر راست تمهارا ہی کلام
حسن مین اونکی ہین شهری صفت ماه تمام
سبب اسکا تو بتا دو ہی تعجب کا مقام
جانتا بهی نهین یان تو کوئی شهر کا نام

ایسی ہوتی ہم اگر نامه و پیغام آتے
سیکڑون دیکهنی کو عاشق بدنام آتے

۵۸۸

ہمنشینونکی یه تقریر که ہو عفو قصور
گهر مین روزن ہو تو باہر ہو عیان شمع کا نور
کسترے پکڑا ہی کبهی گهر سی نکلتی ہین حضور
آج تک پرده نشین آپ ہین چشم بد دور

ہون مسیحا سی جو آگاه تو بیمار آئین
آئی بازار مین یوسف تو خریدار آئین

۵۸۹

چاند نکلی تو اوسی دیکهه کی ٹکڑی ہو کتان
شمع روشن ہو تو پروانی ہون اوسپر قربان
روی خورشید ہوئی پرده تو ذری ہون عیان
بلبلین خنده گل دیکهین تو ہون گرم فغان

عشق قمری کو ہوئی سرو گلستان کیونکر
ابر پیدا نهین طاوس ہو رقصان کیونکر

۵۹۰

لطف کیا حسن کا جبتک نه ہو خواہان عالم
ڈهونڈهنی جای کمر کوئی سوی ملک عدم
چاہیے جنبش مژگان سی صفین ہون برہم
گر پڑی چاه ذقن مین کوئی ہو کر بیدم

آئین ابرو سی ته خنجر خونخوار گلی
شهره تب ہوتا ہی جب کٹتی ہین دو چار گلی

۵۹۱

سنکے یه باتین طبیعت مین ہوا رنگ اثر
دیکهو اب ہم بهی دکهاتی ہین کچهه اپنی جوہر
بولی معلوم ہوا اب که یه سچی ہی خبر
تو بهی سب سے سوا ہم یه مرین اہل نظر

جمع کوچی مین ہماری ہین سارے عاشق
چهوڑ کر اونکو پهرین گرد ہماری عاشق

۹۲

جسم کیا رنگ ہوی شاد مصاحب کیا کیا
ہوئی نیرنگ مین استاد مصاحب کیا کیا

نسخی کرنی لگی ایجاد مصاحب کیا کیا
کید کرنی لگی کیاد مصاحب کیا کیا

کسی عاشق کا خط شوق سر شام آیا
صبح پیدا جو ہوئی اور کا پیغام آیا

۹۳

صدمی جسوقت بہت دلپہ ہماری گذری
چار دن اور بہی جب رہ کی کناری گذری

آشنائی سی ہم اندوہ کی ماری گذری
گنبد چرخ سی نالونکی شراری گذری

میل خاطر کو ہوا جوشش سودا کیطرف
جیمین آیا کہ چلی جائی صحرا کیطرف

۹۴

بی تکلف تہی جو احباب گئی اونی کہا
کہ وہ محبوب جو سو جانسی تہا ہمیہ فدا

حادثہ ہمیہ یہ ہی گردش قسمت سے پڑا
ہمتو مرتی ہین مگر کچہ نہین اوسکو پروا

وصل کیسا نہین نظارہ میسر ہوتا +
کاٹتی ہمتو گلا پاس جو خنجر ہوتا +

۹۵

صبر کو کہیی اگر دل نہین کرتا ہی قبول
یہ اگر چاہیی اوس بت سی صفائی ہو حصول

آپ ہی ہین جو نہوا اوسکو نصیحت ہی فضول
نہین ممکن نہین ممکن کہ ہوا بات کو طول

دل لہو ہوتا ہے ہر بات مین رن پڑتا ہی
کہیل ہستی کا بگاڑین بہی بن پڑتا ہے

۹۶

یہ حکایت جو سنی سو ہمین آئی احباب
آہین بہر بہر کی کہا سب نی کہ او خانہ خراب

بدلی اشکونکی ہر ایک چشم سی برسا خوناب
جیسی پروانہ ہی تو وقف ہی وہ حسن شباب

موج کس بحر کی وہ کاکل خمدار نہین
شمع کس بزم مین وہ چاند سا رخسار نہین

۹۷

یہ سنل کیا نہین مسموع کہ جی ہی تو جہان
تمکو یہ رنج یہ اندوہ ہی یہ کاہش جان

آپ ہی جب نہوی عیش کا سامان کہان
اوسکو کچہ دہیان نہین جشن ہی ہر روز وہان

ترک لفت جو حمیت ہو تو کچھ بات نہین
ایسی ہر جائی سے کچھ لطف ملاقات نہین
۹۸

عینی اونسی یہ کہا تہا جو یہ کرتے ہو بیان
اپنے نزدیک تو ایسا نہین وہ راحت جان
دیدہ ہی یا یہ شنیدہ ہی یقین ہی کہ گمان
نہین آتا ہی کسیطرح یقین لیکن ہان

شمع محفل مین نظر آئی اجی تو جانین
ہمکو آنکھون سی دکہا دو جو کبہی تو جانین
۹۹

ایسی کچھ بات ہو جس بات سی ہو رفع حجاب
دیکہہ لین آنکہہ سی ہم بہی تو یہی عین صواب
چہرۂ شاہد مقصود سی اوٹھہ جای نقاب
متردد ہوی اس بات کو سنکر احباب

ایک سے ایک یہ بولا کہ کہان دیکہا ہے
ایک صاحب نے کہا او نہین کہ ہان دیکہا ہی
۱۰۰

مین تو خاموش ہوا ہو گئی صحبت وہ تمام
دی صدا آئی چلیی کہ ہی عجلت کا مقام
ایکدن آئی مری گہر پہ وہ ملکر سر شام
دیکہیے سیر کہ ہین جمع بہت گل اندام

خوبرو جشن مین نزدیک کے اور دور کی ہین
نور کی بزم ہی سب بزم نشین نور کے ہین
۱۰۱

مین چلا ساتہ مری ساری ہوا خواہ چلی
سب کے سب کرتی ہوئی سیر شب ماہ چلی
مین تو ساتہ اونکی چلا وہ مری ہمراہ چلی
تذکری یہ مری اشکون کیطرح کاہ بہ چلی

دہیان سبکو یہ ہے جبتک کہ کوئی راہ نہو
یہ رہین چلتی ہین اتنی کو سے آگاہ نہو
۱۰۲

الغرض پہونچی جو وہان نور کا سامان دیکہا
گل نظر آئی تماشای گلستان دیکہا
جسکو ایوان فلک کہیی وہ ایوان دیکہا
آنکہہ حورونپہ پڑی روضۂ رضوان دیکہا

فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تہا
ہر جگہہ نور عیان چادر مہتاب کا تہا

۱۰۳

چاندنی پھیلی ہوئی بیٹھی ہوئی ماہ جبین
مشک و عنبر سی مہکتی ہوئی محفل کی زمین
جہاڑ فانوس یہانتک کہ شمار اونکا نہین
ایک شہزادۂ آفاق وہان صدر نشین
شاہزادی کبھی مسند کی کناری دیکھے
پاس مہتاب کی دو تین ستاری دیکھے

۱۰۴

چلمنین موٹھ رکی چھوٹی تہین رو نہین نایاب
صاف چلمن سی عیان نور و ملبوس کی تاب
اونمین تہی ایسی حسین جنپہ تصدق مہتاب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سی کہ چہڑی تہی گلاب
نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تہے
مشک کی بو کوئی پردو نمین نہان ہوتی تہی

۱۰۵

چلمنون تک تو کسیکی تہی رسائی معلوم
سامنی ہونی لگی رقص و غنا کی جب دہوم
رفتہ رفتہ یہ بندہا رنگ کہ چمکی مقسوم
چار جانب سی ہوا اہل تماشا کا ہجوم
الغرض ہم بہی بڑی دیر مین اوس جا پہونچی
مجمع عام مین چلمن کی قرین جا پہونچے

۱۰۶

سبکی نظرونسی نہان باغمین جسطرح سی بو
آنکہہ چلمن کی طرف سے نہ ہٹی پر سر مو
فاش پردہ نہ کہین ہو یہ بچایا پہلو
خوب دیکھا تو ہوئی نخل تمنا کے نمو
دور سے اوس رخ روشن کی جہلک سی دیکھی
ہنسنے مین گوہر دندان کی چمک سی دیکھے

۱۰۷

ایک نقال نی اوسوقت جو کی نقل عجیب
پہونچی اوس شوخ کی آواز جو کانونکی قریب
قہقہہ مار کی چلمن مین ہنسا جب وہ حبیب
ہو گیا دلکو یقین ہی یہ وہی ہی دامی نصیب
کان ہنسنے مین جو آواز کو پہچان گئے
وہی خورشید ہی اس ابر مین ہم جان گئے

۱۰۸

بولی احباب کہو اب تو نہین جہوٹ خبر
لو چلو اب کہ ٹہرنا نہین اچہا بہتر
جو کہا ہمنے وہ آیا تمہین آنکہون سی نظر
حال کہلجائیگا پہچان گیا کوئی اگر

شوق کچھ سیر وتماشا کا نہین اب چلیے
کام سی کام ہی مطلب سی ہی مطلب چلیے

کیا کہین حال کہ کسطرح وہانسی آئے
بیخبر جوش غم و درد نہان سی آئے

شکل آدم بصد افسوس جہان سی آئے
کچھ نہ معلوم ہوا پہر کی کہان سی آئے

آتی ہی بستر اندوہ پہ بیہوش ہوئے
ہوش جاتی رہی تصویر سی خاموش ہوئے

پہلی شب کو جو ہوا ہوش کیا دلمین خیال
آگئے آنکھونکی اندھیرا تہا کہ غصہ تہا کمال

صبح کو گرم ہی اب معرکۂ جنگ و جدال
بیوفائی کا کبہی غم کبہی فرقت کا ملال

درمیان تہا جسم مین اب جان ہی یا کہو جائے
صبح کی ہوتی ہی جو کچھ کہ ہی ہونا ہو جائے

غم سی دل بیٹھ گیا تن پہ کہڑی ہوگئی مو
تہا یہ نزدیک کٹی تیغ گریبان سی گلو

ہر بن مو سی ہوئی نشتر ایذا کے نمو
یہ چڑھا غصہ کہ آنکھونمین اوتر آیا لہو

طرفہ نیرنگ تلون ہمین دکہلاتا تہا
ایک رنگ آتا تہا رخسار پہ اک جاتا تہا

صبح کی وقت ہوا چہرۂ خورشید جو لال
غیرت عشق کا ہر بار یہ تہا دلسی سوال

مشتعل اور بہی سینہ مین ہوا داغ ملال
قابل ربط نہین دیکھہ چکی آنکھہ سی حال

کنج خلوت مین بلائی کو بلایا اوسکو
پاس آنی نہ دیا دور بٹہایا اوسکو

دلمین اپنی وہ لگا جانی رہی ہوش و حواس
ہمنی اوسدم یہ کہا تمکو عبث ہی وسواس

قطع امید محبت نی دکہایا رخ یاس
وجہ ہی اسکی طبیعت جو ہماری ہی اوداس

ابر غم خاطر ناشاد پہ جو چھایا ہے
ایک احوال گذشتہ ہمین یاد آیا ہے

ہوئی مشتاق لگا کہنے وہ عیار جہان — کون پر درد وہ قصہ ہے کرو کچھ تو بیان
راز دل دوست سے کرتی نہیں کیا دوست عیان — دل تمہارا جو ہے بیتاب ہمیں تاب کہان

مدتون عیش کیا قصۂ غم ہے تو سنین
کیسے کیسے وہ خدا کے لیے ہم بہی تو سنین ۱۱۵

تنگ ہوکر یہ کہا ہمنے کہ کیا خاک کہین — کچھ جو رونے سے تمہین دیدۂ نمناک کہین
تم یہ خواہان ہو کہ حال دل صدچاک کہین — ہم یہ کہتے ہین کہ کیا گردش افلاک کہین

یہی مرضی ہے تو لو سوز جگر کہتے ہین
گو کہ کہنے کا نہین حال مگر کہتے ہین ۱۱۶

پیشتر ہمسے ملاقات تہی ایک مہرو سے — ایک ساعت بہی سرکتا تہا نہ وہ پہلو سے
اوسنے تسخیر کیا تہا یہ ہمین جادو سے — گرد رخسار پہرا کرتی تہی ہم گیسو سے

صفت قبلہ نما آنکہہ تہی ابرو کی طرف
دل کہنچا جاتا تہا ہر مرتبہ گیسو کی طرف ۱۱۷

فخر تہا خوب یہ محبوب وفاکیش ملا — کیا خوش اسلوب یہ محبوب وفاکیش ملا
دلکو مرغوب یہ محبوب وفاکیش ملا — خوب محبوب یہ محبوب وفاکیش ملا

وضع سادہ ہے تکلف سے سروکار نہین
کٹکہنو نسے یہ زبانی سے خبردار نہین ۱۱۸

اپنے سایہ سے بہی پرہیز کہان غیر کا دخل — شرمگین چہرہ عرق ریز کہان غیر کا دخل
گہر مین آئے نہ ہوا تیز کہان غیر کا دخل — ہم تہے اور زلف دل آویز کہان غیر کا دخل

وائے غیر در گلشن کاشانہ نہتا
گل و بلبل کے سوا سبزہ بیگانہ نہتا ۱۱۹

ہم جو سمجہے تہے حقیقت مین غلط تہا وہ گمان — ایک محفل مین جو اکروز گئے ہم مہمان
کئی شہزادی تہی وہان زینت دہ صدر مکان — چلنہین کچہ کہ ملکین وہمین حسینان جہان

جاگی جب غور سے چلمن کی برابر دیکھا
اوسی پی پردہ کو اوس پردہ کے اندر دیکھا
۱۲۰

یار کو صحبت اغیار مین پایا ہے ہمنے
لالہ سان داغ چمن زار مین پایا ہے ہمنے
مثل یوسف وسی بازار مین پایا ہے ہمنے
فرق مطلق نہ گل و خار مین پایا ہے ہمنے

مکر روباہ سراسر نظر آیا ہمکو
خواب خرگوش سی قسمت نی جگایا ہمکو
۱۲۱

ایسی نفرت ہوئی دیکھی جو برائی اوسکی
پھر نہ پہلو مین بٹھایا نہ اوٹھائی اوسکی
کہ گوارا ہوئی ہر طرح جدائی اوسکی
ملگئی خاک مین سب جلوہ نمائی اوسکی

کبھی وس کعبۂ ابرو مین مناجات نکی
عید کے روز بھی پھر اوس سے ملاقات نکی
۱۲۲

یہ حکایت جو کہی ہمنی تو وہ غیرت ماہ
رکرہا پہلی تو پھر ہنس کے کہا اوسنی کہ واہ
ایک ہشیار تہا سمجھا کہ یہ کچھ او ہی راہ
کیا تمہین آگئی باتو نمین ہین ماشاء اللہ

بدگمانی ہوئی کچھ قدر نجانی میرے
خوب سمجھا ہین کہی تمنے کہانی میرے
۱۲۳

ہمنی اسوقت سنایا جو فسانا سچ ہے
پیچھے چلمن کی وہان مجکو بھی پانا سچ ہی
میہمان آپکا اوس شام مین جانا سچ ہے
جھوٹ پر جھوٹ ہی سچ سچ ہینی بھی مانا سچ ہی

چشمۂ صاف مین لوث خس و خاشاک نہین
پاک دامن ہی جو انسان کا تو کچھ باک نہین
۱۲۴

لو سنو صاف نہین اب کوئی پردیکا مقام
وہ مرا گھر ہی جہان آپ گئی تھی سر شام
جھوٹی باتو نکا بنانا کسی جھوٹی کا ہی کام
میری بہائی تھی وہ شہزادی یہ ہی راست کلام

دخل بیگانی کا اوس گھر مین کسیطور نتھا
سب یگانی ہی یگانی تھی کوئی اور نتھا

باپ بیٹے کی قسمت جو ہوئی تھی یاور | وقت تحت وہ اوترا تھا لب بام اگر
اس سبب سی نہین معلوم تھا میرا گھر | بھائیونسی مری واقف تھی نہ بہنونسی خبر

میرے بہنونسی منور وہ پری خانہ تھا
بھائیونسی مری آباد وہ کاشانہ تھا

۱۲۶

سالہا سال نہ پائی جو عزیزونکی خبر | خون نی جوش یہ مارا کہ ہوا دل مضطر
چاہتی آپ سے دو روز کی رخصت ہی اگر | تم یہ کہتی کہ نہین ہرگز گوارا دم بھر

پاؤن گھر سے کسی جانب نہ بڑھانی دیتی
چاہتی لاکھ کسی طرح نہ جانے دیتی

۱۲۷

تا بمقدور بہت دلکو سنبھالا ہمنے | اقربا ہمکو بلایا کیے ٹالا ہمنے
گھر سی بی اذن قدم اب جو نکالا ہمنے | ہین خجل سر کو گریبان مین ڈالا ہمنی

آپ سچ کہتی ہین اتنی تو گنہگار ہین ہم
دیجیے تعزیر ہمین اوسکے سزاوار ہین ہم

۱۲۸

اوسکی کہنی سی ہوا سخت تحیر کا مقام | خوب تحقیق کیا اوسکو تو تھا راست کلام
اقربا تھی وہی اوس شوخ کی سب نام بنام | وہی بہائی وہی بہنین وہی کنبہ تھا تمام

حال عالی نسبی کا جو نمودار ہوا ❖
سخت شرمندہ تہتک سے دل زار ہوا

۱۲۹

ڈالکر ہاتھ گلی مین یہ کہا جرم معاف | بدگمانی فقط اپنی تھی بچشم انصاف
کوئی بہکائی نہین چلنی کی اب راہ خلاف | پھر وہی ہم ہین وہی تم ہو وہی طینت صاف

بس امیر آگی نہ بڑھ ختم سخن کر خاموش
ہو گئی صلح لڑا خوب مقدر خاموش

نوٹ



سچ ہی جہان مین تمسا کوئی بیوفا نہین
انصاف جسکو کہتی ہین تم مین ذرا نہین
اس بیوفائی کی کہین انتہا نہین
او پیر ستم جو قابل جور و جفا نہین
آغاز عشق مین کہو اقرار کیا نہ تھے
بیگانہ اب یہ ہو کہ کبھی آشنا نہ تھے

لازم ہی پاس قول کا کیا ہی یہ ماجرا
پیغام کسکے آتی تھی ہر صبح ہر مسا
کسکی طرف سی کہی تو اظہار شوق تھا
کہتی تھی کس زبان سی تم پہ ہین ہم فدا
کیا یار کی نگاہوں سنے فتنہ بپا کیا
الفت جتا جتا کے ہمین مبتلا کیا

بھیجی پیام سیکڑون الفت کی چاہ کی
گھیرا ہمیشہ حلقے مین زلف سیاہ کی
آئی سلام شوق بہت راہ راہ کے
پھندے بہانے آپ نے تار نگاہ کے
دشمن ہوئی جو ہمکو زمانی سے کھو چلے
تدبیر قتل کی جو گرفتار ہو چکے

ہمسو وہ تہی جو جور یہ کرتی نہ تہے نظر
بزم خیال مین بہی نہ پہونچا تہا گذر
اتنا نہ جانتی تہی حسین رہتی ہین کدہر
کسکو دماغ تہا کہ یہ لی مول دردسر

واقف نہ تہی کسیکے سلام و پیام سے
نفرت تہی اپنی دلکو تعشق کے نام سے

۵۵

جادو کیا کہ ہمنی اوڑائی ہماری ہوش
افسون کیا کہ عشق کا پیدا ہوا یہ جوش
دیکہا نہ کچہ سنا ہوئی بند اپنی چشم و گوش
کیسا چراغ عقل ہمارا ہوا خموش

جاتی تہی کس طریق یہ کس سمت پہر پڑی
رکہتی ہی پاؤن چاہ محبت مین گر پڑے

۵۶

یا عاشقی کی نام سی چڑہتی تہی تب ہمین
کچہ سوجہتا نہین ہی بجز عشق اب ہمین
آتا ہی آپ حال پر اپنی عجب ہمین
انداز ضبط بہول گئی سبکے سب ہمین

شفقت نی ہمکو مورد رنج و تعب کیا
رحمت نی قہر لطف نی ہمپر غضب کیا

۵۷

جو کچہ کیا تمہاری لگاوٹ نی یہ کیا
اب تو پہنسے ہوا جو ہوا خیر کیا گلا
تقدیر تہی کہ تمسا ملا یار بے وفا
منظور حق ہی ہو تو بس آدمی کا کیا

اپنا قصور فہم کچہ ای مہربان نہین
اللہ کی سوا تو کوئی غیب دان نہین

۵۸

سمجھی تہی جسکو یار وہ نکلا ستم شعار
کیا جانتی تہی جامہ گل مین نہان ہی خار
بزم طرب مین کہہ کی قدم دل ہوا فگار
آئینہ ہو گیا ہمین شمشیر آبدار +

بیمار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کرے
تقدیر جب یہ ہو کوئی تدبیر کیا کرے

۵۹

جو کچہ ہماری طالع و اختر مین یا نصیب
چارہ نہین دوا مین اگر زہر دی طبیب
تم کیا جہان مین اور بہی ہین بیوفا حبیب
خندان ہین پہول باغ مین نالان ہی عندلیب

سچ ہی طریق مہر و محبت کا ہے برا
تم کیا کرو کہ نام ہی الفت کا ہے برا

۱۰

ہان ایک بات کہتی ہین خجش ہو کہ تم خفا — سمجھو بغور اسکو اگر فہم ہے رسا
عاشق کہین نہ پاؤ گی تم ہمسا باوفا — پچھتاؤ گی کروگی اگر ہمسے تم جدا

تمسی بہت ہین شاہد رعنا جہان مین
ہمسا کہان ہی عاشق شیدا جہان مین

۱۱

مردم شناس چاہیی انسان فہمی شعور — آوازہ ہی ہماری شرافت کا دور دور
شاعر ہین باکمال ہین کچھ پاس ہی ضرور — عالم مین ہین ہماری بہت قدردان حضور

تمکو جو یہ ہی دہیان کہ ہم انتخاب ہین
ہمکو بہی ہی خیال کہ ہم لاجواب ہین

۱۲

اسپر بندے ہین تمکو خیالات اور اور — کیا سفلہ طینتی ہی یہ کیتنی بری ہین طور
دکہلا رہا ہی کیا فلک کج مدار دور — جنت مین اشتیاق جہنم کرو تو غور

ہین گرمیان اونہین سی جو ٹہنڈی ہین سرد مہر
منظور اونسی راہ ہی جو کوچہ گرد ہین

۱۳

کہتی ہین صاف صاف تغافل شعار ہو — حسرت کا کچھ خیال نہین بی وقار ہو
کل تمکو کیا کہین کہ نگاہو مین خار ہو — آگی بڑہین تو لائق زنجیر و دار ہو

رندی مین نام آپ کا بازار تک گیا
جو کچھ کہین بجا ہے کلیجا تو پک گیا

۱۴

سوغات کوئی بہیجی تو دلسی قبول ہو — دامن کرو دراز اگر ایک پہول ہو
نامہ کسیکا آئی تو فرحت حصول ہو — بیہودہ ہو ذلیل ہو کتنی فضول ہو

دل باغ باغ تحفۂ عطر بہار پر
پہولے نہین سماتی ہو پہولون کی ہار پر

۱۵

آنکھیں ہیں چشم روزن دیوار سی بہم — بالای بام گشت کرو دن رہی جو کم
اوروں پہ لطف ہمسی کہانی ستم — قدرت خدا کی وہ تو ہوں اچھی برعکس ان ہم

سمجھی تم اسکو رام کہانی غضب کیا
عاشق کی قدر خاک نجانی غضب کیا

۱۶

یہ بھی کوئی طریق ہی یہ بھی کوئی ہی راہ — دل ہی کسیطرف تو کسی سمت ہی نگاہ
فرقت سی حال عاشق شیدا تو ہو تباہ — عیش و طرب میں تم رہو مصروف واہ واہ

پھر جای آنکھ بھی تو کرم کی نظر نہو
اپنی تو جان جای تمہیں کچھ خبر نہو

۱۷

بھیجیں پیام ہم تو اوسی سنکے ٹال دو — کھاری کنوین میں نامہ جو لکھیں تو ڈال دو
کھینچو کسی پہ تیغ غضب ہم پہ ڈھال دو — بھیجیں جو ڈالیاں تمہیں شاخیں نکال دو

ہر بات میں بگاڑ یہ الفت یہ چاہ سے
ٹیڑھی ادا ہی آپ کی ترچھی نگاہ سے

۱۸

اکدن وہ تھا کہ رہتی تھی راتوں کو ہمکنار — تمکو کبھی بغیر ہماری نہ تھا قرار
دونوں طرف سے چاہ تھی دونوں طرف سی پیار — پھرتی تھی گرد تم ہی جو ہوتی تھی ہم نثار

ہر وقت اختلاط سی گردن میں ہاتھ تھے
سایے کیطرح روز مری ساتھ ساتھ تھے

۱۹

اکدن یہ ہی کہ نام کو الفت نہیں ذرا — آئی جو ذکر بھی کبھو عاشق ہی کیا بلا
سونی لگی ہو شبکو جو کھٹ پہ بھی جدا — پردی چھینٹیں جو جای ادھر کی کبھی ہوا

پوچھا کبھی نہ سیکڑوں صدمی گذر گئے
اللہ ایسے دل سی تمہاری اوتر گئے

۲۰

اچھا مقام رنج نہیں کیا مضائقہ — رہی ہمیشہ چین بجبین کیا مضائقہ
یہاں بیقرار قلب حزین کیا مضائقہ — دور آسمان سخت زمین کیا مضائقہ

لی لین گی اپنی داد کسی دن کھڑی کھڑے
جلدی نہین ہین ہاتہ خدا کی بڑی بڑے

۲۱ ه

دیکھا ہوا زمانہ ہی نادان نہین ہین ہم
جھیلے کڑی وٹھائی جدائی مین غم پہ غم

سمجھی ہوی تہی پہلی ہی یہ آپکے ستم
آخر ہی یہ نہ تاب کہ آیا لبون پہ دم

یہان بہی کسی سے وصل کی وعدی ٹہر چکے
تدبیر ہم بہی جان بچانی کی کر چکے

۲۲ ه

تمکو جو ہی خیال کہ رنگ آشنا ہین ہم
سمجھی ہو تم کہ حسن مین جادو ادا ہین ہم

ہم جانتی ہین تمسی کہین بد بلا ہین ہم
کہتی ہین ہم کہ عشق مین معجز نما ہین ہم

کامل ہین ہم ہوشیار ہین ہر ایک رنگ مین
ہم صلح مین ہین آپ سے باہر نہ جنگ مین

۲۳ ه

ہنستی ہوی جو آؤ تو باغ و بہار ہین
گرمی مین تم ہو شعلہ تو ہم بہی شرار ہین

لو نوک کی جو ہمسی ذرا ہم بہی خار ہین
ہو مہربان تو آپکے خدمت گذار ہین

اہل صفا ہی اپنی طبیعت رکی نہین
سرکش سے آج تک کبہی گردن جہکی نہین

۲۴ ه

فضل خدا ہی رحمت پروردگار ہے
ہر بوستان مین بعد خزان کی بہار ہے

مشکل قرار ہی جو دل بیقرار ہے
نعم البدل کوئی صنم گلعذار ہے

رنج فراق ہمنے کسی شب سہے نہین
بستر پر آج تک کبہی تنہا رہے نہین

۲۵ ه

تقدیر سے ملا ہی وہ محبوب نوجوان
ہین سازوار بخت موافق ہی آسمان

حور جنان کہین تو کئی شرم سی زبان
غمگین ہوئی تہی جتنی ہوئی اوتنی شادمان

دلکو کسی حسین کی تمنا نہین رہے
تم کیا ہو ہمکو حور کے پروا نہین رہے

۲۶

ہم چشم اوس سی کیا کوئی صاحب جمال ہو
وہ ماہ چاردہ ہی اگر تم ہلال ہو

سچ کہتی ہین جو جھوٹ کا دلمین خیال ہو
دکھلا ہی دین جو غیر تمہارا نہ حال ہو

چمکا ہوا ستارۂ بخت سعید ہے
ہر شب شب برات ہی ہر روز عید ہے

۲۷

ہر روز بزم عیش کے تازہ ہین رنگ ڈھنگ
بچھتا ہی بام پر شب مہتاب مین پلنگ

اونکا شباب اپنی جوانی کی یہ اومنگ
جمتی ہین نشۂ می وصل کے خوب رنگ

سوتی ہین شب کو ہاتھ کو گردن مین ڈال کی
گلچھرّی روز اوڑتی ہین بوسو لبنی خال کی

۲۸

راحت نصیب شام ہی سی وصلت ہی تا سحر
تکیی کی بدلی یار کا بازو ہی زیر سر

بی خانمان نہین ہین کہ ہی لین اوسکی گھر
باتین ہین دلبری کی محبت کی رات بھر

آنکھ اپنی مثل قبلہ نما سوی دوست ہے
سجدہ پسند کعبۂ ابروی دوست ہے

۲۹

کہتی ہی کس مزی سی ہماری مدام شب
ہوتی ہی روز باعث عیش دوام شب

چہرہ ہے بدر گیسوی مشکین کا نام شب
رہتی ہین اختلاط کی باتین تمام شب

جب کہتی ہین کہ ہمسی تو شمس و قمر نہین
کہتی ہین کیا وہ مال ہین تمکو نظر نہین

۳۰

حسن و جمال مین غرض اوسکی کلام کیا
اوسکی سوا کسی سی رہا ہمکو کام کیا

تم کیا تمہاری زلف و رخ سرخ فام کیا
ذری کا آفتاب کی آگی مقام کیا

سمجھو نہ سمجھو اوسکی مقابل نہین ہو تم
بولو نہ بولو بات کی قابل نہین ہو تم

۳۱

آؤ نہ آؤ پاس رہو یا جدا رہو
اب کیا غرض ہی خوش رہو تم یا خفا رہو

روکین گی ہم کبھی نہ جہان چاہو جا رہو
یکسان ہی اب ہمین نہ رہو گھر مین یا رہو

نفرت ہی تمسی دلمین نہایت غبار سے
پروا نہین ملو نہ ملو اختیار ہے

۳۲

سنکر مری کلام وہ حیرت مین آگیا
رخ چاند سا محاق کدورت مین آگیا

رخ پر عرق وفور خجالت مین آگیا
مہر جمال پردہ ظلمت مین آگیا

مضطر ہوا جو اس کی صبر کھو دیا
کی ایسی جھینپنے کہ آخر کو رو دیا

۳۳

رونی پہ دل بھر آیا ہمارا بھی ایکبار
کہتی تھی تم تو یہ کہ بڑی ہم ہین ہوشیار

رنگ سخن بدل کی کہا واہ گلعذار
یارون کی شعبدے نہوئی تمپر آشکار

سمجھو تو سہل کونسی مشکل نہو سکے
اتنی کڑی کے تم متحمل نہو سکے

۳۴

جو کچھ کہا یہ ہمنی سراپا غلط غلط
یہ ذکر یہ کلام یہ چرچا غلط غلط

معشوق غیر ای گل رعنا غلط غلط
باتین بنائین ہمنی یہ کیا کیا غلط غلط

جو کچھ کہا ہی اوسکی حقیقت ذرا نہین
باتین ہین سب یہ کوئی تمہاری سوا نہین

۳۵

ہمنی جو یہ کہا رخ جانان ہوا بحال
زائل ہوا وہ دلمین جو آیا تھا کچھ ملال

شاداب مثل گل نظر آیا وہ نونہال
اتنا کہا زبان سی کہ کی تمنی خوب چال

جتنی تھی غم بس ایک ہی فقری مین کٹ گئی
ہم بھی بڑھا کے ہاتھ گلی سے لپٹ گئے

۳۶

صد شکر ای امیر ہوئی صلح یار سے
امید ہی یہ رحمت پروردگار سے

پائی نجات گردش لیل و نہار سے
چھوٹی نہ کوئی دوست کسی دوستدار سے

عاشق کو کیا جدائی محبوب شاق ہے
جنت وصال یار جہنم فراق ہے

تمام شد



بیت ۱
عشق عشاق کو رسوای جہان کرتا ہے
چشمۂ چشم سے سیلاب رواں کرتا ہے
صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے
زرد چہرہ صفت برگ خزان کرتا ہے
نوجوان خم صفت پیر کہن سال ہوئے
سیکڑون باغ جوانی تھی کہ پامال ہوئے

بیت ۲
اس خزان نے کہی پامال گلستان کیا کیا
جسم داغون سے بنے سرو چراغان کیا کیا
ہوئی برباد گل و لالہ و ریحان کیا کیا
استخوان جلکے ہوئی شعل سوزان کیا کیا
پہونکدیتا ہے دو عالم کو حرارہ اسکا
سات دوزخ نہین ہے ایک شرارہ اسکا

بیت ۳
یہ وہ ہے آگ پڑی اسکی تو پتہر جلجائی
دامن موج تو کیا پانی کی چادر جلجای
طور کیطرح تر و خشک برابر جلجای
پیر پروانہ صفت بال سمندر جلجائی
شعلہ افگن ہو یہ بجلی تو کرے خاک سیاہ
جلکے اکدم مین ہون نہ خرمن افلاک سیاہ

۵۴

بعث دیوانہ نہو عقل جو رکھتا ہو بشر — تا بمقدور کری سائی سے پریونکی حذر

پوچھی حق تو پریخوان کی یہان چلتی ہین پر — کیا کری جب دم انکو نہ دعا کو ہو اثر

نقش و تعویذ سی یہ جن نہ اوترتے دیکھا
ہو گیا جسکو یہ آسیب وہی مرتے دیکھا

۵۵

دل لگاتی ہی ہزارونکو پری جانون کی — سیکڑون جہان چلی خاک بیابانونکی

دھجیان اوڑ گئین کیا کیا نہ گریبانونکی — جسجگہ دیکھیے ٹکڑی ہی پریشانون کی

کچھ عجب بزم ہی یہ لوگ جہان ہوتے ہین
چار سر پھوڑتی ہین چار کھڑی روتے ہین

۵۶

پھاڑ کر کپڑی ہوئی جامی سی باہر کتنی — چھانکر خاک ہوئی خاک برابر کتنی

تشنہ لب ڈوب مری چاہ مین گر گر کتنی — غرق دریا ہوئی تھک تھک کی شناور کتنی

دب رہا کوئی سیہ خانۂ زندان کی تلے
کوئی روتا ہی کسی نخل بیابان کی تلے

۵۷

تنگدستونکی فقط ہاتہ نہین ہین تہ سنگ — صاحب دولت و اقبال ہی جینی سی ہین تنگ

چار بالش کی نہ رونق ہی نہ زیبائی رنگ — جان پر بنگئی ہین تیغ ادا کی یہ رنگ

دشت پیما ہین بسطر حکما و سواس نہین
پانو مین آبلی ہین گنج گہر پاس نہین

۵۸

حال انسان کا اسی غمسی زبون ہوتا ہے — یہی صدمہ سبب جوش جنون ہوتا ہی

سر اسی بار مشقت سی نگون ہوتا ہے — آب زہرہ تو جگر چشمۂ خون ہوتا ہی

ٹوٹ جاتی ہی کمر صبر و شکیبائی کے
راہ لیتی ہین قدم کوچۂ رسوائی کے

۵۹

پاس ناموس کا رہتا ہی نہ غیرتکا خیال — دلسی اوڑ جاتا ہی بدنامی و ذلت کا خیال

پند ناصح کا نہ واعظ کی ملامت کا خیال — دشت پرخار کا یا وادی وحشت کا خیال

جوشش کم سنگ ملامت سی کہان ہوتا ہی
تیغ وحشت کو یہی سنگ فسان ہوتا ہے

بیکنا ہون کی اسی کوچہ مین مٹی ہی خراب
آگ بن بنکی جلاتی ہی کلیجہ یہ شراب

داد خواہونکو یہان زیست سے ملتا ہی جواب
ہر نفس سیخ تو ہر لخت جگر شکل کباب

حال ہوتا ہی زبون ہوش پریشان اسمین
آدمیت سی گذر جاتا ہی انسان اسمین

سن تو ایجان جہان ما یہ صد فتنہ و شر
اک ذرا دیدۂ انصاف سی لازم ہی نظر

ہم جو کہتی ہین وہ ہی راست ذرا غور تو کر
بیخبر کچہ نہین ہی ساری زمانی کی خبر

آگے کیا حال تہا اب حال ہمارا کیا ہے
یون ہی چاہی جو خدا اپنا اجارا کیا ہے

ہاتہ رہتے تہی جو ہر وقت تری طوق کمر
سر تری تکیہ زانو پہ جو تہا آٹہ پہر

ہین وہی ہاتہ کہ جن ہاتہوسی تہامی ہون جگر
آشنا سنگ سی ہی جوش جنون مین وہی سر

لوٹتی تہین جو تری طالب دیدار انکہین
وہی نیرنگی عالم سی ہین خونبار انکہین

تیری پہلو سی جو پہلو کہ نہوتا تہا جدا
پنجہ مژگان کا تہا یا شانۂ گیسوی رسا

داغ فرقت وسی پہلو مین ہی تکیہ کیسا
یا نہین آنکہو نمین اب خواب پریشانکی سوا

یا نجاتی تہی کہین یا تو ہے آنا موقوف
خواب مین بلکہ کیا منہ کا دکہانا موقوف

چار ہی دنکی جدائی مین یہ احوال ہوا
قد جو تہا مثل الف خم صفت دال ہوا

کہر امزرع دل سفت مین پامال ہوا
دل لگانا نہوا جان کا جنجال ہوا

جانتے یہ تو کبہی دل نہ لگاتے ہمتو
حضرت عشق کو مرشد نہ بناتے ہمتو

چوتہا

۱۵ ہے چاہت نے کنوین کیسی جہنکائی ہمکو
جامی می زہر کے بہانی پلائے ہمکو
لالہ ساں داغ محبت نے دکہائے ہمکو
طرفہ قدرت کی تماشی نظر آئے ہمکو

۱۶ دل کو یہ تو نے جلایا کہ ذرا تاب نہین
ایسی جلتی ہین اب آنکہین کہ کہین خواب نہین
دل مرا تمنے لیا تہا اسی اقرار پہ واہ
پیار کی آنکہہ رہی اب نہ محبت کی نگاہ
دفعتہً پہر گئی کیا جرم ہوا کون گناہ
واہ کیا رنگ زمانی کا ہے سبحان اللہ

۱۷ شعبدے روز نکلتے ہین دل آزاری کی
کیون ادا کرتے ہین حق یون ہی وفاداری کی
حال کیسا ہی ہمارا ہو خبر تمکو نہین
لاکہہ سمجہای کوئی کچہ بہی اثر تمکو نہین
آنکہین دیدار کو ترسین تو نظر تمکو نہین
فرصت اغیار سی آٹہ پہر تمکو نہین

۱۸ اوڑ گئی شرم لب بام کہڑے رہتے ہو
کہولی زلفونکو سر شام کہڑے رہتے ہو
جان بچنے کی نہین اور تو صورت زنہار
یہ سمجہنا کہ نہین ہمسا کوئی لالہ عذار
ہان مگر ہم بہی کہین اور لگالین دل زار
شاہد مصر سی خالی نہین کوئی بازار

۱۹ گذرا اپنا ہی حسینان پریزاد مین ہے
ایک سے ایک حسین عالم ایجاد مین ہے
تم یہ سمجہے ہو نہین ہمسی کسی اور سے راہ
تم ہو ہرجائی تو ہرجائی ہین ہم بہی بیاہ
کون محبوب حسین ہی کہ نہین پیش نگاہ
خوب دیکہا ہی زمانی کا سفید اور سیاہ

۲۰ حسن خوبان جہان پیش نظر رکہتی ہین
روز پریون کی اکہاڑی مین گذر رکہتی ہین
خیر اب بگڑی تو بگڑی کسی پروا ہی یہان
ہم بہی چن لینگی حسینو مین کوئی آفت جان
تو ہی کیا مال بہت تجہسی ہین معشوق جوان
وہ طرحدار جو ہو حسن مین مشہور جہان

زیب پہلو وہ بت آئینہ سیما ہو جای
تو جو دیکھی یہ جلے آگ بگولا ہو جائے
۲۱

زرد تجکو وہ بہار گل رخسار کرے
تنگ غنچہ سا دہن بلکہ دل افگار کرے
زلف پر پیچ بلاؤمین گرفتار کرے
سخت بیمار تجہی نرگس بیمار کرے

ہونٹھ کاٹی جو نظر آئین وہ لب مرجان سے
دانتون آجائی پسینہ گہر دندان سے
۲۲

زور تیرا نہ زبردستی بازو سی چلے
نہ چلی کچہ جو وہ فقرہ نئی پہلو سی چلے
دل کی گردیہ جہری جنبش ابرو بہی چلے
چال وہ ایسی چلی دل تری قابو سی چلے

زلف شبگون سی جو او بہی تری شامت آئی
قد و قامت سی تری سر پہ قیامت آئے
۲۳

نظر آجائی جو بالفرض وہ باریک کمر
آنکھین جدم وہ لڑائی نہ رہی تجکو مفر
گم ہوا ایسا کہ تجہی کچہ نرہی اپنی خبر
ہر مژہ تیرے رگ جان مین چبہوی نشتر

خال رخ دیکھی تو روردکی کری دل خالی
جانہ داغوںسی رہی سینہ مین اک تل خالی
۲۴

خاک ہو جائی اگر جو گری برق نگاہ
تیغ عشوہ ہی غضب تیز نہین جسکی پناہ
سرمگین چشم کری اختر تقدیر سیاہ
سطر جو ہر مین ہے مرقوم کہ انا للہ

صاف کی جسنی زمانی کی لیی فوت کی راہ
کوچہ زخم سی کہولی ملک الموت کے راہ
۲۵

چشم سیگون کا نظارہ ہو مہی ہوش ربا
سینی سی ہاتہ لگی سینہ خراشی کا مزا
خم ہو گردن تری دیکھی جو صراحی سا گلا
سر پستان ہو تری واسطے پہل برچہی کا

آنکھہ ملجای اگر چہرۂ نورانی سے
آب خجلت ہو روان چشمۂ پیشانی سے

۲۶
وہ نہا دہو کی جو پوشاک بدلکر بیٹھے — رشک سی ناوک حسرت تری لپر بیٹھے
کیا ترا رتبہ کہ تو اوسکے برابر بیٹھے — در سی نکلے وہ اگر شرم سی تو گھر بیٹھے
دیکھے انداز جنون خیز جو رعنائی کے
پرزے اوڑ جائین تری جامۂ زیبائی کے

۲۷
روبرو اوسکے اگر تو سر نخوت کھینچے — ایسا کانٹو نمین وہ کھینچے کہ خجالت کھینچے
سرکشی کا جو کری قصد تو ذلت کھینچے — منہ نہ دکھلای کسیکو وہ ندامت کھینچے
دل کشاکش مین پڑی دور یہ غرہ ہو جائے
شانہ اوس زلف کا سر پر تری ارہ ہو جائے

۲۸
دیکھے زیور جو مرصع ہو تجھی کوفت بڑی — آٹھ آٹھ آنسو رولای تجھی موتی کی لڑی
دیکھی ہیرونکی کڑو نسی جو اوٹھا جائی کڑی — جرم بے جرم لگائین وہ چھری تجکو چھڑی
چال مین سرو وہ اوٹھای تجھی پامال کرے
پا بزنجیر ہر اک حلقۂ خلخال کرے

۲۹
کاجل آنکھونمین لگا کر جو تجھے دکھلائے — شامت آئی تری آنکھونمین اندھیرا چھائے
طائر رنگ حنا دام مین تجکو لائے — بال و پر باندہ کی گٹی کیطرح پھڑکائے
رشک سا زلف کا جوڑا جو وہ پرفن باندہی
کس کے مشکین تری ای جان کی دشمن باندہی

۳۰
دیکھکر ساعد سیمین کی صفا ہاتہ ملے — گول بازو کو جو دیکھی تو سوا ہاتہ ملے
وہ تو مہندی ملی تو جا ہی حنا ہاتہ ملے — ایڑیان رگڑی جو تو اوسکی بلا ہاتہ ملی
سر دُہنی تو وہ تیغ جو تری ساتہ کرے
پاؤن کو ہاتہ لگائی تو قلم ہاتہ کرے

۳۱
ایسی مہرو سی جو صحبت مجھی دن رات رہے — دونون جانب سے برابر کی ملاقات رہے
تو ہی منصف ہو ذرا مہر تری کیا بات رہے — طاق پر سب تری جھوٹی یہ کرامات رہے

وصل کیا تجھسی تو پھر بات گوارا نکرون
خواب مین بھی تری چہری کا نظارا نکرون

اختلاط اوس سی کرون منہ نہ لگاؤن تجکو
پاس آ بیٹھی تو جھلا کی اوٹھاؤن تجکو
بوسی لون آنکھون کی نظرونسی گراؤن تجکو
روٹھہ جای تو بلاسی نہ مناؤن تجکو

تو سہی رخ تری جانب کو نہ زنہار کرون
اولٹی پیغام تری آئین تو انکار کرون

باغ کی سیر کو لیجاؤنمین اوسکو ہمراہ
صحبت ساز وغنا شام سی تا وقت پگاہ
ابر ہو سبزہ ہو مینا و سبو اور وہ ماہ
تو جو آنی کو کہی مین کہون کچہ خیر ہے واہ

ٹھنڈی گرمی نکروا ب کہ طبیعت بدلے
گل کہلا تازہ ہوا گہا وہ رنگت بدلے

عشقبازون کا جو جلسہ ہو کسی روز کہین
اوسکو لیجاؤن بصد شوکت شان و تزئین
جمع ہون ساری زمانی کی وہان ماہ جبین
گل قبا چاک کرین ہو وہ لباس رنگین

بیٹھی آنکھون پہ جو دامن کو اوٹھائی آہی
پتلیان آنکھونکی چلائین وہ آئی آئی

اوسکی سب طالب دیدار ہون محفل مین ہجوم
وہ مہ چاردہم اور حسین شکل نجوم
شمع کی گرد ہو پروانون کا جسطرح ہجوم
تو سہی قدر ہو اپنی تجہی اوسدم معلوم

تجکو ای کافر بد ذات نہ پوچھے کوئی
اوسکو سب پوچھین تری بات نہ پوچھی کوئی

ایسی ذلت ہو کہ ڈوبی عرق شرم مین تو
دست و پا پھولین تری بند ہو آواز گلو
شدت خشم سی آنکھونمین اوتر آئی لہو
بغلین جہانکی نگہہ پاس سی دیکھی ہر سو

رنگ رخ فق ہو وہ داغ غم جانکاہ ملے
بہاگتی گہر کی بہی ہرگز نہ تجھے راہ ملے

۳۷ھ

ایسی باتین جو سنین ہمسی ہوا ولمین ذلیل
تم ہی اتنی ہوی سوجھی جو جلانی کی سبیل

کہکے بولا کہ زہی شان خداوند جلیل
طرفہ دعوی ہی کوئی جسکی سند ہی نہ دلیل

منہ برا انی لگی بر عکس سخن لو صاحب
لیکے آئینہ ذرا منہ کو تو دیکھو صاحب

۳۸ھ

شان اللہ کی یہ اور جلائین اُلٹے ہمین
آشنا غیر کے ہونگی یہ ستائینگے ہمین

رستہ بھولی ہوئی راہ بتائین گی ہمین
ہم جو آنی کو کہین گی نہ بلائین گی ہمین

ہین ابھی ہی یہ زمانہ تہ و بالا کرتے
پوچھتا کوئی جو انکو تو کہو کیا کرتے

۳۹ھ

ہمسی بہتر کوئی محبوب خدا کی قدرت
وصل اوسکا انہین مرغوب خدا کی قدرت

ہم بُرے ہی اور خوش اسلوب خدا کی قدرت
ہمسی نفرت یہ بہت خوب خدا کی قدرت

پانون کل پڑتی تھی کچھ آج سروکار نہین
چھوٹی سی منہ کو بڑی بات سزاوار نہین

۴۰ھ

منہ سی کہتی تو سب کہہ گئی پروا ہی ننگ
اشک بھر لا کی یہ آخر کو کہا ہوکر تنگ

غیر کے نام سی فق ہوگیا رخسار کا رنگ
غیر کا نام سنی کسکو گوارا ہی یہ ننگ

ہو نہو کوئی ہی اس بات سے کیا کام ہمین
یہی جھگڑا ہی تو دم بھر نہین آرام ہمین

۴۱ھ

سوچکر پھر یہ کہا اب کچھ اظہار کرو
ہم خطاوار سہی غصہ نہ ہر بار کرو

پیچھا چھوڑا ہی یہ دل چھیڑ نہ زنہار کرو
آؤ ملجاؤ مگر غیر سے انکار کرو

ہمتو محکوم ہین ان باتو نپہ ہی کیا موقوف
ہو یہ کمبخت کہین روز کا جھگڑا موقوف

۴۲ھ

آئی ہی دلمین تمہاری جو کدورت ہی عبث
ہمسا ملجای کوئی اور یہ نخوت ہی عبث

ہمتو آزردہ نہین تمکو شکایت ہی عبث
پھر ملین غیر سے ہم ہمپہ یہ تہمت ہی عبث

ہم نہ ایسی نہ تم ایسی یہ بجا ہے صاحب
پھر سبب ترک ملاقات کا کیا ہی صاحب

۲۴۳

کہتی ہیں ناشہ جدا ہم کبھی دم بھر ہونگے
ہم وہیں ہونگی جہاں آپکی بستر ہونگے
دل سی تابع ہیں خلاف آپ سی کیونکر ہونگی
اب قدم راہ اطاعت سی نہ باہر ہونگے

جانی دو دلمیں سمائی ہو اگر بات کوئے
ترک کرتا نہیں برسوں کی ملاقات کوئے

۲۴۴

عذر بقبول ہو موقع نہیں اعراض کا اب
شان اللہ کی قدرت کی تماشی ہیں عجب
دیکھو اچھی نہیں آزردگی غیر سبب
ڈرتی رہتی تھی جو ہمسی وہی ہی ہمپر ہیں غضب

واہ وا جامی سی باہر کوئی اتنا بھی نہو
ہم خوشامد کریں اور آپ کو پروا بھی نہو

۲۴۵

غیر سی ملنی کا آتا ہی کوئی دلمیں خیال
دلسی ہم صاف ہیں اللہ یہ روشن ہی یہ حال
بدگمانی ہی فقط آپکی بیجا ہے ملال
اپنی نزدیک ہی کیا مال کوئی صاحب مال

شاہزادہ ہو اگر دہیان ہیں کب لاتی ہیں
جھوٹ سمجھو نہ مسلمان ہیں قسم کہاتے ہیں

۲۴۶

ہمنی دیکھا کہ دبایا تو نہیں ہمسی وہ شریر
منہ بنا کر یہ کہا خوب نکالی تقدیر
دام میں اور ہوئی مرغ خوش الحان کی صفیر
رہی اوروںکی پھنسانی کو یہ دام تزویر

اتفاق آپکی باطن سی نہیں ظاہر کو
تکیہ منہ دیکھے کی باتوںپہ ہی کس کافر کو

۲۴۷

خیر ہے آپکے وعدوں کا یقین ہی کسکو
صبر عشاق میں ای ماہ جبین ہی کسکو
صادق القول ہو یہ ذہن نشین ہی کسکو
مجھپہ موقوف نہیں داغ نہیں ہی کسکو

دل اسی پیچ میں صد چاک ہی شانی کیطرح
صاف پھر جاتی ہو دم بھر میں زمانی کیطرح

۵۴۸

کل وہی بات کہ کچھ خاک آتا تھا تمہیں
جو کوئی چاہتا تھا دام مین لاتا تھا تمہیں
ایسی بگڑی تھی کہ ہر ایک بناتا تھا تمہیں
چٹکیوں مین ہمیں تم تقریر اوڑاتا تھا تمہیں

باتین وکھڑی ہوئی کرتی تھی زبان صاف نہ تھی
بال اولجھی ہوئی تھی چستی سو باف نہ تھے

۵۴۹

شانہ آشفتہ گیسوی سیہ فام نہ تھا
سرمہ و غازہ کہان انکا کہین نام نہ تھا
آئینہ حیرتی روی سحر و شام نہ تھا
کنگھی چوٹی سی کسیوقت تمہین کام نہ تھا

کپڑی خوشبوسی نہ پھولونکی بسی رہتی تھی
بند انگیا کی نہ یون چست کسی رہتی تھی

۵۵۰

ساری معشوقی کی انداز سکھائی ہی ہمنے
طور محبوبی کی جتنی تھی بتائی ہی ہمنے
چار چاند آپکو دیکھو تو لگائی ہی ہمنے
ناز برداریہی ناز اوٹھائی ہی ہمنے

ناز و انداز مین شوخی مین سلیقہ آیا
دلفریبی کا جو ہوتا ہی طریقہ آیا

۵۵۱

اب جو معشوقی مین تم نام خدا طاق ہوئے
نئی غمزون کی نئی عشوون کی خلاق ہوئے
ہر طرف دہوم ہوئی شہرۂ آفاق ہوئے
ہر طرح دل کی لگالینی مین مشاق ہوئے

جو ہوئی غیرونکی سخن سے تمنے در گوش کیے
جتنی احسان ہماری تھی فراموش کیے

۵۵۲

یاد ہی غیرونسی ہوتی تھی اشاری نہ کبھی
ہر زہ گردونکو میسر تھی نظاری نہ کبھی
دو سر اگر دہ ملکتا تھا تمہاری نہ کبھی
پاس ہی آپ سرکتی تھی ہماری نہ کبھی

اب قریب آنہین سکتی ہین خدا کی قدرت
دیکھنے کو بھی ترستی ہین خدا کی قدرت

۵۵۳

خواب مین دیکھنہ سکتی تھی تمہین جو ہی ماہ
وہ تو ہم بزم ہون مشکل ہو ہمین ایک نگاہ
اونکو صحبت بھی میسر ہی و نہین ہی تمہین راہ
پک گیا جی نر ہا ضبط کا یارا و اللہ

اب نہین ہی ہمین ملنی کی ہوس راہ بہی لو
گر ہیان ٹھنڈی کرو اور وہنسی بس راہ بہی لو

ہم بہی ہین صاحب غیرت ہین کہان تک تمنا
مفت کسواسطے ہم جان کرین اپنی ہلاک

بنکی سونی کی جواب آؤ تو سمجہین تمہین خاک
بیوفاؤن سی نہین ہی ہمین منظور تپاک

پائی الفت کی سزا دم ہین نہ آئینگی سبہی
جائیے جائیے اب منہ نہ لگائین گے کبہی

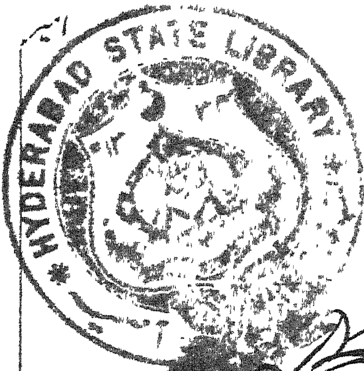
سنکی ہمسی یہ اسیر او سکو رہا پہر نہ قرار
جوش نسی ہمین کچہ بن نہ پڑی آخر کار

جوڑ کر ہاتہ گرا پاؤن پہ وہ لالہ عذار
آگیا رحم کیا سر کو اوٹھا کر اوسی پیار

رنج سب دور ہوئی عیش کی ایام آئے
فقر عیاری کی ہمنے جو کیے کام آئے

تمام شد







۱

الحذر جوشش جنون سلسلہ جنبان پھر ہے — الامان خاطر ناشاد پریشان پھر ہے
دامن وادی وحشت مرا دامان پھر ہے — جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے

موج اشکونکی نظر آتی ہے زنجیر مجھے
پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

۲

تنگ ہون شہر سے الفت ہے بیابان سے مجھے — خفقان ہوتا ہے گلگشت گلستان سے مجھے
اپنی کٹری نہین کم خانۂ زندان سے مجھے — طوق وحشت نے پہنایا ہے گریبان سے مجھے

حلقے آنکھون کی نہین ضعف کی تصویرین ہین
جسم لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیرین ہین

۳

شدت گریہ سے اشکونکی فراوانی ہے — کشتی چرخ تلک کشتی طوفانی ہے
شوق دل مستعد سلسلہ جنبانی ہے — آہ پر دود کہ زنجیر پریشانی ہے

تیغ افغان جو کھنچے شرم سے بجلی کٹ جائے
شور نالونکا سنے رعد کلیجا پھٹ جائے

۵۴

دل کی وحشت ہی یہانتک کہ ہی صحرا معمور ‌ روح مجنون کی گریزان ہی مری ہای سی دور
شور زنجیر سی ہی چار طرف شور نشور ‌ نالۂ کشش دل نہین پہونکا ہی سر افیل نی صور
لب پہ آہ آئی اگر خلق پہ آفت آئے
مردی قبرونمین یہ چلای قیامت آئے

۵۵

اشک چہرسی نمایان ہین مری محنت کی اثر ‌ ڈر کی اوڑ جاتی ہین طائر بہی مین جاتا ہون جدہر
نہین خائف مری صورت سی فقط جن و بشر ‌ راہ سی خار تلک اوڑ گئی ناگن بنکر
دیکھی وحشت تو رمیدہ ابہی آہو ہو جائے
شیر کی نام اپنا جدہر جہہ مین کرون ہو ہو جائے

۵۶

دلمین وہ درد کی شدت کہ الٰہی توبہ ‌ جان وہ مورد آفت کہ الٰہی توبہ
رخ پہ زردی کی وہ صورت کہ الٰہی توبہ ‌ دم کا رکنا وہ قیامت کہ الٰہی توبہ
دل لگانا حق انسان مین برا ہوتا ہے
نور آنکھونمین نہین دیکھیے کیا ہوتا ہے

۵۷

کل کا ہی ذکر کہ رسوائی سی مین ڈرتا تہا ‌ جسمین بدنامی ہو وہ بات نہ مین کرتا تہا
آہ سی کام نہ تہا ضبط کا دم بہرتا تہا ‌ پہونک کر وادی وحشت مین قدم دہرتا تہا
آشنا پاؤن نہ تہی خار مغیلان سی کبہی
ہاتھ کو ربط نہ تہا چاک گریبان سی کبہی

۵۸

کب لہو داغ سی مری چہرسی عیان تہی آگی ‌ طپش قلب سی کب خشک زبان تہی آگی
بیکسی کونسی دن مونس جان تہی آگی ‌ اب جو حالت ہی مری وہ لگی کہان تہی آگی
نالۂ گرم نہ تہا لب پہ دم سرد نہ تہا
غم نہ تہا رنج نہ تہا کوفت نہ تہی درد نہ تہا

۵۹

رنج کی نام سی واقف نہ تہا مین خستہ جگر ‌ کس فراغت سی مری ہوتی تہی اوقات بسر
جیسی راتنکو رہتی تہی ہنسی دن دن بہر ‌ اب یہ ہی حال کہ اپنی بہی نہین مجکو خبر

ایک الفت نی مجھی داغ دکھائی لاکھون
ایک چاہت نی کنوین مجھکو جھنکائی لاکھون

۱۱۰

چاک آمادہ پابوسی دامان اب ہے　　طوق آہن سی گران طوق گریبان اب ہے
بحر مواج مرا دیدہ گریان اب ہے　　آگی قطرہ تھا یہ دل عشق مین طوفان اب ہے

حوصلہ آنکھونکو ہی ابر سے شرمانے کا
ولولہ نالونکو ہے برق سے تڑپانے کا

۱۱۱

ہای کیا دل نادان نی ہنسایا مجھکو　　مینی کیا اسکا لیا تھا کہ ستایا مجھکو
نہ ستانا تھا عبث اس نی ستایا مجھکو　　ابھی اتنا نہ ہنسا تھا کہ رلایا مجھکو

نوجوانی مین دل زار نے برباد کیا
شاد رہنے کی یہ دن تھے مجھی ناشاد کیا

۱۱۲

اسکی کہنی مین نہ آتا تھا مین چوکا چوکا　　ٹال جاتا تھا اوڑاتا تھا مین چوکا چوکا
غول کو راہ بتاتا تھا مین چوکا چوکا　　دل کسی سی نہ لگاتا تھا مین چوکا چوکا

اور کیا کام ہوا آپ کو ناکام کیا
پھرون رہتا ہے تصور کہ یہ کیا کام کیا

۱۱۳

آہ کیا جانیی کیا یہ دل شیدا سمجھا　　تھی کجی اسکی کہ اس راہ کو سیدھا سمجھا
آنکھین پھوٹی تھین کہ اس چاہ کو اچھا سمجھا　　مین تو سمجھاتا تھا لیکن نہ یہ نادان سمجھا

گر پڑا چاہ زنخدان مین ڈبویا مجھکو
دو جہان سی اسی کم ظرف نے کھویا مجھکو

۱۱۴

قیدی گیسوی خمدار نہونا تھا مجھے　　نرگس چشم کا بیمار نہونا تھا مجھے
عندلیب گل رخسار نہونا تھا مجھے　　قمری سرو قد یار نہونا تھا مجھے

شکل گلبن ہین عیان ہر رگ و پی سے کانٹی
اپنے حق مین کوئی بوتا نہین ایسے کانٹی

ابتو آفت میں پہنسا خیر جو ہونا تہا ہوا — کوچۂ عشق کجا منزل آرام کجا
ہی جنون جوشش وحشت کی ترقی ہی ہوا — خیر ہو خیر ہو دیکھون کہ ہی تقدیر مین کیا

عاشق رم کرتا ہی گہبرا کی اب آئینہ سے
کوئی کہیچی لیی جاتا ہی یہ دل سینہ سے

ایسی حالت مین مین حیران ہون کرون کیا — گلہ بخت کرون یا مین فلک کا شکوا
یہ تو سب یکطرفا ایک جو محبوب ملا — نہ مدارات نہ الفت نہ محبت نہ وفا

غم نہوتا جو کبہی وصل کا سامان ہوتا
منہ نہ اپنا وہ چہپاتا نہ مین عریان ہوتا

کیا کرون ہائی یہ کس راہ سی لاؤن اوسکو — کس روش کوچہ محبت کا جہنکاؤن اوسکو
کہین ملتا نہین جو درد سناؤن اوسکو — زخم دل چیر کی سینی کو دکہاؤن اوسکو

دل شکستہ ہی طلب وصل کی لا حاصل ہے
شیشہ ٹوٹا ہی تو تسخیر پری مشکل ہے

کون ہمدرد ہی ایسا کہ وہان تک جائے — جسطرح ہو وسی سمجہا کی یہان تک لائے
نامہ لکہون تو نظر اور ہی عالم آئے — جسکو جانی کو کہون راہ مجہی بتلائے

مرغ ہو بیپر کٹ ٹوٹی ہوی پر کیطرح
چہپ رہے چاہ مین قاصد بہی کبوتر کیطرح

ایک ترکیب مگر سوجہی ہی دہیان مین آئی ہی مگر — بیٹہیے چہپ کے کسی روز سر راہ گذر
دوڑ کر تہامیی دامن کو جو آجاے نظر — جتنی شکوی ہین وہ سب کیجیی بخوف و خطر

رحم پر آئی خفا ہو وہ جہکی یا رک جائے
دور ہو روز کا قصہ کہین جہگڑا چک جائے

تہا اسی فکر مین مین غرق کہ پہونچی یہ خبر — بہیڑ اغیار کی ہی بیٹہی ہین وہ کہڑکی پر
جوشش غیرت سی رہا پہر تو نہ قابو مین جگر — لیچلا وہان دل بیتاب مجہی دوڑا کر

کانمین دور سے جسدم مری نالی آئے
ہنسکی بولی کہ بڑے چاہنے والی آئے

۲۱

چڑھ گیا بام پہ مین بھی نرہا پاس ادب ۔ پھیر کر منہ کو وہ بولا کہ کیا سنی طلب
نرہی تاب ہوا سخت مجھی رنج و تعب ۔ جی کڑا کر کے کہا مینی کہ تا چند غضب

طبع نازک کو مری چین جبین خنجر ہے
سخن سخت مری دل کی لیے نشتر ہے

۲۲

ہو گیا نرم کڑی دیکھ کی میرے تیور ۔ انفعالاً تھا یہ لگی کہنی کہ آ نکلے کدھر
برسوں اب شکل تمہاری نہین آتی ہی نظر ۔ کوچہ گردی نہین جاتی ہی طبیعت سی مگر

ابتو ہین رنگ تمہاری سحر و شام نئے
واہ وا وضع نئی شغل نئے کام نئے

۲۳

جلکی بیٹھی یہ کہا واہ ری اولٹی الزام ۔ یہی الزام کی صورت ہی تو بندیکا سلام
منہ گریبان مین ڈالو تو ذرا ای گلفام ۔ کس کے بدنام ہی دنیا مین محبت کا نام

آپ بدنام ہو تم کرتے ہو بدنام مجھے
راستی تم مین نہین اولٹی ہین الزام مجھے

۲۴

خام سمجھا تھا مین تم ہو بڑی ہی پکے ۔ مجھسی کہتی ہو کہان آج کدہر آ نکلے
انہین باتونسی تو مین ہار گیا تم جیتے ۔ انہین چالونسی تو صاحب ہی چھوٹی چھکے

بس بہت بڑھ چلو سوچو تو اپنی جی مین
رات بھر میری گذر جاتی ہی سیر پچھین مین

۲۵

کھیلتا ہون سحر و شام مین مچھلی کا شکار ۔ میری صیادی کی ہی مردم آبی مین پکار
آبی پوشاک پہنتا ہون مین پیش اغیار ۔ مین ہی لڑواتا ہون مینڈھی لب دریا سر بار

سیر دریا کو شب ماہ مین مین جاتا ہون
پیرنی کو صفت موج مین لہراتا ہون

۲۶
حسن تو اے مایۂ آرام دل و جان جہان | ناز و انداز مین تھی تجھکو تمیز ایسی کہان
ہمنے معشوق کیا لاکھہ ہوی حسن عیان | اب جو محبوب ہوا اور ہی آنکھہ اور زبان

صحبتین ترک ہوئین لطف ملاقات نہین
بات مین بات جو پیدا ہوئی وہ بات نہین

۲۷
یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا | غمزہ خونریز نتھا ہوش ربا ناز نتھا
قاتل انداز نگاہ غلط انداز نتھا | برق جانسوز تیر اشعلۂ آواز نتھا

ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھے
بیٹھ کسدن پس دیوار رہا کرتی تھے

۲۸
آگے کب حسن خداداد کا تھا شہرہ تمام | کسی ناکام کو کب ورد زبان تھا ترا نام
چھپکے آتی تھی کب اغیار کی پیغام و سلام | کب بدی جاتی تھی عشاق سی وصلت کے مقام

کٹنیان کاہے کو یون گھر مین بھری رہتی تھین
ڈولیان کب تری کوچے مین دھری رہتی تھین

۲۹
بھیجتا تھا کوئی سونی کا نہ تمکو مالا | تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے گلبند بالا
بول پازیب کے جھنکار سی کب تھا بالا | چڑھتی تھی نام سی زیور سے کے حضور والا

فتنہ پرداز نہ رہتے تھی کبھی گھات مین یون
بوتلین عطر کی آتی تھین نہ سوغات مین یون

۳۰
صحبتین ہمسی تھین دنرات کوئی اور نتھا | ایک تھی ہمسی ملاقات کوئی اور نتھا
قابل حرف و حکایات کوئی اور نتھا | تھی ہمین قبلۂ حاجات کوئی اور نتھا

سنگ اسود تھا نہ تل کعبۂ ابرو مین کبھے
کالکا تھی نہ تری سایۂ گیسو مین کبھے

۳۱
گل رخسار سی کب بوی جفا آتی تھے | خرمن دل مین یون آگ لگا آتی تھے
دل بیمار کی کب تمکو دوا آتی تھے | عشق کا نام جو سنتی تھی حیا آتی تھے

جیتی جی ہاتھ نہ آتی تھی بہت دور ستھے تم
اب پری ہوگئی ایجان کبھی حور ستھے تم
۳۲

یون نہا دہو کے نکھرنا نہ تمھین آتا تھا　　بگڑی رہتی تھی سنورنا نہ تمھین آتا تھا
سسکی ہر بات پہ بھرنا نہ تمھین آتا تھا　　وعدی کرکر کی مکرنا نہ تمھین آتا تھا
یون جھلاتی تھی نہ عشاق کو دامان کیطرح
چاک سینونمین نہ تھی چاک گریبان کیطرح
۳۳

اہل نظارہ کبھی جمع سر راہ ستھے　　ساکن دیر وحرم بندۂ درگاہ ستھے
بالی کانونمین چھڑی پاونمین ای ماہ نتھے　　کان آوازۂ خلخال سی آگاہ ستھے
کبھی سنتی تھی نہ باہر سی تری ہم آواز
چھاگلونسی کبھی آتی تھی نہ چھم چھم آواز
۳۴

کب چنی جاتی تھی پیشانی پہ افشان آگی　　اونگلی کب ہتی تھی یون زیر زنخدان آگی
عطر کب ملتی تھی ای فتنۂ دوران آگی　　مجلسین رنگ مسی سی تمھین نہ حیران آگی
کپڑی اسطرح نہ پھولونمین بسی آتی تھے
بند محرم کے نہ یون چست کسی جاتی تھی
۳۵

آگی انگھیلی کی یہ چال کہان چلتی ستھے　　دل عشاق نہ تلوونکی تلی ملتی ستھے
نور کی سانچی مین فقری نہ کبھی ڈھلتی تھی　　کب تف شعلۂ آوازسے دل جلتی تھے
کب بان یون دم گفتار چلا کرتی ستھے
چال پر روز نہ تلوار چلا کرتی ستھے
۳۶

بھاری پوشاک اگر تم کبھی پہناتی تھے　　یہ گران تمکو گذرتا تھا کہ گھبراتی تھی
سر جو گوندہواتی تھی تم سیکڑون بل کھاتی تھے　　آئینہ سامنی آتا تھا تو شرماتی ستھے
چاند بیگانہ گیسو تھا اسی سر کی قسم
نور تن ایسی نہ تھے خالق اکبر کی قسم

جھوٹون مسی نہ لگاتی تھی کہ تھی شرم بڑی | ہاتھ مین ناز سی ہتی تھی نہ پھولونکی چھڑی
عاشقونسی کڑی پاؤنکی کرتی ستہے کڑی | آٹھ آٹھ آنسو رولاتی تھی نہ موتی کی لڑی
نام الفت نہ کسیکے دل خرسند مین تھا
کب نصیری کوئی یون عشق علی بند مین تھا ۳۸

آنکھین صاحب کے تلی رہتی تھین شر پر کسدن | بارہ تھی سرمی کی یون تیغ نظر پر کسدن
زلف بہوٹی ہوئی رہتی تھی کمر پر کسدن | یون بلا آتی تھی دیوانونکی سر پر کسدن
اونچی چوٹی نہ پہنساتی تھی کسی مفتون کو +
نیچی نظرین نہ جھکاتی تھین کنوین گردون کو ۳۹

تھام لیتا تھا کوئی ہاتھ سر راہ اگر | بغلین تم جہانکنی لگتی تھی ادہر اور ادہر
کوئی کستا تھا جو آوازہ سر راہ گذر | جیب جاتی تھی تم ایسی کہ جھکا لیتی تھی سر
پاس آتا تھا جو کوئی تو سرک جاتی تھے
اپنی سایہ سی بھی تم آپ جھجک جاتی تھے ۴۰

دل لگی کا نہ سلیقہ مرےجان تھا تمکو | کثرت بزم طرب سی خفقان تھا تمکو
آئینہ دیکھنے کا شوق کہان تھا تمکو | عکس پر دیکھنے والی کا گمان تھا تمکو
شرم کی سب سی تم ای ماہ لقا لیتے ستھے
آرسی دیکھہ کی چہری کو چھپا لیتے تھے ۴۱

دوستی صاف تھی پہچانتے نہ دشمن ایسی | پیش ازین صاف دلونسی نہ تھی بدظن ایسے
پردۂ خضر مین تھی کاہی کو رہزن ایسے | تم تھی عیار نہ مکار نہ پرفن ایسے
صبح پرنور جبین تھی سبب غم کسدن
عید کے بھیس مین آتا تھا محرم کسدن ۴۲

جو ستاتا تھا کڑی آپ وہ سب سہتی ستھے | سوجھتا تھا نہ جواب ایک کا چپ رہتی تھی
وقت تقریر نہ دریا کیطرح بہتے تھے | ہوش مین آؤ یہ عشاق سی کب کہتی تھی

آگے باتوں میں کرامات نہ تم کرتے تھے
یا علی کہکے کبھی بات نہ تم کرتے تھے

۴۳

شکل مقراض نہ طرار زباں تھی آگے
یہ بہار گل رخسار کہاں تھی آگے
جنس حسن آپ کے ایسی نہ گراں تھی آگے
اتنی اونچی تو تمہاری نہ دکان تھی آگے
زلف شبرنگ تمہارا کاہے کو مرتا کوئی
مول لیتا تھا نہ سر پیچ کے سودا کوئے

۴۴

ترک غمزہ تمہارا نہ مریخ سے آمادہ جنگ
بیشتر اس سے تھی کاہیکو جوانی کی امنگ
شب مہتاب میں بچھتا تھا نہ کوٹھے پہ پلنگ
پھول بستر پہ چنی جاتی تھی کب نگارنگ
سجدے کرتے تھے نہ انجم تری دامن پہ کبھے
ہالہ مہتاب نہ تھا چہرۂ روشن پہ کبھے

۴۵

تیر مژگان کی کسی سینہ پہ چلتی تھی کہاں
دل تری شعلۂ رخسار سے جلتے تھے کہاں
مار گیسوی سینہ پہ او لوٹتے تھے کہاں
موذی اسطرح تری بالی میں پلتی تھی کہاں
چوٹی اسطرح سے کب پیٹ پہ لہراتی تھے
کسکو اوڑنا گنی کیطرح یہ ڈس جاتی تھے

۴۶

ایسی چھب ایسی کاوٹ کہو آئی کب تھے
یہ سجاوٹ یہ بناوٹ کہو آئی کب تھے
سب سے باتوں میں لگاوٹ کہو آئی کب تھے
ایسی سرمہ کی کھلاوٹ کہو آئی کب تھے
اتنے بل کرتے تھے تم تیوری چڑھا کر کسدن
چلتی تھی بانچی ہاتھوں میں اوٹھا کر کس دن

۴۷

غیر کا منہ تمہارا تری گالوں پہ دوڑاتا تھا
شاخ بی برگ طرح سے وہیں کسواتا تھا
اپنی جاہی تری آگے اکڑ لاتا تھا
اس کنایے سے یہ جلتا کہ کچلواتا تھا
محرم راز جو میں آج وہ نامحرم ہے تھے
چمن حسن خدا داد کے گلچیں ہم تھے

یا یہ شمشار تنگ کرجاتا تھا اگر سوے چمن
چھوتی تھی نکہت گلشن ہی جو تیرا دامن
آنکھ نرگس سے چراتا تھا تو ای غنچہ دہن
صاف آجاتی تھی پیشانی روشن پہ شکن

دم گلگشت جو لگتی تھی ہوا گلشن کے
بیکلی ہوتی تھی کلیونکو ترے دامن کے

یا یہ عالم ہی کہ بی پردہ ہوای ماہ تمام
طرفہ تر یہ ہی کہ آنکھونمین نہین شرم کا نام
جمع ہین لوگ چکوروں کی طرح گرد مدام
انقلاب فلک سفلہ ہی عبرت کا مقام

دیکھنے کو ہین ترستی جو کبھی تکتے تھے
گھورتی ہین وہ جو آنکھین نہ ملا سکتے تھے

جان جان تمپہ بھروسا مجھی کیا کیا کچھ تھا
اور کچھ مل گیا اللہ سے مانگا کچھ تھا
ورنہ دل کیون تمہین دیتا مجھی سودا کچھ تھا
نکلی تم اور ہی کچھ ہا ی مین سمجھا کچھ تھا

سادہ سمجھا تھا تمہین ایک ہی پرفن نکلے
دوست جانا تھا تمہین جان کی دشمن نکلے

آفرین اپکو ای یار یہی زیبا ہے
دور ہم پاس ہون اغیار یہی زیبا ہے
کیون نہو ترک ستمگار یہی زیبا ہے
ہم سی انکار او دہر اقرار یہی زیبا ہے

بی سبب چین بجبین خشم سی ہتی ہو چہ خوش
طرہ یہ ہی جو مین کچھ کہون کہتی ہو چہ خوش

قدرت اللہ کی ہم دور کھڑی رہتی ہین
غیر آگے تری ای حور کھڑی رہتے ہین
بیٹھہ سکتی نہین مجبور کھڑی رہتے ہین
زر لیے صاحب مقدور کھڑی رہتی ہین

وصل دولت پہ ترا ای بت خود کام رہا
ہمتو ہین عاشق مفلس ہمین کیا کام رہا

اب وہ خاطر وہ خوشامد وہ مدارات نہین
خود بخود رک رہی کچھ حرف وحکایات نہین
دل لگی اپنی تھی جس بات مین وہ بات نہین
خیر اب ہمکو بہی منظور ملاقات نہین

۵۵۳
اب جو بهتر سے بهی بهتر هو تو بدتر سمجهین
بنکی سونی کی اگر آؤ تو بهتر سمجهین

هم بهی راضی هین مدارات کرو یا نکرو
گاه بیگاه ملاقات کرو یا نکرو
بولو یا چپ هو کچه بات کرو یا نکرو
ایک هی حرف و حکایات کرو یا نکرو

۵۵۴
گله همکو بهی نهین ترک وفا کا اچها
خلق الله کی هے ملک خدا کا اچها

نه وه هی چشم تلطف نه محبت کی نگاه
اول عشق مین همسی یه سلوک آپ کا واه
دلکو دلسی تهی سنی راه وه کوئی نهین راه
ماجرا طرفه هے پهلی هی غلط بسم الله

۵۵۵
آنکهو نمین میل طبیعت مین ذرا میل نهین
ان تلونمین جو نظر کی تو کهین تیل نهین

دست اغیار مین گل دیکهکی هم کهائین بخار
چشم اغیار کهان اور کهان یه رخسار
کهیل الله کی قدرت کی هین ای لاله عذار
خاک ند هو نکو نظر آئیگی جوبن کی بهار

۵۵۶
دستگیر آپ هوئی غیر کے جب هاته پکڑا
هی مثل اونگلی پکڑتے هوئی پونهچا پکڑا

تمکو نفرت هے تو همکو بهی هی تمسی نفرت
کج ادائی جو بهی هی ته نهی سکے الفت
اہل عزت کو گوارا نهین هوتے ذلت
واه کیا خوب ذرا دیکهو تو اپنی صورت

۵۵۷
همتو دین جان تلک آپ اوڑائین دم مین
تالی اک هاته سی بجتی هی کهین عالم مین

لکهنو گو تر بالا کهون هین دنیا مین حسین
چلمنین سیکڑون هین آنکه لگا نیگی کهین
عالم آباد هزارون صنم زهره جبین
قحط صورت کا مرقع مین کسی شکل نهین

نقد دل هی تو هین یوسف سر بازار بهشت
سر سلامت هی تو هین سکر خریدار بهشت

ہی اگر آپ کو اس حسن کی شہرت پہ گھمنڈ — تو یہ دو دن کا ہی کیا چاہیی صورت پہ گھمنڈ
زیب دیتا ہی مجھی ہو جو محبت پہ گھمنڈ — کہ حسینان جہان کو ہی اطاعت پہ گھمنڈ

دل سی الفت کا اگر حرف زبان پر آئے
حور جنت سی پری قاف سی اوڑ کر آئے

در صدف سے ہی تو ہی لعل گہر سے بہتر — قمر اختر سی تو خورشید قمر سے بہتر
شاخ سی گل تو ثمر سی گل تر سے بہتر — جن سی انسان تو حورین ہین بشر سی بہتر

تل ہی مژگان سی تو ہی تل سی دو بالا ابرو
خط ہی رخسار پہ تو خط پہ ہے طرہ گیسو

حسن صورت پہ نہ مغرور ہوا اتنا کوئی — جز خداوند دو عالم نہین یکتا کوئی
نہ سمجھنا کہ نہین خلق مین ہمتا کوئے — اجی خالق کی خدائی مین نہین کیا کوئی

اس مرقع کو عجب تجشی ہے تنویر اوسنے
ایک سی ایک پری کھینچی ہی تصویر اوسنے

کب تلک جور و جفا خوف خدا بھی کچھ ہے — تا کجی ترچھی ادا خوف خدا بھی کچھ ہے
لی سبب جور و جفا خوف خدا بھی کچھ ہے — بت بے مہر و وفا خوف خدا بھی کچھ ہے

سب جہان تیرے طرف کیا نہین اپنا کوئی
ہم غریبونکا بھی ہی پوچھنی والا کوئے

سنگدل تجکو مری ساتھ یہ کاوش کبتک — میری سوزش کی لیی غیر سے سازش کبتک
فکر وصلت مین مری دلکو یہ کاہش کبتک — جستجو مین تری کرتا رہون گردش کبتک

خاک در مین تری اکسیر کی تاثیر نہین
اور اگر ہو بھی تو مین طالب اکسیر نہین

ہم بھی اب سکتی ہین تمنی جو کیا ایسا گرم — لو اجی چلکی سناتی ہین تمہین فقرہ اگرم
ایسا معشوق نکالا ہی اب اک گرما گرم — سرد ہوگی جو وہ پہلو مین کریگا جا گرم

مثل خورشید جو وہ شکل دکھائیگا تمھیں
اختر صبح کی مانند چھپائیگا تمھیں
۶۵

رشک نسرین وہ پری غیرت حور و غلمان
باوفا ہوش ربا حشر خرام آفت جان
جان خوبان جہان مردمک چشم انسان
گلبدن غیرت نسرین و سمن غنچہ دہان

لب جان بخش یہ سب اہل جہان مرتے ہیں
عیسی بھی اوسکی مسیحائی کا دم بھرتے ہیں
۶۶

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے
یای گیسو کو بلای سر یاران کہیے
قد بالا کو بجا ہی الف جان کہیے
لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کہیے

کسطرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو
کسی ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو
۶۷

گذر اوسکا جو کبھی جانب دریا ہوجاے
کبھی بتخانہ میں آئی تو تماشا ہوجاے
جمع یہ مردم آبی ہوں کہ میلا ہوجاے
کعبۂ ایمان خلق کا مسجود کلیسا ہوجاے

برہمن دیکھکے گردن کو کہی واہ ری ہیں
بت بھی بتخانے میں بول اوٹھی کہ اللہ ری ہیں
۶۸

دل میں سو وقت مضامین سراپا کا ہی جوش
سامعین جمع ہیں ارباب تماشا کا ہی جوش
جوش مضمون کا نہیں بلکہ یہ دریا کا ہی جوش
قتل ہوتی ہی ہوس حسن تمنا کا ہی جوش

حسن بے پردہ ہی باقی نہیں وسواس تلک
دائرے ولنسی ہمہ تن چشم ہی قرطاس تلک
۶۹

کلک نقاش ہمارا قلم رنگین ہے
بکر معنی ہی دولہن آج نیا آئین ہے
ایسی شیرینی مضمون ہی کہ خط شیرین ہی
صاف بندش نہیں آئینہ کی تزئین ہے

طور دل پرتجر طور کی تصویر سے کھینچے
شمع بیجای قلم نور کی تصویر سے کھینچے

شعر الکتی ہین وہ مانگ ہی سالک گوہر
یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر
یا کہنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہی نظر

شانہ کہتا ہے زبان سی یہ نیا پہلو ہے
اوسی کی سر کی قسم صبح شب گیسو ہے

ہین عیان حسن کی شمشیر کی جوہر شفاف
دفتر حسن کی کاتب کے لکھون کیا اوصاف
کشش شین شب زلف کا انداز ہی صاف
زور قدرت سی دیا ہی قلم مو مین شگاف

واہ کیا صفحہ سیاہی سی یہ تصویر لکھا
فاصلہ بیچ مین رکھکر خط تقدیر لکھا

آفت جان جو وہ گیسو کی سا ہین دونون
دیکھہ تو سلسلۂ جور و جفا ہین دونون +
دل پھنسانی کی لیی دام بلا ہین دونون
ایک صیاد ہین ہر چند دوتا ہین دونون

دام الفت کی ہین اکثار انہین دونون مین
دونون عالم ہین گرفتار انہین دونون مین

اوسکی بالونمین ہین اسطرح پروی گوہر
رہ گئی یا شب گیسو متبسم ہوکر +
نکل آتی ہین شب تار مین جیسی اختر
سنبل گلشن خوبی پہ ہی یا شبنم تر

چوٹی مین نقرہ مو باف عجب زیبا ہے
دامن شب سی گریبان سحر ٹانکا ہے

لو ذرا ہیلی کرو جبہہ روشن پہ نظر
کیا صفائی ہی کہ پانی ہی خجالت سی گہر
ہدلی خورشید کی مہتاب سے پیدا ہی سحر
معجز حسن عیان ہی او تر آیا ہی قمر

لوح سیمین تو اسی کیا یہ بصفا کہیے
غش نہ آجاے اگر برق سے تجلے کہیے

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور
زرد ہی ماری خجالت کی رخ شعلۂ طور
نور ہی دیدۂ خورشید فلک جسکی حضور
دیکھی گر شمع رخ حور و پری ہو کافور

گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین
آبشار عرق شرم وحیا ہے وہ جبین

ذرے افشان کی درخشان نہین پیشانی پر
الف آسا جو کھنچا ہی یہ خط قشقۂ زر

شعلۂ آتش عارض سی اوڑی ہین یہ شرر
خط زری یہ پی دفتر خورشید و قمر

ذرے افشان سے جبین پر جو دمکتی دیکھے
اختر طالع خورشید سے چمکتے دیکھے

ساغر بادۂ گلرنگ ہی آنکھونپہ نثار
ڈورے آنکھونمین نہین جمع ہوے ہین میخوار

مستی حسن سی سرمست ہوے ہین ہشیار
صاف ہی چہرۂ رنگین یہ گلستانکی بہار

مست سمجھین جو وہ آنکھین نظر آئین کالی
گھر کی آئین ہین گلستان ہین گھٹائین کالی

او نہین آنکھونکی تو ہی نرگس شہلا بیمار
جام کہکھی ہوی مست ہزارون ہشیار

او نہین آنکھونپہ تو بادام ہی سبھی جانسی نثار
جامی می زہر ہلاہل سی ہین دونون سرشار

زیست سی ہاتہ وہ دہوی جو یہ ساغر پاے
ساغر عمر ہو لبریز ابھی بھر پاے

خضر دیکھے تو کہی ہین قدح آب حیات
کہی کالی جو گھٹا صاف ہی یہ نقص صفات

بہر عاشق ہین مگر ساغر سم جام ممات
چہرۂ خورشید سی ظہری ہین الشمس یہ بات

دیدۂ شوخ سیہ مست نہ متوالے ہین
کھل گیا دہوپ کی گرمی مین ہرن کالی ہین

توسن طبع ہمارا ابھی ہی کیا زور آور
گردش چشم سیاہ و مژہ جانان پر

چشم وحشی کی صفت مین نہین کتا دم بہر
پہبتی اک اور سناتا ہی یہ تیغ زن ور کر

ایسی صیاد نے برچھونمین ہرن گہیری ہین
جو گڑی پہرنی پر آمادہ ہین رخ پہیری ہین

طرفہ آفت ہی بلا ہی نگہ افسون ساز / غیر اعجاز نہین ہی کوئی اسکا ہمراز
وقت نظارہ بہی باقی ہی حیا کا انداز / آنکھہ اوٹھا کر کبہی دیکھا تو کیی سیکڑون ناز

واہ کیا سرمہ کے دنبالی سی بہی کام لیا
چشم بیمار جو اوٹھی تو عصا تھام لیا

اوسکی رعنائی کی کیونکر ہوں بیان مجہسی صفات / ہی دو لخت اوسکا ہر اک قول دو پہلو ہر بات
سیل آنکھونکی ہی مردہ دلان آب حیات / ہی مگر زہر ہلاہل کیطرح خوف ممات

ساتہ امید و رجا کی خطر فوت بہی ہے
خانہ زادان نگہ سی ملک الموت بہی ہے

وصف وہ کیجی چشم و مژہ و ابرو کا / جوشنی صاف کہی صل علی صل علے
سوی مژگان نہین آنکھونپہ یہ ہین دست دعا / زیر محراب اوٹھای ہین بامید شفا

جنبش ہر مژہ آفت ہی خدا خیر کرے
نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کرے

تیری سوی مژہ مین ہی بہلا کسکو کلام / پردۂ دیدۂ بادام مشبک ہی تمام
کبہی فصاد اگر خواب مین لی اسکا نام / ہر رگ جوہر نشتر سی لہو آئے مدام

عاشق سوزن مژگان جو کوئی ہوتا ہے
سفتہ آتی ہین در اشک اگر روتا ہے

واہ کیا ابروی خمدار ہی سبحان اللہ / قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ
ماہ نو چرخ پہ اظہار ہے سبحان اللہ / یہ کمان طرفہ دہوان دہار ہی سبحان اللہ

گر مرقع مین بہی اس تیغ کی تصویر کہنچے
شہر ہی مانی و بہزاد مین شمشیر کہنچے

ایسا مضمون بندہی ابرو بینی کا کہ واہ / نو تین بجی لگین سب کہین سبحان اللہ
چاندنی رات ہی افشانی وہ گیسوی سیاہ / دیکہنی ہون جسی تلہ ہی وہ کری خوب نگاہ

واہ کیا شکلین ہین قابل ہین یہ تصویرون کی
دیکھو نکلی ہی زرہ سا بی مین شمشیرون کی

۸۷
واصف گوش ہین انگلیو نسی تمام اہل زبان
دیکھہ پای جو صدف مثل گہر ہو غلطان
گل سی تشبیہ جو دین گل مین نہین کت یہ گمان
نالہ عاشق شیدا یہ سنین کیا امکان

پردۂ شرم یہ انگلیو نسی اوٹھا دیتے ہین
سنکی اس کانسی اوس کان اوڑا دیتی ہین

۸۸
عارض صاف نہین شمس و قمر ہین دونون
رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
صاف آئینہ سی ہی پیش نظر ہین دونون
دو ہین شمعین کہ ادہر اور ادہر ہین دونون

عکس اگر آئینہ مین نور فشان ہو جائے
دیکھنے والو نکو چونک کا گمان ہو جائے

۸۹
ہی بجا دانتو نکو گر انجم رخشان کہیے
کیا لب لعل کو گلبرگ گلستان کہیے
کیا صفائی ہی نہین گوہر غلطان کہیے
رنگ پیدا ہی غضب لعل بدخشان کہیے

رنگ یاقوت کا ہی لعل شکر بار مین بہے
جوہری کی ہی دکان حسن کے بازار مین بہے

۹۰
دہن تنگ مین تنگی سی نہین جای سخن
پر چھپائی سی کہین چھپتی ہین ایسی ہی چلن
شرم ہی چور مگر اوسنی چرایا ہی دہن
حسن دعوی جو کری صاف ہو مضمون روشن

بات پوشیدہ نہین ہی سندین ظاہر ہین +
ہونٹھ دونون تو گواہی کی لئی حاضر ہین

۹۱
نالۂ غبغب سیمین پہ اگر جای خیال
لب میگون می گلزار کی مانند ہلال
متعجب ہو کہ ہی ماہ باغوش ہلال
مست دیکھین چہ غبغب تو ہون گرم مقال

کوئی بچنی کی نہین راہ خدا خیر کرے
قرب بیخانہ ہی یہ چاہ خدا خیر کرے

سینہ دیکھین کہ کریبان وسکی گریبان پہ نظر
اور او بھارا ہوا سینہ ہے پستانکا غضب یا سر
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس و قمر
مین بھی حاضر ہون نہین نور کا دعوی ہے اگر

دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آو
یہی گو ہی یہی میدان یہے چوگان آو

۹۳

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
کہتی ہین شمس و قمر قمقمہ نور ہین یہ
ثمر شیشہ ہین نخل سر طور ہین یہ
ہاتہ کسطرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ

آشنا آنکہ سے جس روز وہ انگیا ہو جاے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جاے

۹۴

شکم صاف ہے یہ حسن کا دریا نایاب
گو مٹی گھاٹ وسیہ ہے پستان جسے کہتے ہین حباب
جال ہے جالی کی انگیا کہ کرے دل بیتاب
کسی وحشی کو رہے دہیان جو اسکا دم خواب

نور کی بحر روان نور کے جنگلے دیکھے
نور کی کوٹھیو نمین نور کے بنگلے دیکھے

۹۵

روشنی ساعدین کی جو آجاے نظر
شمع مہتاب بھی ہو جیسے کہ کوئلا جلکر
گول گول ایسے ہین مونڈھے کہ کرین دلمین اثر
گول گھر مین ہو فلک قید پڑے آنکہ اگر

عرش پر جاکے اگر دہوم مچائین مونڈھے
اہل کرسی کو بھی کرسی گراٹھین مونڈھے

۹۶

واہ کیا پنجہ پر نور ہے سبحان اللہ
پنجشاخی ہی تو تشبیہ نہین ہی دلخواہ
دیکھلو پنجہ خورشید ہی یہ پیش نگاہ
او نگلیان خط شعاعی سے بھی باریک ہین واہ

دور ادب سے ہی جو ہیچ آیت قدس کہیے
او نگلی او ٹھی تو ہلالی کا مخمس کہیے

۹۷

حلقہ ناف نہین ہے یہ گرہ ہو ہے کمر
دل عاشق کی ڈبونے کی لگی ہی یہ بھنور
ذرہ کیا حلقہ بگوش اوسکی ہین خورشید و قمر
دلکو تشبیہ نہین آور ہی منظور نظر

صاف آئینہ ہی جو اوسکا شکم صاف نہین
عکس ہی چاہ زنخدان کا یہ ناف نہین

طرفہ معدوم کمر جسکی عدم مین بھی ہی دھوم
کیون نہ معدوم کی عاشق ہون جہان سی معدوم
سو شگافونکو یہ عقدہ نہ کبھی ہو مفہوم
ہی جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم

کیون نہ معدوم ہون اس نام پہ جو مرتی ہین
وہ کبوتر بھی ہین عنقا جو کمر کرتے ہین

جوش پر نور کا دریا ہی زہی حسن شباب
حلقۂ ناف کو کسطرح نہ کہیی گرداب
موج ہی پر وہی خمدار تو پستان ہی حباب
ناخدا دیکھی اگر سینہ مین بھر آئی ابھی آب

منہ کو اوسکے صدف گوہر دندان کہیے
دست گلرنگ کو بھی پنجۂ مرجان کہیے

ران کی وصف مین ہر چند ہی شفاف بیان
ساق پا شمع ہی ایسی کہ نہین جسمین دھوان
پر صفائی ہی یہانتک کہ پھسلتی ہی زبان
شمع مہتاب مین اسطرح کی تنویر کہان

مثل پروانہ ہی وہ کون جو مشتاق نہین
شمع فانوس مین ہی پانچی مین ساق نہین

پای نازک ہی وہ نازک کہ صفت پای خیال
کف پا صورت مہتاب ہین ناخن ہین ہلال
سجدہ کرتی ہین جسی دیکھہ کی زہرہ تمثال
نقش پا طرفہ دکھاتی ہین سر راہ کمال

خوبصورت یہ قدم جلوہ گری سے بنتے ہین
دیدۂ حور کبھی چشم پری سے بنتے ہین

راست ہی مثل الف بسکہ وہ قد بالا
دل بنا دال تو یہ دال کہ ہو جان فدا
دال مین جیسی الف دلنشین ہی یون اوسکی جا
شک نہین ثابت ابھی تل کی تصور کیا

تل سویدا ہے تو پھر رنگ نرالا کچھ ہے
جان کی خیر نہین دال مین کالا کچھ ہے

شاعرانہ یہ سراپا جو کیا ورد زبان
اسبھی کیا تونی شاداب وہ کرون گرم بیان

پھر مخاطب سی کہا شمع کہ او دشمن جان
شمع کیطرح سی سنکر جسی تو ہو سوزان

سنکے ہر عضو کی تعریف تجھے حیرت ہو
بوٹیان دانتوں سی کاٹی جو ذرا غیرت ہو
۱۰۴

دیکھہ لی اوسکی اگر گیسوی شبرنگ کا جال
رنگ اوڑ جای کری گر رخ رنگین پہ خیال

پڑی جنجال مین دم پھر کا بھی جینا ہو وبال
منہ کی رونق نرہی دیکھہ کی زیبائش خال

دل ہو زلف عرق آلود سے ایسا پانی
تابتا تو پھری ظلمات مین کالا پانی
۱۰۵

دیکھے گیسو تو پریشان ہو گیسو کیطرح
شوخی چشم بھگا دی تجھے آہو کیطرح

آگے ابرو کی جھکی شرم سی ابرو کیطرح
گرمی ناز اوڑا دی تجھی جگنو کیطرح

رخ سی پردہ جو اوٹھای تو یہ شرمای تو
منہ چھپا کر کسی جنگل کو نکل جاسے تو
۱۰۶

مہندی ہاتھو مین ملی اپنی جو وہ حور مثال
اوسکو آجای جو آرایش کاکل کا خیال

شرم سی زرد کبھی تو ہو کبھی خشم سی لال
کنگھی چوٹی کا تو کیا ذکر ہی ہو زیست وبال

تجھے دلپہ کسطرح کا قابو تیرا
آرہ بنجاے تجھے شانہ گیسو تیرا
۱۰۷

سر دہری پانؤن پہ تو منہ نہ لگاؤن تجھکو
گرمیان اوس سی کرون خوب جلاؤن تجھکو

آئینہ اوسکے کف پا کا دکھاؤن تجھکو
اگلی باتین جو ہین سب یاد دلاؤن تجھکو

روی تو مین کہون چل دور ہو منہ ڈھانپ نکل
پیٹ شرما کی الٹکر اب کہ گیا سانپ نکل
۱۰۸

راہ مین سامنی آجای جو وہ غیرت ماہ
زلف دیکھی تو جہان ہو تری آنکھوں مین سیاہ

آنکھین پتھرائین تری خاک سوجھی نہ کبھی راہ
برق آئینہ رخسار پہ ٹھہرے نہ نگاہ

آہوی چشم جو وہ شوخ دکہاوی تجہکو
خواب خرگوش تکبر سے جگادے تجہکو

۱۰۹

سینہ پہ جب نازسی رکہ لی تری آنکہ دامن
جوش وحشت ہو تجہی چاک کرے پیراہن

ہونٹہ چاٹی نظر آجای جو شیرین وہ دہن
دیکہی گردن تو ندامت سی جہکالی گردن

حلقہ ناف و ذقن سی جو نگاہین لڑجائین
غیر حالت ہو تری آنکہونمین حلقی پڑجائین

۱۱۰

نرگس مست سی دیکہی جو کبہی ایک نظر
عقل زائل ہوی بیخبری کا ساغر

شرم کی طرز کری جامی سی تجہکو باہر
جاتی ہین نیچی نگاہین کہین اوپر اوپر

ہون تری موی بدن ہو کی پریشان کہڑی
آنکہ پر آنکہ جو ڈالی تو کری کان کہڑے

۱۱۱

دیکہے آنکہونکو تو دل تہام کی تو کہینچی آہ
صبح ہو جای غضب تجہپہ پڑی روز سیاہ

پردہ ہو فاش ترا دیکہ کی دزدیدہ نگاہ
بہاگی تو چور کی مانند ملی تجہکو نہ راہ

دلکو مفسطر صفت طائر پر بند کرے
کوٹہری مین تجہی کاجل کی نظربند کرے

۱۱۲

نیچی آنکہونکو جو دیکہو تو بہت شرماؤ
بیٹہی باتونسی کہٹائی مین پڑو پچہتاؤ

بالی پتی جو نظر آئین تو تم پیتاؤ
مہندی دکہلای تلوونسی لگی جل جاؤ

اشک بہی آنکہونمین بہر لاؤ تو وہ رونکری
آنسوونکو کبہی خلخال کے گہونگرو نکری

۱۱۳

چشم جادو جو نظر آئی تو تو شرماجائے
چار آنکہین وہ کری تجہسی تو تو گہبرا جائے

تیرگی چہرہ شفاف پہ تیری چہاجائے
رنگ میلا ہوا بہی چاند گہن مین آجائے

کری اعجاز کا دعوی وہ صنم ہونٹہون پر
لب جانبخش ہی آئی ترا دم ہونٹہون پر

۱۱۴

تیغ غمزہ ہو وہ سفاک کہ تو ہو بیدم
تیر مژگان جو لگای تو تری پشت ہو خم
سامنی تیری کر اس ناز سی کہی وہ قدم
ٹہوکرین کہا کی کہی ہای ستم ہای ستم
منہ کی بہل ہو کی خجل حسن کی میدان مین گری
چاہ غبغب سی بچی چاہ زنخدان مین گری

۱۱۵

رخ روشن سی نقاب اوسکی اگر وا ہو جای
جل بجہی حق مین تری طور کا شعلہ ہو جای
آستینونکو جو دیکہی تجہی سودا ہو جای
فاش اوس ساعد پرنور سی پردا ہو جای
دامن شرم تلک ترک کری ساتہ ترا
کوچہ چاک گریبان مین سی جیبی ہاتہ ترا

۱۱۶

حیرت آئینہ عارض سی ہو سکتا ہو جای
سایہ زلف سیہ سی تجہی سودا ہو جای
دیکہی شیرین جو وہ لب دل ترا کہٹا ہو جای
غیر ہو حال ترا کیا سی ابہی کیا ہو جای
آنکہین اون تلوونسی تو ہو کی قدمبوس ملی
وہ تو مہندی ملی اور تو کف افسوس ملی

۱۱۷

ہو خزان حسن جو دیکہی گل عارض کی بہار
جنبش موی مژہ دیکہہ کی تو کہای خار
پارہ پارہ ہو جگر آنکہہ جو اوس سی ہو دوچار
بیٹہہ جای ترا دل دیکہکی سینہ کا اوبہار
اوسکی آگی نہ کوئی تجہکو قرینا آئی
سینہ دیکہی تو خجالت سی پسینا آئی

۱۱۸

آئی گر بزم طرب مین کسیدن وہ مینوش
ساغر بیخبری پیکی رہی تو خاموش
چشم میگون نظر آجای تو اوڑ جائین ہوش
ہو بنا گوش کا سودا جانسی تو حلقہ بگوش
سامنی اوسکی نہ باقی رہین اوسان تری
آنکہونسی آنکہین کہلین کانونسی ہون کان تری

۱۱۹

لہر آئی کسی وضع جو وہ دامن پاک
صورت موج کری اپنا گریبان تو چاک
روبرو آئی پہن کر جو وہ آبی پوشاک
پانی پانی ہو رہی پردی حسن نہ خاک

ہاتہ تیرا نہ گریبان قبا تک پہونچے
ایک ہی غوطہ مین تو تحت ثریٰ تک پہونچے

۱۲۰

چہیڑنی کو جو ہنسی وہ گل خندان تجہسے
روی تو کچہ نہ بن آئی کسی عنوان تجہسے

ہو مقابل جو وہ سلطان حسینان تجہسے
ہار ہوجا تری جیت لی میدان تجہسے

نہ رہی تاب ہوا ناز کا گہوڑا ہوجاے
اوسکا موباف تری واسطے کوڑا ہوجاے

۱۲۱

خدمت آئینہ داری جو کری تو منظور
آنی دی وہ نہ قرین سد سکندر ہو غرور

خاصدان اوسکا اوٹہای یہ تیرا کیا مقدور
ساتہ ڈولی کی جو دوڑی تو کہی ور ہو دور

حق تو یہ ہی تجہے سر طرح سی باطل سمجہے
پانئچوں کی بہی اوٹہائی کی نہ قابل سمجہے

۱۲۲

زیب زینت کا کسیدن جو وہ سامان کری
صورت آئینہ کیا تجہی حیران کرے

موج کیطرح تری دلکو پریشان کری
پانی پانی جو ہو تو اپنی طرف ہیان کری

پہر تو کچہ تجہسے نہ اوگا فرلی پیسے بنے
اوٹ مین آئینی کی طوطی تصویر بنے

۱۲۳

اسقدر حسن خداداد کی ہو اوسکے دہوم
جو تری چاہنی والی ہین کرین گرد ہجوم

تو ہی تجکو بہی ہو اپنی حقیقت معلوم
مل کی ہر دم کف افسوس کہی یا مقسوم

شکل یوسف جو اوسی لاون مین بازار و نہین
تو بہی بڑہیا کیطرح آئی خریدار و نہین

۱۲۴

در سی نکلی تو تجہی صورت دیوار کرے
آپ نقطہ ہو تجہی صورت پرکار کری

عشقبازونکی نگاہو نمین تجہی خوار کرے
آن زمانہ تری معشوقی سی انکار کرے

گل جو کہاتی ہین گریزان صفت بو ہوجائین
تو مسلمان ہو تو عاشق تری ہندو ہوجائین

۱۲۵

ایسی شوخی پہ عجب حال ہی مجھسی اوسکا
مین فدا اوسپہ ہون وہ میری طرح مجھپہ فدا
مہر سینہ مین نگاہون مین حیا دلمین وفا
دلکی صورت نہین ہوتا مری پہلو سی جدا
مجھسی برگشتہ تری طرح وہ محبوب نہین
اوسکو مطلوب نہین جو مجھی مطلوب نہین

۱۲۶

جب مین جاتا ہون مجھی پاس بٹھا لیتا ہی
ایسی کرتا ہی لگاوٹ کہ لگا لیتا ہے
دنہین سو بار جو روٹھون تو منا لیتا ہے
ناز جو اوسپہ مین کرتا ہون وہ اوٹھا لیتا ہی
بات نکلی جو مری منہ سی وہی بات کہی
دن کہون دن وہ کہی رات کہون رات کہی

۱۲۷

کام ہی میرے اطاعت اوسی آٹھہ پہر
رات بہر میری خوشامد ہی تو منت دنبہر
خاطرین میری ہی کیا اوسی منظور نظر
ہاتہ گردن مین حمایل کبھی زانو پہ ہی سر
نگہ مہر جو کرتا ہون تو جی جاتا ہے
غصہ کہا کر جو گہرکتا ہون تو بی جاتا ہی

۱۲۸

الغرض ہی نے سنائی جو اونہین یہ تقریر
مارے غصی کی ہوا پہول سا چہرہ تغیر
غیرت حسن نی دکہلائی یہ اپنی تاثیر
پہلی تو ہوگئی خاموش بہ رنگ تصویر
پہر جو بولی تو کہا ہوش مین آ ہوش مین آ
او گرفتار قضا ہوش مین آ ہوش مین آ

۱۲۹

خیر ہے خیر ہے بیباک ہوا کیا تجھکو
ہیکی آیا ہی کہ سودی کا ہی دورا تجھکو
بات کرنی کا بہی آیا نہ سلیقا تجھکو
منہ اسی ہی نہ کبہی مینی لگایا تجھکو
واہ جی زور یہ شوخی ہی نئی گرمی ہے
منہ بناؤ کہ زبان خوب ہی چل نکلی ہے

۱۳۰

اتنا کُھل کھیلنا انسان کو نہین ہی بہتر
اسقدر جامی سی ہو جاؤ نہ اپنی باہر
بدزبانی پہ زبان چلتی ہی کیسی فرفر
بیٹہ پیچھی لکہا یا ہی ہماری منہ پر

ایسی دیدے کی صفائی تو نہ دیکھی نہ سنی
یہ دلیری یہ ڈھٹائی تو نہ دیکھی نہ سنی

۱۳۱

ابهی نکل تک تو زبان سے نہین تهی گویا　　بات کرتی ہوئی منہ خشک ہوا جاتا تها
سطوت حسن سے پڑتا تها بدن مین رعشا　　آنکهه اوٹهه سکتی تهی سر تو اوٹهانا کیسا

روح تهراتی تهی بر ہم ہمین گر دیکهتی تهی
کانپ جاتی تهی جو ہم بهر کے نظر دیکهتی تهی

۱۳۲

آنکهه دکهلاتی ہو مرتی تهی اجی تم ہو وہی　　سامنے آنکهه نکرتی تهی اجی تم ہو وہی
بات کرتی ہوئی ڈرتی تهی اجی تم ہو وہی　　دبکی آگے سے گذرتی تهی اجی تم ہو وہی

راہ مین بهی جو کبهی سامنے پڑ جاتی تهے
اوٹهه نہ سکتی تهی قدم خاک مین گڑ جاتی تهی

۱۳۳

یاد ہے آگے بهی ہم پر کبهی منہ آتی تهے　　آگے بهی ہم سے کبهی فقرے کیے جاتی تهی
آگے بهی آپ اسی انداز سے اتراتی تهے　　آگے بهی ہم پر اسی طرح سے جهنجلاتی تهے

برہمی کی کبهی آگے بهی لیا کرتے تهے
اس ڈهٹائی سے کبهی بات کیا کرتی تهی

۱۳۴

ساری تقصیر ہماری ہے قصور آپکا کیا　　رحم ایسا تهے نکرتی نہ اوٹهاتی صدما
منہ لگایا تمہین ہمنے یہ اوسکی ہے سزا　　سر چڑهایا تمہین ہمنے یہ ہماری ہے خطا

کچهه اداؤن سے مروت نہ ہمین کرنی تهے
بیوفاؤن سے محبت نہ ہمین کرنی تهے

۱۳۵

طرہ ان سب پہ یہ ہے چال سکهی جب سے کیا　　زور گرمی نئی شوخی ہے نیا ہے فقرا
کہتی ہین ہمنے نیا یار کیا ہے پیدا　　اوسکی زلف ایسی ہے رخسار ہے اوسکا ایسا

سچ ہے ہاته آپکی ایسا ہی ہے دلبر آیا
آپنے مجهسے کہا اور مجهے باور آیا

۱۳۶
واہ کیا بات بنائی ہی اجی کیا کہنا
خوب بی پرکی اوڑائی ہی اجی کیا کہنا
نئی تمہید اوٹھائی ہی اجی کیا کہنا
کیسی دیدی کی صفائی ہی اجی کیا کہنا
کیون تمہو واہ نئی طرح کی چالاکی ہے
اسکو چالاکی نہین کہتی ہین بیباکی ہے

۱۳۷
چشم بد دور نیا یار ملا ہے انکو
کوئی یوسف سر بازار ملا ہی انکو
ہمسے بہتر کوئی دلدار ملا ہے انکو
جان بیچینگی خریدار ملا ہے انکو
اوسی معشوق سے ہنجول اپنا لگائین گی یہ اب
پوچھنا کیا ہی جڑی خوب اوڑائین گی یہ اب

۱۳۸
اب وسی آئینہ رخ کی یہ حیران ہونگے
اب وسیکی لب جان بخش پہ بیجان ہونگی
اب وسی زلف پریشانکی پریشان ہونگی
اب وسیکی نگہ ناز پہ قربان ہونگی
کیون پسند آئین گی اب ناز ہمارے انکو
ہیچ ہی کیون ہبائین گی انداز ہمارے انکو

۱۳۹
چلوجی خوب ہوا ہمنی بہی فرصت پائی
جان جہگڑی سی چہٹی روز کے راحت پائی
مٹ گیا مفت کا خنجال فراغت پائی
سیمتن تمکو ملا ہمنی بہی دولت پائی
تم اوڑایا کرو گلچھری وہان بے کہٹکے
اپنی بہی چین سی گذریگی یہان بی کہٹکے

۱۴۰
غمزہ خونریز ہی عشوہ ہی ہمارا جلاد
جہگڑی ہر روز رہا کرتی تہی ہر روز فساد
راتدن رہتی تہی ان دونون کو شوق بیداد
خوف ہتا تہا کہ پڑ جای نہ بیڈہب افتاد
تیغ ابروی غضب کام نہ اپنا کر جائے
نگہ قہر سے بیجرم نہ کوئی مر جائے

۱۴۱
پہر لگی کہنی کہ او تیز زبان او طرار
او پراگندہ دل او دلشکن او دل آزار
او وفا دشمن و آوارہ مزاج او عیار
بی ادب ہرزہ درا یاوہ سرا بد اطوار

اب کبھی نام ہمارا جو زبان پر آیا
جان لی قہر خدا تجھپہ مقدر آیا
۱۴۲

کہکی یہ کہنی لگی جی مین ذرا تو شرما
آج کہتا ہی کہ وہ یار کیا ہی پیدا
ابھی کل تک تو یہ کہتا تہا کہ تم ہو یکتا
جو کہین صورت و سیرت مین ہی تمسی اچہا

خیر صاحب وہی گلفام مبارک ہو تمہین
ہم ہوی خار گل اندام مبارک ہو تمہین
۱۴۳

پر وہ محبوب کہان اوسکو یہان بلواؤ
یہ تو کیا دخل کہ تم یہانسی قدم سرکاؤ
کیسی صورت ہی کس انداز کا ہی دکہلاؤ
آدمی اوسکے بلانے کو مگر بہجواؤ

ایک اشارا بہی تمہارا وہ اگر پائے گا
تابع حکم ہے فی الفور چلا آئے گا
۱۴۴

زلف و رخسار ذرا ہم بہی تو دیکہین اوسکی
ناز و انداز و ادا ہم بہی تو دیکہین اوسکے
لب اعجاز نما ہم بہی تو دیکہین اوسکے
غمزۂ ہوش ربا ہم بہی تو دیکہین اوسکے

ہم بہی دیکہین کہ وہ آشوب جہان کیسا ہی
سامنی لاؤ تو جی ہی وہ کہان کیسا ہے
۱۴۵

صید کی تاک مین مدت سی ہی شہباز نظر
فکر نخچیر مین جلاد غضب سے ہے مضطر
خون بسمل کا ہی مشتاق ادا کا خنجر
جستجوی رگ جان مین ہی غمزہ کا نشتر

سامنی لاؤ جو اوسکو تو نیا رنگ کرین
خنجر ناز و ادا سی ابہی چور نگ کرین
۱۴۶

ترک غمزہ نی سنبہالی ہوی شمشیر دودم
ہاتہ عارض پہ دہری کہاتی ہین قرآن کی قسم
صف مژگان کا یہ غیرتسی ہوا ہے عالم
آگی آئیگا فرشتہ بہی تو چہوڑین گی نہ ہم

قول ہی چشم سخن گو کا کہ ہم اول ہین
کاکلونکو ہی یہ دعوی کہ یہان سوبل ہین ❊

۱۴۷

[illegible] جی چشم فسونساز کا ہر دم ہی کلام
چلتی ہی تیغ قضا لیکی مرا نام مدام
فتنۂ حشر کو سایی مین مری ہی آرام
چار چشمی کا جو دعوی ہی تو آئی ہو دو کلام

ڈہائونگی او سپہ غضب قہر لئی لشکر
پہونک دونگی مین سراپا اوسی بجلی بنکر

۱۴۸

زلف کہتی ہی کہ آئی تو مقابل میری
نیم تحلیل ہی مری جالسی پہنسکر نکلی
مار کی کوڑونگی اوڑا دونگی مین ہتری اوسکی
بل کری لاکہ نہ چہوٹی وہ مری پہندی سی

دور سی سایہ نظر آئی تو مشکین کس لون
سامنی آئی تو اوسی ناگنی بنکر ڈس لون

۱۴۹

کہیچی کہتی ہین ابرو کی بہی کس کہینچ کر
لاکہ ہو تیر نگہ لاکہ ہو وہ شوخ نظر
لائی میدان مین تو دکہلا دی مجہی اپنی جوہر
نرگسین وار کہان تیغ قضائی ہی سپر

سامنی ہو تو حقیقت ابہی ساری کہل جائی
جوہر اپنی جو کہلین اوسکی بہی قلعی کہلجائی

۱۵۰

صاعقہ بنکی کری کام یہ دندان کی چمک
نہ سنبہلنی دی اوسی شعلۂ عارض کی لپک
ہو چکا چوند اوسی جائی وہین آنکہ جہپک
طرہ ان دنون پہ ہو جبہۂ روشن کی جہلک

ٹہوکرین کہا کی گری دیر ذرا بہی نہ لگی
گر پڑی چاہ زنخدان مین پتا بہی نہ لگی

۱۵۱

گات کہتی ہی کہ مجہ مین کرامات کی بات
مونگ چہاتی پہ دلون اوسکی جو آئی بد ذات
ہو مقابل جو مری حسن پریزاد ہو مات
شفتلون کی کہین منہ لگتی ہین عالی درجات

گروہ جی چہوڑ کی بہاگا بہی پہانسی جہلکر
بیڑیان پاؤن کی بنجائیگا جوبن ڈہلکر

۱۵۲

زلف کی طرح سی بل کہا کی یہ کہتی ہی کمر
[illegible] گر اوسکو جو ہو سوی عدم قصد سفر
ایسی آنکہین تو کہان اوسکی جو آئین نظر
جادۂ راہ کی مانند بنون مین رہبر

چوکڑی بھول کی رہجاتی وہین آہوے تار
کمری ہو گی بگڑ جاے گیت انداز

۱۵۳

زانو و ساق بھو یہ بین کی ہی ہی گفتار
پاؤن بھی وسے بن نہ دباؤن کرتی کبھی رکار

ہمکبہ دیکھی نہ زانو ہی وسمیں سرزنسار
کف پا چہونی نہ دون ہاتہ وہ دوڑا ہی ہزار

تو بھی داغ پہ وہ داغ برابر کھاے
ہر قدم پر روش ناز سے ٹھوکر کھاے

۱۵۴

الغرض خوب ہی وہ جوش مین آکر برسا
لیکن اسیر بھی شعر رئیسی نہ مین باز آیا

ساتہ ہی کر اوسی بھی منہ مین جو آیا سو کہا
گرمی صبح ہی سوجھا مجھی اور اک فقرا

دفعتہ اوٹھہ کی کہا ہنس کہ لو وہ آئے
ہوش مین آؤ ابھی فکر کرو وہ آئے

۱۵۵

یک بیک سنکی وہ اس بات کو پہلے چپکا
دشمنون کو نہ رہا ہوش سراپا کا ذرا

سوی در اوٹھہ گئی آنکھ آپ بھی گھبرا گئی و اوٹھا
کہائی ٹھوکر ہی ہوا سر ہی دوپٹہ بھی جدا

دوڑ کر مینی سنبھالا تو سنبھلکر اوٹھا
شعلہ گویا دل بیتاب سے جلکر اوٹھا

۱۵۶

رنگ وس گلکی نزاکت نی نیا دکھلایا
یون خجالت کو شانی لگا یون فرمایا

منہ دہوان ہوگیا آنکھون مین اندھیرا آیا
سچ ہی پر یونکو بھی ہوجاتا ہی اکثر سایا

دل دھڑکتا ہی نظر کچھ نہین آتا ہمکو
جی کہی مین نہین یارب یہ ہوا کیا ہمکو

۱۵۷

کہکی مجھسی یہ کہا آپ اب آرام کرین
جائین اخلاص وسی ہی سحر و شام کرین

فائدہ کیا نہ زیادہ مجھی بدنام کرین
آپ ہون مست اوسی ساقی گلفام کرین

چھیڑ کا ہوتا ہی انجام برا یاد رہے
ہمنی کیا جانیے کیا پاس کیا یاد رہے

۱۵۸

اوسکی باتون مین جو مینی یہ لگاوٹ پائی — عشق مہر تازہ ہوا جوش مین الفت آئی

گر پڑا پاؤن پہ کی عرض زہی دانائی — مجکو بہی سمجہا ہی تو اپنی طرح ہرجائی

سوز دل تہا یہ فقط تیرے طلبگار ہین ہم

تو مسیحا ہی وہی اور وہی بیمار ہین ہم

۱۵۹

حور ای جو کبہی راہ بتائین اوسکو — منہ دکہائی جو پری منہ نہ لگائین اوسکو

ماہ بہی ہو تو ترا ہالہ بنائین اوسکو — بنکی خورشید بہی آئی تو جلائین اوسکو

لاکہہ دل ہون تو فدا صورت پروانہ کرین

شمع رو تیرے سوا غیر کے پروانہ کرین

۱۶۰

سنکی تقریر مری کہنی لگا وہ طناز — تمکو معلوم حسینونکی ابہی کیا انداز

تمنی دیکہی نہین دنیا کی نشیب اور فراز — طاقت صبر بہی کچہ چاہیی ای بندہ نواز

بی شفقت کوئی ہو سکتا ہی ہمراز کہان

جب تلک سوز محبت مین نہو ساز کہان

۱۶۱

الفت گل مین جو بلبل کا ہوا چاک جگر — گوش گلکی لیی تب اشک ہوی وسکی گہر

جلکی پروانہ جو محفل مین ہوا خاکستر — نام روشن کیا تب شمع جہا نمین یکسر

عشق مین شان زلیخا نی شہانی پائی

پیر ہو کر غم یوسف مین جوانی پائی

۱۶۲

قیس و فرہاد کو کیا کیا نہوی رنج و ملال — لی چہری وامق و نل ہو گئی الفت مین جلال

ہو جو غیرت تو ملا نیچو لنسی کرو منہ کو لال — اتنی سی باتمین آنی لگی غیرون کی خیال

چار دن تمنی محبت نہ نبہی دیکہہ لیا ❊

کیا تنک حوصلہ ہو جاؤ اجی دیکہہ لیا ❊

۱۶۳

شکر صد شکر امیر اب تو گیا غم کا اثر — عاجزی سی میری ڈہیلا ہوا وہ شکر

رکہہ لیا پاؤنسی زانو پہ اوٹہا کر میرا سر — صحبت عیش جو آگی تہی ہوئی بار دگر ❊

یا رب احباب نہ احباب کی نظروں سی گریں
دن پہریں جیسی مریں ویسی زمانی کی پہریں

تمام ہوا



١

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا — جلوۂ حسن ادا حوصلہ پرواز نہ تھا
شمع فانوس بیان شعلہ آواز نہ تھا — اک جہان کشتۂ تیغ نگہ ناز نہ تھا

آنکھیں خونریز نہ تھیں خنجر قاتل کیطرح
لوٹتی تھی دل عشاق نہ بسمل کیطرح

٢

یاد ہے دن پردے سے نکلا تھا تمہارا باہر — صورت آئینہ تھی خانہ نشین شام و سحر
صحن تک بھی تمہیں والان سے آنا تھا سفر — ڈرتی ڈرتی کبھی جاتی تھی اگر جانب در

دیدۂ نقش قدم سے تمہیں شک جاتی تھے
دیکھکر سایہ کو ہمراہ جھجک جاتی تھے

٣

آگہی زیب سے تھی تمکو نہ زینت سے خبر — مسی ملنے کا نہ لپکا تھا نہ سرمہ پہ نظر
ہاتھ مہندی سے تھی پنجۂ مرجان اکثر — آتش رنگ حنا سے نہ جلاتی تھی جگر

دامن زلف تلک دسترس شانہ نہ تھا
آئینہ پرتو عارض سے پریخانہ نہ تھا

بوئی عارض سی معطر تہا نہ یون گلشن دہر
قلزم حسن سی اوٹہتی تہی نہ بیدا دکی لہر
نہ اوگلتی تہی کبہی افعی گیسو یون زہر
شہرۂ ماہ رخ صاف نتہا شہر بشہر
جان آفاق تہی عاشق دلگیر جمال
کہنچ کی جاتی نہ تہی ہر شہر مین تصویر جمال

۵۵

سیکڑون آئینہ حسن کی حیران کب تہے
اتنی وحشت زدۂ نرگس فتان کب تہے
لاکہون گیسوی پریشان کی پریشان کب تہی
اسقدر مشتری سیب زنخدان کب تہے
کوچہ یون آٹہ پہر مصر کا بازار نتہا
تہتو یوسف تہی مگر کوئی خریدار نتہا

۵۶

کون تہا میرے سوا چاہنی والا صاحب
میری چاہت سی ہوا رتبہ دوبالا صاحب
خانگی ماہ تہی تم اور مین ہالا صاحب
میری بدنامیون نی نام نکالا صاحب
فکر کی مینی بہت حسن مین تب طاق ہوئی
نئی مضمون کیطرح شہرۂ آفاق ہوئی

۵۷

سیر پر تمکو نظر تہی نہ تماشی پہ نگاہ
ماہتابی پہ نہ چڑہتی تہی کبہی شام و پگاہ
مثل یوسف کبہی دیکہی تہی نہ بازار کی راہ
بلکہ خورشید نی دیکہا تہا نہ سایہ ای ماہ
شوخیان طبع مبارک مین یہ زنہار نتہین
کہڑکیان گہر کی کبہی جانب بازار نتہین

۵۸

روز ہوتی تہی نہ یون میلوکی زیور کی خرید
اک جہان گو کہ تہا مشتاق برنگ مہ عید
خز و دیبا کی بہی جامہ نتہی قطع و برید
پہ نہ حاصل تہا کسیکو مزۂ گفت و شنید
جمع ہوتی تہی نہ یون اہل غنا شام کی وقت
قصہ گو یونکو ملاتی تہے نہ آرام کے وقت

۵۹

اب جو ہر بات مین یکتا ہوئی ماشاء اللہ
مائل سیر و تماشا ہوئی ماشاء اللہ
عربدہ جو ستم آرا ہوئی ماشاء اللہ
غیر ہم غیر اچہا ہوئی ماشاء اللہ

۱۰

جمگھٹی آپکی محفل مین بڑے رہتے ہین
منتظر ہم پس دیوار کھڑے رہتے ہین

یہ نہ سمجھے تھی کہ ہوگی یہ قیامت ہمپر
غیر لوٹین گی مزی آئیگی آفت ہمپر

امتحان دم شمشیر عداوت ہمپر
ظلم و جور و ستم و خواری و ذلت ہمپر

۱۱

کچھ ہوا خیر تھا کچھ اور گمان درویش
قہر درویش تہیدست بجان درویش

دلمین سوچو کہ طرحدار بنایا کسنی
اسطرح کا تمہین عیار بنایا کسنی

دلربا دیکی دل ای یار بنایا کسنی
ساری معشوقون کا سردار بنایا کسنی

۱۲

کب سلیقہ تھا تمہین زینت و زیبائی کا
کسکی صدقی مین یہ شہرہ ہوا رعنائی کا

ساری احسان مری نام خدا بھول گئی
ذائقہ مہر کا الفت کا مزا بھول گئے

بیوفائی پہ چلی راہ وفا بھول گئے
پچھلی باتونکو تم ای ماہ لقا بھول گئے

۱۳

ابتو دل اور دماغ اور ہی شان اور ہی ہے
آن بان اور زبان اور بیان اور ہی ہے

راتدن صحبت اغیار ہے اللہ اللہ
دل ہے پامال وہ رفتار ہے اللہ اللہ

گھر مین ہنگامہ بازار ہے اللہ اللہ
دم نکلتی ہین وہ گفتار ہے اللہ اللہ

۱۴

آئین احباب قدیمی یہ اجازت ہی نہین
کنگھی چوٹی سی کسیدم تمہین فرصت ہی نہین

عام چاہت ہوئی اب عشق کی بیمار ہین سب
گرم بازار ادا سر دلبیون کے مطلب

درد دل درد جگر سوز درون خشکی لب
آنکھین بیمار و نگی ہین شربت دیدار طلب

خوش دوا ساز ہین بن آئی ہی عطارونکی
ڈولیان روز چلی آتی ہین بیمارون کی

۱۵

کوئی جانباز تری کوچی می اب اُٹھتی ہین
خنجر ناز سی الاکھونکی گلی کٹتی ہین
جابجا بیٹھی ہوئی ماتم ترا اُٹھتی ہین
شربت مرگ کی پیاسونمین قند چٹتی ہین
خون غریبونکی روان لب ہے شفقت اب نہین
کس سحر کوچہ ترا مسلخ قصاب نہین

۱۶

روز چھپ چھپ کے چلی آتی ہین غیرونکی پیام
اونسی ہوتی ہین اشارونمین لگاوٹکی کلام
کنکھیان ہنسنے ملکر ہمین کرتی ہین
حال آئینہ سے چاہون تو کرون نام بنام
خط پہ خط آتی ہین پوشیدہ نہین یارون پہ
بیٹھی رہتی ہین کبوتر تری دیوارون پر

۱۷

راتدن صحبت اغیار رہا کرتی ہے
طبع تمسی مری بیزار رہا کرتی ہے
بزم امہین لوگونسی بازار رہا کرتی ہے
گرد غم مجھمین دیوار رہا کرتی ہے
خیر کیا واسطہ بہتر ہوا گر جور سے تم
ناز اوٹھواؤ یہ بیجا کسی مزدور سے تم

۱۸

ہمسی اولجھی ہوئی گفتار ذرا اور سنو
بیرخی ہمسی یہ ہر بار ذرا اور سنو
ہمسی اوکھڑی ہوئی رفتار ذرا اور دیکھو
ہم رکاوٹ کی سزاوار ذرا اور سنو
دور عمری ہین یہ سرکار کی دانائی سے
ایسی چالین رہین صاحب کسی ہرجائی سے

۱۹

خیر تمکو جو نہین پاس ہمارا صاحب
کہین وابستہ اگر دل ہی تمہارا صاحب
سحر الفت ہی کیا ہمنی کنارا صاحب
سلسلہ قطع ہی کب ہے یہ گوارا صاحب
آپکے دلمین محبت کا اگر نام نہین
خوش رہو خوش ہو ہمکو بھی کچہ کام نہین

۲۰

بد بلا تم ہو تو ہین ایک بلاکش ہم بھی
تمکو پروا نہین تو تمپہ نہین غش ہم بھی
برق وش تم ہو تو ہین پرکالہ آتش ہم بھی
ڈہونڈہ لینگی کوئی محبوب پریوش ہم بھی

دل ہی بلبل تو کہان چہرہ گلرنگ نہین
پانو نہین لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین

بہر غواص عدن مین در غلطان لاکے کہون
دل ہی دیتا ہی جو منظور تو خواہان لاکے کہون

پہول گلشن مین بہت قاف مین پریان لاکے کہون
ماہ ہر روز سپہر جبین مہر درخشان لاکے کہون

جمگہٹا کونسی جا ماہ جبینون کا نہین
شہر آباد ہی کچہ کال حسینون کا نہین

تو سہی ناک مین دم ہو یہ ستاؤن تمکو
آنکہین کہلجائین وہ خورشید دکہاؤن تمکو

شمع رو ایسا نکالون کہ جلاؤن تمکو
اشک بنجاؤ تو نظرون سے گراؤن تمکو

نہ ملون کلمی خوشامد سے جو ارشاد کرو
بہول جاؤن تمہین ایسا کہ بہت یاد کرو

ڈہونڈہ کر کوئی طرحدار نکالون ایسا
ذرّہ تم سامنی اوسکی ہو وہ خورشید لقا

تم بہی دیکہو تو کہو صل علی صل علے
کم نما جیسے کہ خورشید کی پہلو مین سہا

فخر خوبان جہان چست بہی چالاک بہی ہو
اپنے غمزے کیطرح قاتل بیباک بہی ہو

چاند سا چہرہ شب مہ جو دکہائے تمکو
گرم صحبت ہو تو ہنس ہنس کے رولائے تمکو

کرم شب تاب کی مانند اوڑائے تمکو
آپ تو برق بنی ابر بنائے تمکو

سامنی اوسکے کہان دانش و فرہنگ ہی بات
صورت غنچہ نہ نکلے دہن تنگ سے بات

دام مین لائے تمہین گیسوی پیچان اوسکا
داغ دے چاند سا رخسارۂ تابان اوسکا

کنوین جہنکوائے تمہین چاہ زنخدان اوسکا
طوق ہو تمکو مہ نو سا گریبان اوسکا

عرق شرم حضور گل رخسار آئے
سر جہکا لو جو نظر ابروے خمدار آئے

کان کہلجائین کرو آنکہہ کی شوخی جو نظر
ہونٹہہ کاٹو جو پڑی آنکہہ لب لعلین پر
آنکہین تہرائین جو کانونکی نظر آئین گہر
نیست کردی تمہین نظارہ عنقای کمر
رنگ فق ہو شکم صاف کی نظاری سے
حلقی آنکہونمین پڑین ناف کی نظاری سی

زلف پر پیچ کری تمکو گرفتار رسن
تنگ جینی سی ہو ہنگام تماشای دہن
کنوئین مین ڈوب مرو دیکہکی وہ چاہ ذقن
صبح کردی جو نظر آئی بیاض گردن
کہنچی رشک صف مژگان کی خلش خارونمین
آتشین چہرہ لٹای تمہین انگارون مین

دلکو دیپچا ہو کمر کی جو لچک آئی نظر
درد دل چمکی جبین کی جو چمک آئی نظر
دم پہڑک جای جو ہتہونکی پہڑک آئی نظر
غمسی لٹ جاؤ جو گیسو کی پہڑک آئی نظر
سینۂ صاف جو سر مشق تصور ہو جاے
شکل آئنہ ہو سکتا یہ تحیر ہو جاے

دیکہو وہ لعل بسی زیب تو شامت آئی
زلف کج تمکو مقدر کی کجی دکہلاے
سرمگین چشم سی آنکہونمین اندہیر اچہای
راستی قامت موزون کی قیامت ڈہای
بیکلی دلمین ہو پیدا جو کلائی دیکہو
کیا ملو ہاتہ جو وہ دست حنائی دیکہو

کبہی آمادہ جو ہو رقص پہ وہ مایۂ ناز
شمع سان پہوٹ بہو دلمین یہ پیدا ہو گداز
ایسی بیچہ جاؤ کہ تم فرش ہو پا انداز
نیش عقرب ہو تمہین جنبش مژگان دراز
خشم آلود نگہ زہر کا دی جام تمہین
سانپ بن بنکی ڈسی زلف سیہ فام تمہین

گر پڑی اشک جو آنکہین کبہی آنکہونسی لڑین
باتین رنگین وہ کری منہ سی گل تازہ جہڑین
پہول سی چہرسی لالی تمہین جینی کی پڑین
خار ہو تمکو یہ پہانسین دل نازک مین گڑین

سرو آسا جو قد راست دکھاوے تمکو
خوب رسوا کری جھنڈی پہ چڑہای تمکو

١٣٣
ایسی آوازی کسی ہل نسکین آپ کی لب
گر میون پر اگر آجای نہین جای عجب
پھبتیان ایسی کہی تم یہ کہ چھا جائین وہ سب
بھاگتی راہ نپاؤ وہ گری برق غضب

گرم فقرہ اوسی ہر وقت وہ موزون سوجھی
قافیہ تنگ کری تمکو نہ مضمون سوجھے

١٣٤
میلی ہوتی ہین بہت شہر مین بھاری بھاری
شہر اُمڈا ہوا ہر سمت سی سڑکین جاری
جاتی ہین ساری حسین کرکی وہان طیاری
کثرت ایسی کہ زمین بوجھ سی جھکی عاری

امرا جتنی ہین سب سیر کنان ہوتے ہین
عشقبازونکی بھی انبوہ وہان ہوتے ہین

١٣٤
ابکی جاؤ گی کہین ہو کی جو گاڑی پہ سوار
دیکھین ہوتا ہی دل آفاق کا کس گلیہ نثار (?)
اوسکو بھی لاینگی وس میلی مین ہم کرکی سنگار
بندہتی ہی کسکی حضور اہل تماشا کی قطار

تو سہی کوئی نہ پوچھی تمہین گاڑی ہانکو
تالی بج جای بہت خوار ہو بغلین جھانکو

١٣٥
بس امیر اب نہین باقی ہی شکایت کا مقام
غمزہ کہتا ہی کہ اب غیر کا ہم لینگی نہ نام
دیکھو کس رنگ سی کرتی ہین وہ ملنی کا پیام
آئی ہی ہی چشم سخنگو کا کلام

تھا جو اندیشہ تمہارا وہی اب کام آیا
چپ ہو چپ رہو لو صلح کا پیغام آیا

واسوخت امیر تمام ہوے

امانت

سید آغا حسن صاحب مغفور متخلص بہ امانت ابن
میر آغا ابن سید علی ابن سید محمد تقی ابن سید علی رضوی
مشہدی کلید بردار روضہ جناب علی موسی رضا
علیہ السلام والف الف تحیۃ والثنا ہیں سید آغا حسن صاحب
امانت مغفور ۱۲۳۱ ہجری میں پیدا ہوے اور
بیس برس کے سن تک ان مغفور عالی طبیعت کو
تحصیل علوم کا شوق رہا پندرہوین برس
شعر گوئی کی طرف طبیعت کو رغبت ہوئی دو چار

سلام تصنیف فرماتے اوس زمانہ مین میان دلگیر صاحب مرحوم مرثیہ گوئی اور سلام گوئی
مین اوستاد کامل تھے اور والد ماجد سے ان مغفور کے اور میان دلگیر صاحب سے نہایت
بیحد اتحاد تھا اس سبب سے سید انشا حسین صاحب مغفور کو اونکے والد ماجد میان
دلگیر صاحب کے پاس لیگئے اور کہا کہ یہ چاہتا ہون کہ یہ بندہ زادہ آپکے علم و کمال سے
مستفیض ہو چنانچہ وہ سلام پیش کئے میان دلگیر صاحب نے اون سلامون کو دیکھکے نہایت
تعریف کی اور کہا کہ ابتدا مین جب ایسی طبیعت پائی ہے تو انتہا مین درجہ کمال حاصل ہوگا
یہ کہکے اون سلامون پر جا بجا اصلاح دی اور امانت تخلص تجویز کیا کچھ دنون تو یہی
سلام گوئی رہی بعد اسکے طبیعت غزل گوئی کیطرف رجوع ہوئی غزل کہکے میان دلگیر صاحب کو
سنائی اونہون نے عذر کیا کہ مین غزل نہین کہتا اسواسطے اسکی اصلاح مین معذور ہون اوس
دن سے بجای خود غزل گوئی اختیار کی قصہ مختصر بیس برس کے سن مین بسبب امراض باردہ خود بخود
زبان بند ہو گئی اور بذریعہ تحریر کلام کرنا اختیار کیا اسیطرح رہی اور خاموشی مین شعر گوئی درجہ کمال کو
پہنچی اور امرا اور شرفا اور شعرا شعر مشتاق و مداح ہوئے اور اکثر لوگ شاگرد ہوئے اوسی عروج طبیعت
مین شاہزادہ عالی تبار صاحب عالم مرزا ہمایون بخت بہادر بھی بہ اعلان شاعری مین شاگرد ہوے
کئی برس مین بکوشش اونہون نے دیوان اپنا جمع کیا اسی اثنا مین ایک واسوخت نہایت
عاشقانہ اور دلچسپ ایک سو دس بند کا ایک دوست نے وہ واسوخت انسے چھپا لیکے
اپنے پاس بند کر رکھا اور کہا کہ یہ واسوخت [illegible] کا ہوگا کہ سوا میرے اور کسی اونکے دوست و
شاگرد کے پاس نہوگا اونہون نے بہت اوس واسوخت کو مانگا مگر اونہون نے نہ دیا اوس
واسوخت کی کد پر یہ واسوخت مشہور کہ تین سو سات بند کا ہے سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین
تصنیف کیا اس واسوخت کی تصنیف کرنے مین تین بار ایسے علیل ہوے کہ نوبت ہلاکت کی
پہونچی تھی ابھی واسوخت مذکور ناتمام تھا کہ اونکو شوق زیارت عتبات عالیات پیدا ہوا اور
سنہ ۱۲ ہجری مین زیارت سے مشرف ہوے اور ببرکت معجزہ جناب امام حسین بعد دعا کے جو زبان
بند ہو گئی تھی خود بخود روضہ مین بعد دس برس کے گویا ہو گئی اوس وقت باتین کرنے لگی مگر کچھ

لکنت زبان مین تا مرگ رہی ایک برس مین زیارت سی مشرف ہوکر پہیر وارد لکہنو ہوے
اور واسوخت ناتمام کو تمام کیا اور ۱۲۶۳ ہجری مین ایک محفل قرار دی کہ تمام امرا
و رؤسا اور شعرای شہر جمع ہوے اور یہ واسوخت ایک جلسہ مین پڑہا گیا بعد اوسکے
یہ واسوخت صدہا بار شہرون مین چہپا اور آج تک چہپتا جاتا ہی بعد اسکے احباب نے
فرمایش کی قصہ راجہ اندر اسطرح نظم کیجیے کہ جسمین غزلین اور مثنوی اور ٹہمریان اور
دادری اور ہولیان اور بسنت اور ساونون اور چہند ہون تاکہ اس زبان مین بہی طبیعت
کی جودت اور ذہن کی رسائی دیکہین بسبب اصرار ہر دوست و یار چار ناچار ۱۲۶۹ ہجری مین یہ
قصہ تصنیف کیا اور اندر سبہا اوسکا نام رکہا کہ آج تک خاص و عام کی زبان پر جاری ہی مگر
چونکہ اندر سبہا کا تصنیف کرنا خلاف شان تہذیب جناب مغفور تہا اس لیے اوس کتاب
سے اپنا تخلص نکال لیا اور جا بجا تخلص کی جگہہ فقط استاد رکہدیا مگر عاشقانہ
دیوانگی غزلونمین جو تخلص امانت تہا وہی باقی رہا پہر دیوانسے جتنی غزلین اور مسدس
اور مخمس اور ترجیع بند اور خمسہ نکال کے ایک جا جمع کیے اور گلدستۂ امانت اوسکا
نام رکہا اور جب سی یہ مرحوم و مغفور زیارات عتبات عالیات سی مشرف ہوکر آئے
مرثیہ گوئی اختیار کی تہی پہلے پہل مرثیہ رزمیہ ایسا کہا کہ موجد اس مضمونکے ہوے یہ مرثیہ
ایسا مرغوب خلائق ہوا کہ اہل مطبع نے بسبب شہرت کے چہاپ دیا بعد اسکے سو
سوا سو مرثیہ رزمیہ و بزمیہ فصیح و بلیغ محاورۂ اردو مین تصنیف کیے بعد اسکے مغفور کو
شوق پہیلیان اور چیستان اور معما کہنے کا ہوا کہ بڑے بڑے نکتہ فہم اور ذہین
اوسکے بتانے اور بوجہنے مین عاجز آئے قصہ مختصر شہر جمادی الاول کی ۲۰
تاریخ روز سہ شنبہ کو قریب شام ۱۲۷۵ ہجری مین بعارضہ استسقا کے انتقال
کیا اور شہر لکہنو مین قریب امام باڑہ آغا باقر مسافرخانہ مین دفن ہوے بعد اپنے
دو فرزند ارجمند چہوڑے ایک سید حسن صاحب لطافت دوسرے
سید عباس حسین صاحب فصاحت



عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہو — پاؤن اس راہ مین رکھکر کبھی گمراہ نہو
غرق بحر غم و اندوہ مین دل آہ نہو — حسن یوسف سا بھی نظر آئے تو کچھ چاہ نہو

مطلع دوم

مثل ہاروت اسیر چہ بابل ہوئے
دل مگر زہرہ جبینون پہ نہ مائل ہوئے

عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو — خاص مین شورش وحشت کی خبر عام نہو
انتہا سوچ کے وارفتۂ خودکام نہو — ابتدا عمر مین الفت کا سرانجام نہو

مطلع سوم

نہ گرفتار قد عبرت شمشاد رہے
سرو کی طرح سے اس باغ مین آزاد رہے

یا خدا حسن پری کا کوئے دیوانہ نہو — قصۂ عشق صنم خلق کا افسانہ نہو
کوئے دل شیفتۂ جلوۂ جانانہ نہو — گل کا بلبل نہ بنے شمع کا پروانہ نہو

تپش آتش حسرت سے تب دق ہوئے
پر کسے رشک مسیحا کا نہ عاشق ہوئے

یا الٰہی کوئی اس عشق کا بیمار نہو — دردِ سر مول نہ لے غم مین گرفتار نہو
خواہش حسن مین رسوا سر بازار نہو — جان و دل بیچکے الفت کا خریدار نہو

کمبخت رنگ سے مانوس نہ اصلا ہووے
دل دانا کو نہ اس جنس کا سودا ہووے

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے خار — عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار — عشق وہ باغ ہے جسمین کبھی آئی نہ بہار

عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا

یہ وہ ہے سرو کہ قمری کا رہے دل ناشاد — یہ وہ شمشاد ہے جسکے ہین گرفتار آزاد
یہ وہ ہے دام کہ پابند ہین جسکے صیاد — یہ وہ صرصر ہے ہوا خواہ ہین جسکے برباد

یہ قفس وہ ہے کہ دم بند ہے انسانون کا
یہ وہ دانا ہے کہ دل آب ہے نادانون کا

چمن دہر مین وہ سبز قدم ہے یہ شجر — خشک ہو سبزۂ تر سایہ مین جسکے کمسر
گرم رفتار ہو گلشن مین ہوا اسکے اگر — سرو گلزار رہے سرو چراغان جلکر

روشون کی جو طرف رخ کبھی اسکا ہو جائے
ہو خلش خار کو گل سوکھکی کانٹا ہو جائے

یہ وہ گلچین ہے کہ تاراج کری عیش کا باغ — یہ وہ گلدستہ ہی ہو لونکی عوض جسمین ہین داغ
یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ — یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردی چراغ

سرو اس باد سے گلزار کا سطح ہو جائے
اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہو جائے

یہ وہ دریا ہے کہ جسکے نہین ساحل کا پتا — یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر چیتا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈھاسے تہ گرداب بلا — یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین ہے سیل فنا

یہ وہی موج کہ خنجر کے روانی دکھلاے
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

۱۰

یہ وہ ہے چاہ کہ اس چاہ پہ پیاسا جو گیا
یہ وہ ندی ہے کہ نالی کری لب تشنہ سدا

آب شیرین سے نہ سیراب ہوا خشک گلا
یہ وہ چشمہ ہے کہ ہو خاک پئے آب بقا

کس پی تری ہوے اس موج کی مار می تھی
آشنا ہمنے سدا گور کنارے دیکھی

۱۱

یہ وہ موتی ہے لڑی جسکی طبیعت اسپر
یہ وہ یاقوت ہے رلوای جو خون آٹھ پہر

آبرو کھوکے ہوا خاک پہ سلطان و بشر
یہ وہ الماس ہے سو ٹکڑی ہوے جس سے جگر

آتش اس لعل کی گر آب مین پیدا ہو جای
دفعۃً جل کے گھر سیپ مین چونا ہو جای

۱۲

یہ وہ صحرا ہے کہ اوڑتی ہے سدا جسمین خاک
یہ وہ ویرانہ ہے گنجینہ جو لی اسکا تاک

یہ وہ کہسار ہے جسکا کہ ہی اس صدمہ چاک
نقد جان کھوکے وفادارون کی طرح ہوے ہلاک

یہ وہ دولت ہے کہ اسکی جسے حسرت ہووے
درہم داغ جنون اوسکو عنایت ہووے

۱۳

یہ وہ بدنام ہے لے اسکا اگر صبح کو نام
اسکے اوصاف کا لیوی جو وہین سے کوئی کام

شام تک کھاے غم و غصہ غذا ہووے حرام
شمع کیطرح زبان منہ مین جلی وقت کلام

اس پتنگے سے زمانہ کی جگر جلتے ہین
گو پری زاد بہت دور رہین پر جلتے ہین

۱۴

یہ وہ میخانہ ہی جسمین نہین کوئی ہشیار
یہ وہ مے ہی کہ ہر اک قطرہ ہی جسکا کف مار

یہ وہ پیمانہ ہی جسکی ہین ہزارون سرشار
یہ وہ نشہ کہ ہی خواب اجل جسکا خمار

یہ وہ ساغر ہی کہ پیتا ہی لہو یارون کا
یہ وہ شیشہ ہی کہ دل چور ہی میخوارون کا

۱۵

حق میں جان بازونکے بیٹھی یہ چھری ہی اکثر | جان شیرین کی لیی زہر ہی یہ قند و شکر
جام شربت کا جو پیالی تو یہ شور یہ اثر | تلخی مرگ ہے آخر کو زبان نکلے اوپر

یہ وہ مصری کی ڈلی ہے کہ نہ پاس اس کی گری
سنکھیا کھا کے مرے اسکو زبان پر نہ دہرے

۱۶

یہ وہ ہی شمع کہ جلتی ہین فرشتونکے پر | اس نفنگی مین ہی آتش کی پتنگی کا اثر
یہ وہ فانوس ہے پردہ مین ہی جسکی اخگر | یہ وہ گلگیر ہے دلسوز کا جو کاٹ لی سر

جان ناساز ہو وہ نغمۂ خوش ناز ہی یہ
دل مضطر کو بد اسوز ہو وہ ساز ہے یہ

۱۷

یہ وہ محفل ہی کہ راحت کا نہین جسمین گذر | بدلی قلیان کی دہوان آہ کا ہی ہر لب پر
یہ وہ صحبت ہی کہ ہی پان جہان خون جگر | یہ وہ مجلس ہی کہ پانی کی ہی جا دیدۂ تر

یہ وہ دورہ ہے کہ ہشیار ہی متوالی ہین
یہ وہ جلسہ ہے کہ مطرب کے عوض نالی ہین

۱۸

بوجہ اسکا نہ کسی شخص پہ ڈالے اللہ | گو وہ پر سایہ پڑے اسکا تو صورت کاہ
یہ وہ پرکالۂ آتش ہی کہ خالق کی پناہ | خرمن عمر کو اک پل مین کری خاک سیاہ

یہ وہ بجلی ہے فلک آگی سی جسکی ہٹ جای
برق پر برق گرے رعد کی چھاتی پھٹ جای

۱۹

یہ وہ موذی ہے کہ ایذا مین رکھی پیل دمہا | یہ وہ زنبور ہے جو لینے نہ دے دل کو قرار
یہ وہ اژدر ہے کہ اک شعلہ مین کر دی لنبا | یہ وہ کالا ہے کہ انسانکو رکھی پیچ سی مار

یہ وہ عقرب ہے کہ بچھوا ہی مگر نیش اسکا
یہ وہ ناگن ہے جہان مین نہین منتر جسکا

۲۰

یہ وہ آسیب ہی سینہ جو کری دیو کا شق | سایہ پر یون جو پڑی اسکا تو منہ ہو گئی فق
ہیتین اسکی وہ ہین جان کو ہو جس سی قلق | یہ وہ ہی بہوت سیانونکو جو سمجھی احمق

نقش تعویذ سے آسیب ہے مارا جاتا
یہ وہ جن ہے کہ نہین سر سے اوتارا جاتا

یہ وہ تلوار ہے جو قتل کرے آخرکار　　یہ وہ گولی ہے بچا جاتا ہے جسکا دشوار
یہ وہ ہے تیر جو کر دیوے کلیجہ افگار　　یہ وہ نشتر ہے کہ ہو جاتی رگ جانکی جو پار

یہ وہ لوہا ہے کہ خون سیکڑون کی چاٹی ہین
یہ وہ خنجر ہے کہ لاکھون کے گلے کاٹے ہین

جسکی تعبیر اجل ہے وہ پریشان ہے یہ خواب　　یہ وہ فتنہ ہے جو فتنے کو جگا دیوے شتاب
ملک الموت ہے اکثر یہ پئے جان احباب　　سیکڑون گھر کیے ویران یہ وہ ہے خانہ خراب

پاؤن شادی مین یہ رکھے تو بپا غم ہو جاے
عیش و عشرت کا بچھونا صف ماتم ہو جاے

یہ وہ گیسو ہے پریشان رہے جس سے دل زار　　یہ وہ ابرو ہے جو تلوار دکھائے ہر بار
یہ وہ ہے چشم کہ گردش مین کبھی لیل و نہار　　یہ وہ رخسار ہے دلبر ہے جس سے کہ غبار

یہ وہ لب ہے کہ لب گور تلک پہونچا ئے
یہ وہ دندان ہے کہ سر رشتہ جان کٹجائے

یہ وہ ہے عطر کہ آمیز ہی بوے حرمان　　یہ وہ روغن ہے کہ گیسو کا اوڑا دیوے دھوان
یہ وہ غازہ ہے کہ رخسار پہ زردی ہو عیان　　یہ وہ سرمہ ہے کہ تاریک ہو آنکھون مین جہان

یہ وہ شانہ ہے کہ سب دل ہین پریشان اس سے
یہ وہ آئینہ ہے ہر چشم ہے حیران جس سے

رنگ ہر رنگ مین اپنا یہ دکھاتا ہے سدا　　کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی بے پروا
شعبدے یاد ہین اس اہل دغا کو کیا کیا　　کبھی گل ہے کبھی بلبل کبھی ہے غنچے کی صدا

کبھی اس باغ مین قمری ہے کبھی شمشاد ہے یہ
کبھی ہے طوق بگردن کبھی آزاد ہے یہ

کبھی ہو دیدہ گرفتار کبھی ہے صیاد
کبھی مجنون ہے کبھی ہے لیلی پاکیزہ نہاد
کبھی مقتول جفا ہے کبھی قہر جلاد
کبھی ہے غیرت شیرین کبھی رشک فرہاد

کبھی انداز پری ہے کبھی دیوانہ ہے
شمع رخسار کبھی ہے کبھی پروانہ ہے

کبھی ہے زلف مسلسل کبھی زنجیر گران
کبھی خود چشم کبھی دیدہ وحشت نگران [?]
کبھی ہے ابروی پرخم کبھی تیغ بران
کبھی رخسار مصفا کبھی روی حیران [?]

لعل لب ہے کبھی جان سوز کبھی نالہ ہے
کبھی ہے گوہر دندان کبھی تبخالہ ہے

کیا کیا انداز نگہ و نگہ [?] میں اس عشق کو یاد
لیلی زلف کا مجنون ہے کوئی نیک نہاد
کر دیا کتنون کو الفت کی ہوا مین برباد
لب شیرین کا بنایا ہے کسیکو فرہاد

کوئی نادان دہن تنگ کا دیوانہ ہے
در دندان سی گرفتار کوئی دانہ ہے

پھوڑتا ہے کوئی سر دیکھکے پیشانئی یار
چشم مخمور کی ساغر سے کوئی ہے سرشار
تیغ ابرو پہ کوئی جانکو کرتا ہے نثار
تیر مژگان کا نشانہ ہے کسیکا دل زار

دھیان مین رخ کے کسے چشم کو حیرانی ہے
یاد کاکل مین کسے دل کو پریشانی ہے

صفت برگ خزان زردہ ہے کرتا کوئی غل
کوئی باحال پریشان ہے برنگ سنبل
نعرہ زن ہے کوئی اس خار سے مثل بلبل
چاک کرتا ہے گریبان کو کوئی صورت گل

تنگ دل غنچے کی مانند کوئی ہوتا ہے
کوئی اس باغ مین شبنم کے روش روتا ہے

صورت آئنہ اس گھر مین ہے کوئی حیران
جلکے اس شمع سی دم توڑتا ہی کوئی جوان
شکل تصویر ہے سکتہ کسے خوشرو کو یہان
کسے کم سن پہ چراغ سحری کا ہے گمان

کوئی اس آتش پنہان سے پھکا جاتا ہے
کوئی شعلہ کے طرح طپش سے تہراتا ہے

۳۲
دل کا آجانا حقیقت مین ہے اک قہر خدا
کچھ نہین سوجھتا آنکھون سے کہ کرتا ہو مین کیا
دین و دنیا مین بشر کا نہین لگتا ہے پتا
آبرو جاوے کہ عزت نہین اصلا پروا

چھوٹی ذلت سے اگر موت کی ایذا سہجاے
منہ کفن مین جو چھپالیوے تو پردہ رہ جاے

۳۳
کبھی کوچے مین حسینون کی گذارہ نکری
خوش نگاہون سے محبت کا اشارہ نکری
دل کو مارے قدم اس راہ مین ہا ر نکری
جان دے شربت دیدار گوارا نکری

آنکھہ گر ابرو و مژگان ستمگر پر جاے
تیغ سے کاٹے گلا مار کے چہریان مر جاے

۳۴
سب مین آسیب پر آسیب محبت ہے غضب
ہوتا ہے سایہ فگن دیو شب فرقت جب
بہوت بنجاتا ہے عاشق نہین شعلہ کشی
تب یہ چلاتا ہے انسان کے بنی جانیہ اب

جنکو دعوی ہے دم اونکا بھی فنا ہوتا ہے
حسن پریون کا حقیقت مین بلا ہوتا ہے

۳۵
نہ کسی بجہ لطافت پہ کرے چشم کو وا
انکے چہٹو نپہ نہ لہراسے طبیعت کو ذرا
حلقۂ گیسو محبوب ہے گرداب بلا
آشنائی سے حسینون کی کنارہ اچھا

جان دی گر کے کنوین مین کہ جہان دہ اکر
نہ کسی غیرت یوسف کے اگر چاہ کرے

۳۶
کرے سورج کو سلام آب مین جھکر سو بار
بدلی عشاق کی بانے سے پہن لے زنار
بندگی سے صنم مہر لقا کی رہے عار
بت کو پوجے نہ کری حسن پرستی زنہار

ہاتھہ سے کعبۂ ابرو پہ اگر دل کہو جاے
صاف اسلام سے منہ پھیر کر کافر ہو جاے

خوش نگاہون پہ کرے شیر نر دلکو اصلا
آہو چشم غضب ہوش ربا ہین یکجا
ان غزالون کی جہپک دیکہکے ہوجاتی ہوا
چوکڑی دیتی ہین اک پل مین انسانکی ہبلا

مرگ چہانے کیطرح خشک بدن ہوتا ہے
نشہ آنکہون سی جوانے کا ہرن ہوتا ہے

۳۸
جان پیاری ہی تو انسان نکری حسن کو پیار
وصل جانان سے نکلتا جو نہین دل کا بخار
یہ مرض وہ ہی بحرا کہتے ہین جسکو آزار
جی تپ ہجر سی ہوجاتا ہے وقت آخر کار

تن بدن غم کی حرارت سی جو پہک جاتا ہے
عشق کی نام سے لرزہ اوسی تپ آتا ہے

۳۹
عشق ہیموت سدا رکہتا ہی عشاق کو مار
ہووے بیمار محبت کو جو شوق دیدار
اس ستمگر کی ادا مین ہے قضا آخر کار
چہرۂ یار کے نظارہ کے بدلے اکبار

ملک الموت کی شکل اوسکو دکہاتا ہے عشق
روزن در کے عوض گور جہکاتا ہے عشق

۴۰
جان کنی رہتی ہے دم زیست سی گہبراتا ہے
صدمہ اس ہجر کا عاشق کو یہ تڑپاتا ہے
خواہش مرگ مین بیتابی سے چلاتا ہے
ملک الموت کی نظارہ سے جی جاتا ہے

رکہے محفوظ خدا عشق کے بیماری سے
موت بہتر ہے کہین دل کے گرفتاری سے

۴۱
حسرت دید مین پتہرا گئین آنکہین صدہا
ہم بغل ہونیکی خواہش مین ہوا یہ نقشا
لب پہ دم آیا جو بوسے کیطرف دہیان گیا
موت نے آکے دبایا کہ ہوئی جان فنا

وصل جانان کی ہوس مین یہ تماشا دیکہا
بدلے سونی کے چہپر کہٹ کے جنازہ دیکہا

۴۲
شیشہ اسیم تنونکو کبہی سمجہے نہ بشر
دہیان مین رنگ طلائے کی رہتا ہی جگر
دلپہ آنچ آتی ہے پہک جاتا ہی اس آگ مین
کشتۂ عشق کو سونا نہین ملتا دم بہر

نقد جان تن مین بچار کہنے کے تدبیر یہ ہے
خاک ڈالے رخ محبوب پہ اکسیر یہ ہے

مر سکے انجون سے ہزار دن رہا سکو قبر مین جا
کئے ماہ اپنے ہوی ایسے کہ جی چہوٹ گیا

زہر کہای ہوی بیٹھے ہین اجل پر صدقا
جیتے جو دیکھا کسیکو وہ نہ دکھلائے خدا

تن سی دم عین جوانی مین نکلتے دیکھا
دیدی ہچشمونکو آنکہون سے بدلتے دیکھا

الغرض عشق سے محفوظ رہے کیسکو جتا
اک جہان مین کہ گرفتار مصیبت ہین سدا

اس بلا مین جو پہنسا پہر وہ کہین کا نہ رہا
عشق سے جانکو بیٹھے ہوی کرتے ہین دعا

تلخی مرگ کا فرقت مین مزا چکھا ہے
اک پری زاد و نے دیوانہ بنا رکھا ہے

ابتدا عشق ہے ہم کے کہون امی دوستو کیا
سادہ رویون کے نظارہ سی نکچہ مطلب تہا

آگے ان باتون سے آگاہ نہ تہا نہ بجند
میل کرتا تہا دل صاف ستے پہ نہ ذرا

عشق کے بار سی جسم سبک آگاہ نہ تہا
دور تہا کو مصیبت غم جانکاہ نہ تہا

لالہ رویونکی نہ الفت کا لگا تہا مجہے داغ
صرصر عشق سے یون عقل کا گل تہا جو چراغ

خار اندوہ سے تہا دامن عشرت کو فراغ
نکہت داغ جنون سے نہ پریشان تہا دماغ

زندہ دل رہتا تہا شادی سے غم مرگ نہ تہا
رنگ رخ زرد برنگ گل صد برگ نہ تہا

کوئی عاشق ہم کسے پر کہین ہوتا ناگاہ
پہر دن رہتا تہا اسی فکر مین باحال تباہ

اوسکے صورت پہ تحیر سے مین کرتا تہا نگاہ
عشق کیا شی ہے ہنسے کسے سب کہی مین جاہ

پیار کیا جیسے عالم مین محبت کیا ہے
ہجر کے ... سے وصل کے لذت کیا ہے

بیار مجنوں کو کیونکر یہ بسر کرتے ہیں
اپنا جی کھوتے ہیں اور غیر کا دم بھرتے ہیں

چین یہ مرتا ہوں کہ کس طرح سے سمجھی ہے
کیا بلا موت ہے یہ لوگ نہیں ڈرتی ہے

کوئی دیوانہ بنا ہے کوئی سودائی ہے
دل لگانے میں فقط ذلت و رسوائی ہے

بیٹھے بیٹھے جو یہ ولولۂ عشق اوٹھا
باغ عالم میں ہوا سخن ہوانے جو چلا

چند عرصے میں بڑا بول مری پیش آیا
عیش و راحت کی گلستاں میں چلی ہے

مثل گل غنچۂ خاطر مرا کھلانے لگا
بلبل دل قفس جسم میں گھبرانے لگا

آتش شوق یہ میری دل ناداں کو ہوا
بخت بیدار نے اک شب جو دیا مجھکو سلا

کیجیے دریافت کہ اس عشق کا کیسا ہے مزا
خواب میں آیا نظر اک چمن روح فزا

گل کھلانے ہوی باد سحری کو دیکھا
روش باغ یہ اک تازہ پری کو دیکھا

اوس پری رو نے پیا شیشہ و ساغر لیے دوڑی [illegible]
شیشہ کی گلابی مجھے با عیش و سرور

اوس پری رو نے کیے جام کیے پھر مجھ کو
لڑکھڑانے لگا میں نشے میں جب کر چور

دوڑ کر اوس نے گلے اپنے لگایا مجھکو
ذائقہ وصل کے لذت کا چکھایا مجھکو

پر ہوا تھا نہ ابھی کھول کے دل بوس و کنار
طالع خفتہ نے جو کر دیا مجھکو بیدار

نہ وہ گلشن نظر آیا نہ وہ صحبت نہ وہ یار
ہاتھ مل مل کے یہ میں کہنے لگا با دل زار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

خواب یہ دیکھ کے رویا میں بڑی دیر تلک
تا سحر ہیاں میں دس آنکھ کی جھپکی پلک

دیکھا گر سوی زمیں یا میں سے گر سوی فلک
نظر آئے کہیں یاں دس پھر کے ذرہ جھلک

آتش ہجر سے مین صبح کو جلتا اوٹھا
وصل کا پا کے مزہ ہاتھونکو ملتا اوٹھا

۵۵۴

پہر تو اکدم نہ قرار آیا مجہے سنے دلبر
کاٹکی کہلنے لگا گہر جانے لگا جانب در

آنکہین چار او سکے تصور مین ہین اٹہہ پہر
باتین دلسوز و نسے بہی کرنے لگا جل جلکر

آتش عشق عناصر مین جو آمیز ہوئے
گرمے شعلۂ حسرت شرر انگیز ہوئے

۵۵۵

رفتہ رفتہ مین لگا آپ سے ہونے باہر
ہاتہہ درواز یکے بازو پہ رہے شام و سحر

وحشت دل نے غرض پاون نکالے یکسر
گہر کیا عشق نے دل مین تو ہوا مین بے گہر

چرخ مین گردش افلاک نے ڈالا مجہکو
خانہ برباد کیا گہر سے نکالا مجہکو

۵۵۶

بیکلی سے جو لگے غنچۂ خاطر کو ہوا
نالۂ بلبل سے روش کرنی لگا صبح و مسا

خاک عالم کی لگا چہاننے مانند صبا
کبہی صحرا کبہی گلشن کیطرف جا نکلا

سرو گلزار نے جوبن جو دکہایا مجہکو
جلوۂ قامت جانان نظر آیا مجہکو

۵۵۷

سیدہا شمشاد کی جانب کو چلا مین اکبار
دلکو حسرت ہوئی میری کہ یہ کیا ہے اسرار

چشم حسرت سے لگا دیکہنے قدرت کی بہار
شجر باغ ہے یا قامت برجستۂ یار

قد موزون کا کچہ انداز جو پایا مین نے
دوڑ کر سرو کو چہاتی سے لگایا مین نے

۵۵۸

ناگہان گل نے دکہائی جو مجہی اپنی بہار
خار کہا کہا کے اوڑایا مجہے بلبل نے ہزار

ہاتہہ اور پانون گئے پہول چمن مین اکبار
منہ پہ منہ گل کے رکہا مینے سمجہکر رخ یار

یاد مین بوسۂ رخسار کے سب کچہہ بہولا
رخ رنگین کے تصور مین نیا گل پہولا

صین گلشن مین جو نرگس سے ہوئین آنکھین چار
چشم جانانکی بعینہ نظر آئی جو بہار
دیدبازی کی لیے پاس گیا مین اکبار
ٹکٹکی بندہ گئے جھپکے نہ پلک پہر زنہار
کہپ گیا چشم صنم کا جو خمار آنکھون مین
پی گیا کاسۂ نرگس کی بہار آنکھون مین

۶۰
اس پریشانی مین سنبل کو جو دیکھا ناگاہ
جالی نزدیک جو کی چشم تصور سے نگاہ
دل ہوا کوچۂ کاکل کے ہوا مین گمراہ
سومبو پہر گئی آنکھونکے تلے زلف سیاہ
دم یہ او بجا پے گیسوے معنبر میرا
حال سنبل کے روش ہو گیا ابتر میرا

۶۱
نہر گلشن پہ جو آیا کوئی دلجو نظر
متلاطم جو ہوا چشمۂ حسرت یکسر
جوشش اشک سے فوارہ بنا دیدۂ تر
داغ دل دہونے کو لہراکی چلا دریا پر
وان بہی کس کس ڈریکتا کا نظارہ نکیا
شام تک یاون نے ساحل سے کنارہ نکیا

۶۲
خالی دریا ہوا لوگون سے تو دل بہر آیا
غنچۂ دل جو کسی جا نشگفتہ پایا
آکے چوک مین نظارہ کنان پونہچا یا
گلفروشون مین کہڑے ہو ہو کی جی بہلایا
خلش عشق سے وان بہی مجھے اک خار ہوا
کوئی گل آکے گلے کا نہ مرے ہار ہوا

۶۳
رویت ماہ کا مژدہ شب اول جو سنا
کربلا جا کے طواف در حضرت تو کیا
شوق نوچندی کا وہ چند مری دلکو ہوا
کعبۂ رخ کے مگر دید سے محروم رہا
وان سے درگاہ جو آیا تو الم اور ہوا
عقدۂ دل کی کشائش کا نہ کچہ طور ہوا

۶۴
چودہوین رات کا مہتاب جو نکلا سر راہ
جا کے تالاب پہ کی چار طرف مینے نگاہ
چاندنی دیکہکے مجھکو ہوئی تالاب کی چاہ
تیرہ بختی سنے دکھایا نہ کوئی غیرت ماہ

دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا مین نے
سارے تالاب کے سوتون کو جگایا مین نے

ہوا سب کچھ مجھے جلسہ جو کوئے یاد آیا
جگھٹا بادہ کشون کا جو کہین سن پایا

ناچ کا رنگ دکھا ٹیکو وہان دل لا یا
آنکھ مین بھر کیف وہان پہونچایا

مے دیدار سے لیکن کہین سیر سے ہوئے
آمد و رفت کہان شہر مین میرے ہوئے

اک پل چرخ کی گہر مین نہ بٹھایا مجھکو
جذبۂ عشق جو اک کوچے مین لایا مجھکو

در بدر گردش قسمت نے پھرایا مجھکو
حسب دلخواہ پریرو نظر آیا مجھکو

غور سے مینے جو وہ نور کے صورت دیکھے
جلوۂ حسن مین اللہ کے قدرت دیکھے

ٹکٹکی بندہ گئے میری جو اودھر کو ناگاہ
کے لگاوٹ سے پھر اوسنے مری جانب نگاہ

مسکرانے لگا منہ پھیر کے وہ غیرت ماہ
کر گئے ذبح مجھے تیغ نظر خاطر خواہ

بات کی بات مین منہ ہائے غضب موڑ گیا
اپنے کوچے مین تڑپتا وہ مجھے چھوڑ گیا

تگ و دو اوسکے مجھے پھر تو رہے آٹھ پہر
اتفاقاً کبھی آیا وہ چھلاوا جو نظر

کوچہ گردی نے کیا گرد فلک کے چکر
لین اشارون مین پریرو کی بلائین یکسر

کوئے مین نے لگاوٹ کی غرض گہات سے لگے
اچنبے جانکے پر اوسنے ملاقات سے لگے

دل مرا اوس ستوا کر جو بہت گھبرایا
آستان یار کا لوگون سے جو خالی پایا

کوئے دلدار مین بس جا کے قدم ٹھہرایا
گھر مین اس شوخ کے بیساختہ مین در آیا

حسن کی چار طرف جلوہ گرے کو پایا
تخت پر صحن مین اوس سنگ پرے کو پایا

دیکھکر مجھکو بناوٹ سے وہ بگڑا اکبار — آہ وے جان سے گئے جبسے نکلی کچھ تکرار
سر کو نہوڑا کے یہ کے مکر سے اوسنی گفتار — ایسا بیباک زمانے مین نہوگا زنہار

آبروریزی سے شاید نہین تو ڈرتا ہے
غیر گھر مین کوئی اسطرح قدم دہرتا ہے

غصہ جب اوس ستم ایجاد کا کچھ دور ہوا — بیٹھکر پاس تب آہستہ سے مینی یہ کہا
دلکی بیتابی نے پیاری مجھے ناچار کیا — تجھپہ سو جان سی عاشق ہون ذرا سر تو اوٹھا

یاد اتبوسنے مجھے ذلت ہے نہ رسوائی ہے
کشش حسن یہان کھینچکے لی آئی ہے

نیم راضی سا جو اوسبات پر اوسکو پایا — بے حجابانہ سخن مین یہ زبان پر لایا
تمنے مجھپر نہ کسے روز کرم فرمایا — دل بیتاب کو فرقت مین سدا تڑپایا

واہ جی ایسا تغافل بہی کوئی کرتا ہے
آج تک تمنے نجانا کہ کوئی مرتا ہے

مسکرا کر یہ شرارت سے جواب اوسنے دیا — مجھکو معلوم ہے کیا حال ترا دل کا
مرنے جینے سے کسیکے نہین واقف اصلا — کوئی مرتا ہے تو وہ جا کے کرے اپنی دوا

مجھسے اس درد کی تدبیر بہلا کیا ہووے
کرے مردے کو وہ زندہ جو مسیحا ہووے

اس لگاوٹ کا جواب اوس سی جو پایا مینے — ظاہر الفت کو کیا عشق جتایا مینے
پاس دل صبر کے کوچہ سے اوٹھایا مینے — کھینچکر ہاتھ گلی اوسکو لگایا مینی

منہ پہ منہ رکھدیا بوسے لب نازک کی لیے
سر کشی اوسنی دکھائے تو قدم جھک کی لیے

گو رکھائی سے کیا اوسنے سراسر انکار — ایک بہی بات سنے اوسکی نہ مینی زنہار
دیر تک یوہیں رہا بیچ مین بوس و کنار — دل سے دل مل گئے نقشہ یہ ہوا آخر کار

نشۂ ساغر لذت سے جو بیہوش ہوا
کہولکر ہاتھہ وہ خود مجھسے ہم آغوش ہوا

نہ مکان یار کا صحبت کے جو قابل پایا
پہر ہر اک آدمی کو گھر کا پتا بتلایا

اپنے گھر لانیکا طور اوس سے غرض ٹھہرایا
لا کے احباب کے صحبت مین ادہسی بٹھلایا

گرد پہر کے فدا صورت پروانہ ہوا
شمع رخسار سے روشن مرا کاشانہ ہوا

محفل آراستہ کرنے لگی اپنے سب یار
رکہے شیشے کے کنول چار طرف ابتدا

بام پر فرش تکلف کا بچہایا اکبار
چاندنے فرش پہ چھٹکے تو ہوئی اور بہار

ڈالیان پہولون کے ہارون کی ہر اک رنگین
کشتیان شیشہ و ساغر کے برابر رنگین

میری پہلو مین اوسے لاکے وہان بٹھلایا
عیش و عشرت کا جو سامان مہیا پایا

وہ رہا شغل رہا اوس شوخ کے دل کو بہایا
بیقراری سے یہ مطلع مین زبان پر لایا

عاشق تازہ ہون اور وصل کے پہلی شب ہے
شرم سے کہہ نہین سکتا ہون کہ کچھ مطلب ہے

جب لگا نیند سے انگڑائیان لینی وہ گل
پہر تو خلوت مین لگا چلنے بہم ساغر مل

چمن بزم ست سب اور لڑکے مثل بلبل
نشۂ مے سی وہ بیہوش ہوا جب بالکل

دست گستاخ بصد شوق بڑہایا مین نے
گہات سے داؤ پر اوس گل کو چڑہایا مینے

زانوون مین جو لیا ساق بلورین کو دبا
ل گیا جاکے گلابی سے جو شیشے کا گلا

کسمسایا وہ بہت ناز سے پر ہل نسکا
ساغر وصل مے سرخ سے لبریز ہوا

یہان گرہ کہل گئے دل کی اودہر انکیا کے
لب نازک سے صدا آنے لگے بس بس کے

۵۵۱
سینہ سے سینہ ملا دل سے جگر بن سی بن
لایا آہستہ سے شرما کی زبان پر یہ سخن
تنگ آیا مرے آغوش مین وہ غنچہ دہن
غش چلا آتا ہے ہوتا ہے مزاجی سن سن

غیر حال اسکا نزاکت سے جو پایا مین نے
لخلخہ زلف معنبر کا سونگھایا مین نے

۵۵۲
بادۂ عیش سی تا صبح رہا دل سرشار
خواب راحت سے اوٹھے جھومتی ہم اکبار
دن چڑھا جب تو ہوا نشہ وصلت کا اوتار
سرئ آنکھون مین ادہر نیند ادہر وسکو خمار

نیچے نظرون سے وہ ہر دم مرا منہ تکتا تھا
مجکو حیرت سے تھے ادہر اوسکو ادہر سکتا تھا

۵۵۳
یون ہی القصہ ہوئین صحبتین اوس سے دو چار
وضع کو دیکھا تو بالکل ہے لڑکپن اظہار
جو کہا مین نے قبول اوسنے کیا بی تکرار
مگر آرہتا ہے بناوٹ سی نہین کچھ سرکار

جامہ زیبی سے ہے آگاہ نہ رعنائی سے
خود پسندی سے ہے مطلب نہ خود آرائی سے

۵۵۴
گرم ہوکر سوی حمام اوسے مین لایا
میل خاطر پہ جو اوس سیم بدن کی پایا
چھینٹے دی دی کی نہانی کی لیے ٹہلایا
طمع کیسۂ زر دیکے وہین بہلایا

یون نہا دہو کے وہ حمام سے باہر نکلا
آتشی برج سے گویا مہ انور نکلا

۵۵۵
ٹھیک پوشاک جو سلوائی تھے مینے سارے
کامدانی کے سراسر جو وہ تھے طیارے
اوس سبکدوش کو پہنائی یہ انگیا بہارے
پیٹ پر کرتی نی جانے تو ہوئی گلکارے

بند پھر محرم زرتار کے کس کر باندہے
جال مین سونی کے چڑیا جو پھنسے پر باندہے

۵۵۶
سرخ اطلس کا وہ پاجامہ سجا اوٹنے دار
ہاتھہ مین پاینچے دونون جو اوٹھاے یکبار
جسکے کلیون کا ہوا غنچہ دہن سی نہ شمار
کس قدر جامہ سی باہر ہوا وہ رشک بہار

کلبدن پہر جو مقابل کوئی پایا اوسنے
چٹکیون مین دم رفتار اوڑایا اوسنے

۸۷
اک دوپٹہ دیا شبنم کا پہر اوس گل کو اوڑہا
پرگئے اوس حسینان جہان پر ہر جا
جنبش جسم سے آنچل کا جو پٹا لچکا
چادر ابرمین بجلے کو تڑپتے دیکھا

جہرمٹ اوسنے رخ روشن پر جو شکر مارا
قہقہہ برق نے سورج کے کرن پر مارا

۸۸
بکہرے بالون سے پریشان جو ہوا دم سارا
کنگہی چوٹے کا ہوا دل کو سراسر سودا
تیل بالون مین حنا کا جو دیا مین نے لگا
مشکبو زلف معنبر سے ہوا گہر سارا

بال مقراض سے گیسو کے برابر کاٹے
اور ڈنگ زلف کی ناگن تو وہین پر کاٹے

۸۹
مانگ سیدہ ہے وہ نکالے کہ فلک کی ہو جاہ
کہکشان کو نہ ملے بہاگنے کی جیح سے راہ
در جو الماس کا چہپکا جو لگا یا ناگاہ
جہٹکے تارے سر شام ایسے کہ ٹہری نہ نگاہ

غل شب زلف کا بس قاف سے تا قاف پڑا
چاند نے کہل گئے جب نقرئی موباف پڑا

۹۰
اوسکے ماتہے کی بہرا افشان سے کیا نور افشان
تیغ ابرو کو کیا صاف سے قتل جہان
کاجل آنکہون مین لگایا تو ہوا حشر عیان
سرمہ سان اشک سے بس لپگئے خوش چشم جوان

سے ملوائی تو قدرت کے چمن پہول گئے
گل سوسن کے فضا غنچہ دہن بہول گئے

۹۱
شام کا رنگ جو مسے کی لگاوٹ مین تہا
اوسپہ لالے جو لگائے تو شفق پہولی کیا
لایا باہر جو زبان کو وہ جتانے لاکہا
پہول لالے کا عیان غنچہ سوسن سے ہوا

ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکہا
گہر و نیلم و یاقوت کو یک جا دیکہا

الماست

۱۲

بالیان مین جو لگا اوسکو مہنا نے نگین
بالے مین سے جو تہا حلقۂ گوش زیور
پیچ کہا بار سے وہ شرارت سی کہ گر پیچ اوپہنا اگر
کان کیا لال ہوئی کان جواہر بنکر

بیتیان موتیونکے جہک سے لوین جو سہتی تہین
بالیان خوشۂ گندم کے طرح جہڑ تے تہین

۵۹۳

بندی یاقوت کے اوسکو جو دی مینی پہنا
جہالے پہنائی اوسی اور عدد بہی یکتا
کان کے لو سے شرارے نکل آئے گویا
حسن کے باغ مین کیا موتیون کا مینہ برسا

ابر گیسو مین جو ہل ہل کے چمک جاتے تہین
بجلیان ہیری کے دل برق کا تڑپاتے تہین

۵۹۴

طوق گردن مین وہ پہنایا کہ ٹہہرے نہ نظر
دیکہ کے ہیری کی ڈالے جو گلے کی اندر
چاند سے جسکے ہوا ٹکڑے مہ نو کا جگر
تالیون مین سے لگے جگنو کو اوڑانے اختر

نورتن بازو کے جب یار کے بازو دیکہے
سینے وزیر کے الماس جڑاو دیکہے

۵۹۵

نکل آئے تو گلائے کو بنا کر جہوڑا
بیچ کے نو گر لوگو کنگن کیطرف منہ موڑا
چوڑیون کا سر دست اوسکو پہنایا جوڑا
گہنا پہنایا بہت سا کہ سہنو دل توڑا

چمکا کندن سا بت شک قمر کا چہرہ
دیکہا ہیری کے کڑون مین جو مگر کا چہرہ

۵۹۶

پہر علی بند پہنایا کہ لے حفظ اعضا
چہلے سونے کے جو یکدست دی مینی پہنا
کر دیا ہاتہ کو پابند طرحداری کا
اونگلیان ہوگئین اوس شوخ کی انگشت نما

آرسی پہنے تو دل اور لبہایا اوسنے
کیا انگوٹہا ب مجہے ہنس ہنس کے دکہایا اوسنے

۵۹۷

اوسکے پہر پاؤن مین پہنائی وہ سونیکی جہڑے
دم رفتار وہ جہنکارین ہو وین جو کڑے
بجے گہنگرو کے صدا شور قیامت سے اٹہی
بیچین تند و نکا اوڑے نیند نہ مردونکو پڑے

علغلہ زیر زمین دور تلک چال کا ہو
دل لرز جائین گمان خلق کو بھونچال کا ہو

٩٨

پھر طلائی اوسی جوتا وہ پہنایا بھاری — چنیان حسین جواہر کے جڑی ہتین ساری
جھاڑی اسطرحکی ہو جسسے تجلی گلکاری — گھنگرو سونے کے ٹکی گرد نئے طیارے

دل لگا روندلی جب وہ بت پر فن میلا
دوست ہر سمت سے کہنے لگے دشمن پایا

٩٩

جب یہ سب زیور و ملبوس پہنایا اوسکو — پھر تو نایاب جہان حسن مین پایا اوسکو
دیکھی بیتابے سی گودمین اوٹھایا اوسکو — آئینہ خانے مین لیجاکے بٹھایا اوسکو

دیکھکر حسن کو وہ رشک چمن بھول گیا
دیکھا تن تن کے بدن شرم و حیا بھول گیا

١٠٠

اس ہوا مین جو شگفتہ اوسے پایا مینے — گہنا پھولونکا پھر اوس گلکو پہنایا مینے
صورت صحن چمن گھر کو بنایا مین نے — شیشیون عطر عروس وسکے لگایا مین نے

زر کے جلوی سے وہ دلہن جسکو بنایا اوسکو
شادی وصل مین چھاتی سے لگایا اوسکو

١٠١

ہمکنار اوس سے رہا کرنی لگا آٹھ پہر — خوش رہا وصل سے دل ہجر سی بیخوف و خطر
تھا کچھ اندیشہ رقیبو نکا نہ اغیار کا ڈر — عیش و عشرت مین کیا کرتا تھا اوقات بسر

کچھ سفید اور سیہ کی نہ خبر ہوتے تھے
صبح ہوتے تھے کہان شام کدھر ہوتی تھے

١٠٢

دولت وصل سے تھا خانۂ دل مالا مال — نہ جدائی کا کہین خواب مین آتا تھا خیال
لپٹا رہتا تھا مین اوس شوخ سے وصلی کے لیے — ہجر کے مشق سے کیا غیر تھا ہر غیر کا حال

کوئی غم کھاتا کوئی خون جگر پیتا تھا
لوگ مرتے تھے مجھی دیکھکے وہ جیتا تھا

قصد جانیکا مین کرتا جو کسی دوست گہر
بانہین گردن مین پڑی رہتی تہین باگیدگہر
ہنسکی وہ کہتا تہا لقد مجہی قتل نکر
چار پائی سی نہ ہوتی تہی جدا آٹہہ پہر

روٹہہ کر مین جو کبہی پاس سی ہٹ جاتا تہا
ہاتہہ پہیلا کی گلی سی وہ لپٹ جاتا تہا

۵۰۴

چند دن جبکہ اسی عیش مین گذری باہم
فلک بد سی نہ یہ دیکہہ سکا جاہ و حشم
چاہا قسمت نی کہ ہو صحبت عشرت برہم
کردی اک تفرقہ اندازی کی صحبت باہم

ظلم کی طرح نکالی ستم ایجاد کیا
عین شادی مین دل شاد کو ناشاد کیا

۵۰۵

میری صحبت سی غرض یار کا دل گہبرایا
مال و زر سیم تنی کی جو بدولت پایا
پہونکی کان مین شیطان کچہہ اوسکی آیا
حسن کو اوسنی بناوٹ نی غضب چمکایا

آبرو خاک مین سونی کی ملادی اوسنی
اسقدر رنگ طلائی کو جلادی اوسنی

۵۰۶

آئینی سی وہ دو چار آٹہہ پہر رہنی لگا
زلف و عارض پہ فدا شام و سحر رہنی لگا
شوق خود بینی کا منظور نظر رہنی لگا
برق بن بن کی بت رشک قمر رہنی لگا

ناز و انداز مین غمزی مین غضب طاق ہوا
خودنمائی مین خود آرائی مین مشاق ہوا

۵۰۷

زلف اوجہی جو سر مو تو دل اوسکا اولجہا
کہینچکی مو باف جو چوٹی مین پڑا کوڑی کا
بال شانی سی کیے صاف بہی حسن صفا
تازیانہ فرس غمزہ و نازش کو ہوا

کنگہی اونکی یہ رہی زلف کی سلجہانی مین
درد افراط نزاکت سی ہوا شانی مین

۵۰۸

ذرہ ذرہ رہی اوس مہر کو اعضا کی خبر
چاند سی منہ پہ نظر آئی ستاری اکثر
خال افشان سی نہ پیشانی کو رکہا دم بہر
سر کو نہوڑا کی ہوا چین بجبین رشک قمر

ماہ افشان کا نزاکت مین غضب ہوتا ہے
درد سر یہ کے معشوق کو کب ہوتا ہے

پڑ گئے چشم پہ جب عین نباوٹ مین کلاہ
یہ ملے تیغ نظر سے دل مردم کو تباہ

کاجل آنکھون مین ستمگر نے لگایا دلخواہ
اہل نظارہ کو اک پل مین کیا خاک سیاہ

پلکین جھپکا کے ہزار آفتین ڈھائین اوسنے
لاکھ چھریان دل عاشق پہ لگائین اوسنے

مسّے ہونٹون پہ سر شام لگائی وہ دہوان
دانت سے کشور دل پر جو لگا ہی وندان

ہو گئے جس سے کہ عشاق کی مجلس حیران
کر دیا پان نے شبخون کا سراسر سامان

جان بلب ہو گئے دو ایک نہ لب کی غم مین
خون لاکھے نے ہزارون کے بہائی دم مین

ٹہیک پوشاک پہننے کا اوسے شوق ہوا
سر کے پستان سی کٹوری تو ہوا جی مین خفا

ڈھیلے کرتے سے سدا غنچہ دہن تنگ رہا
بند محرم کے بندی جسیت تو دل وسکا کہلا

گہاٹ انگیا کا کم و بیش جو پایا اوس نے
سینکے خیاط کو جڑیا کا بنایا اوسنے

گجرے پہولونکے پہن ہاتہ لگا چمکانے
اینڈ کر گات کا انداز لگا دکہلانے

عطر مل مل کے یہ اترایا کہ بہڑکے شانے
دم رفتار نزاکت سے لگا بل کہانے

حسن و خوبی مین برابر یہ جب فوق ہوا
دید بازیکا لگا وٹ کا اوسے شوق ہوا

فاش در پردہ کیا حسن بے پردہ اوسکا
قتل اٹکہیلیون سے اہل تماشا کو کیا

پاس چلمن سے کے کہڑا رہنے لگا نے پردا
منہ نکالا کبھی باہر کبھی شرما کے چھپا

ربط رہنے لگا اوس شمع کو پروانون سی
آشنائیکا کیا حوصلہ بیگانون سے

دہوپ جب ڈہلگئی اور رہ گیا دن چار گھڑی
دہو کے منہ ہاتہ گلوری رکھی کہ منہ مین پڑے
تلملا کر وہ اوٹھا نیند نہ آنکھون مین پڑے
ہاتہ سے لے کے آرسے مین دیکھے مسی کی دہڑے

دید بازی کو تہ بام جو پایا اوس نے
بر محل آنکو کوٹھے پہ چڑہا پایا اوس نے

لیکے پہولونکے چہڑے ہاتہ مین وہ گل اندام
منہ پہ لایا طپش دل سے لگاوٹ کی کلام
ناز سے کرنے لگا بام پہ ہر سمت خرام
کبہے اشعار زبان پر کبہی لب پر دشنام

چٹکیان گاہ بجانا کبہی گانا اوسکو
سر پہ عاشق کے مزے روز اوڑانا اوسکو

راگ لانے لگا ہر رنگ مین وہ آخر کار
نہ خیال آیا مری دل شکنی کا زنہار
چہیڑ نیکو مرے در پردہ کیا شوق ستار
اپنے بیگانے مین گانے وہ لگا بی تکرار

جب کہا مینے مری پاس سبہی اب آتے ہو
بولا وہ زہرہ جبین طعن سے کیا گاتے ہو

جبکہ عیاری مین کامل ہوا وہ ماہ تمام
نقد دل نذر لیے ہاتہ مین پہونچی ناکام
تب ملاقات کے آنے لگے ہر سو سی پیام
اہل بازار ہوے یوسف ثانی کے غلام

پردہ ہی پردہ مین سخن رمز کے سب کہنے لگے
جمگھٹے یارون کے چلمن کے تلے رہنے لگے

لب پہ اشعار امانت کے کوئی لاتا تہا
سوز پڑہ پڑہ کے کوئی درد سے چلاتا تہا
کوئی وحشت زدہ سودا کے غزل گاتا تہا
رقعہ لکہہ لکہہ کے بہیجے جرات کوئی دکہلاتا تہا

کوئی کہتا تہا کہ اس بات سے کیا ہوتا ہے
وہے ہوتا ہے جو قسمت کا لکہا ہوتا ہے

کوئی کہتا تہا کہ سو جان سے قربان مین ہون
کوئی کہتا تہا کہ ناشاد پر ارمان مین ہون
کوئی کہتا تہا ترا تابع فرمان مین ہون
کوئی کہتا تہا ترے وصل کا خواہان مین ہون

آئینے مین مری صورت سے ڈرایا مجھکو
زیست نے مردہ صد سالہ بنایا مجھکو

۱۴۲ه

سنکے احباب نے یہہ حال کرم فرمایا
غمگساروں نے جوانے کا مری غم کھایا
دوستانہ نہ مجھے یارون نے بہت سمجھایا
یہ سخن متفق اللفظ زبان پر آیا

سنکے غم مین ہوئے ای شخص یہہ حالت تیرے
رونا آتا ہے ہمین دیکھکے صورت تیرے

۱۴۳ه

اپنا یہہ حال کوئی عشق مین کرتا ہی بھلا
دل لگا اور سے تو ہے اوسی خاطر مین لا
جانکو دشمن جانے کی سگے تیری بلا
جسقدر اوسنے جلایا اوسی تو ہے تو جلا

غم کے کھانے سے کسیدن غضب اجای گا
جان جای گی تری یار کہان پائی گا

۱۴۴ه

ہمنشینوں نے مری حین جو یہہ فرمایا
اور معشوقوں کا سفے الفور مجھے دھیان آیا
سبکا فرمانا مرے دل کو نہایت بھایا
شعر یہ اوسکی تصور مین زبان پر لایا

تو ہے ہر جائی تو اپنا ہے یہی طور سہے
تو نہین اور سہے اور نہین اور سہے

۱۴۵ه

دلمین یہ بات سمائی تو حواس آی ذرا
منہ لگایا نہ اوسے میںنے بھی پھر ہوکی خفا
تب فرقت ہوئی کم ولولہ عشق سوا
کے روکھائے وہ بناوٹ سی کہ بگڑا نقشا

دیکھا اندھیر تو دل طیش سے معمور ہوا
بے جلانا مجھے اوس شمع کا منظور ہوا

۱۴۶ه

چمن دہر مین پھر پھرنے لگا شکل صبا
بندہ سے گئے عشق کی آپنے یہ بانی مین ہوا
دل گل اندامونکی غنچے مین رہا صبح و مسا
لالہ رویونکو ہوا داغ مری فرقت کا

دیکھکر رنگ مرا غنچہ دہن کھلنے لگے
سرو قد شوق سی جھک جھک کے گلی ملنے لگے

رنگ مین بو مین نزاکت مین جو یکتا پایا
چمن حسن کا اوسنے جو سماں دکھلایا
اک گل تازہ سی دل مینے غرض لگایا
نخل توام کی روش مینے گلی لپٹایا

کئے دن لگ کے مری وس سے اوڑا ئی کیا کیا
شجر قد سے ثمر وصل کے پائے کیا کیا

مین نی اوس گل کو جو یکرنگی مین کامل پایا
دیکھکر مجھکو یہ کلمہ وہ زبان پر لایا
خار دینی کو تب اوس غنچہ دہن کی آیا
اب ہے ناحق مری چوٹ یہ کرم فرمایا

کسکے ہے یاد کہ تو دل سے مجھی بھولا ہے
نہ خدا جھوٹ کرے اب کوئی گل پھولا ہے

کھلکھلا کے مری منہ سی یہ نکلا اکبار
اپنے جوبن پہ ہے نازان عبث ای گلرخسار
گل وہ پھولا ہے کہ دکھلائیگا اب تجکو بہار
باغ عالم مین پڑے ہین گل تر تجھسے ہزار

سرو قد سیکڑون ہین غنچہ دہن لاکھون ہین
گلشن دہر مین بلبل کو چمن لاکھون ہین

دوستانہ سمجھی ای دشمن جان سمجھایا
تونے کیا کیا نہ مرے حق مین ستم فرمایا
کہنا عاشق کا نہ کچھ دھیان مین ہرگز لایا
سخن بد نہ کبھی اپنے زبان پر لایا

ہم تجھے کہتے رہے پیار سے جانی پیارے
تونے افسوس مری قدر نہ جانے پیارے

آتش رشک سے حالت مری کیا کیا نہوئی
سوز پنہان کی کسیکو خبر اصلا نہوئی
ونکو اوقات بسر صورت پروانہ ہوئی
شمع کے طرح جلا مین مرے پروا نہوئی

گھر مین دلسوز کے اندھیر مچایا تونے
آتش افروز ونکو محفل مین بٹھایا تونے

چرب بے جائی یہ تری آنکھوں مین الشمع لقا
موم روغن لب خشکیدۂ دل پر نہ ملا
اپنے دمساز کے سوزش پہ نہ گھلا اصلا
غیر سی چرب زبانی رہے محفل مین سدا

مطلع
اپنے غنچے مین بٹھایا اوسے اغیارون نے
گل رعنا کو مرے گھیر لیا خارون نے

دہو کے ہاتھ آبرو کے پیچھے پڑا یار ایسا
دلکو مرغوب ہوئی چاہ سے پانی کی ہوا
آشنائی رہے چشمون سی نگاہو نکو سدا
روز تالاب پہ وہ بام ڈبونے کو گیا

مطلع
دوڑی کہڑ کہڑیا سڑک پر سگے باری اوسکے
دم لرزان ڈولی مین سگے رہنی سواری اوسکی

نخل عشرت سے مری دلکو ملا غم کا ثمر
سو نی جہیل اوسکو کبہی لیکے گئی مدنگو ہر
عیش باغون مین وہ گل کرنے لگا شام سحر
لہر دریا کا لگا یا کہ ہنا ؤ چل کر

مطلع
آشنائی سے ہوا میرے کنارا اوسکو
چہینٹے پیراکون نے دی دی کی اوبہارا اوسکو

چاند کی رات کی دن آئی تو نکہرا وہ قمر
آگے دریہ سر شام سگے بدا ختر
برق پوشاک وہ بدلے کہ تڑپ جای بشر
لگئے ماہ کو ہمرے سگے بیمہر کے گہر

مطلع
شب مہتاب مین کیا کیا ستم آرا چمکا
تیرہ بختون کی نصیبون کا ستارا چمکا

گو کیا اوسنے کوئی امر نہ مجہسے اظہار
لی سگئے ایکدن اوس گل کو جو دو خدمتگار
پر جے ہر بات کی یہ گذری سبھی لیل و نہار
سیری ہرکارون نے آکر یہ سنایا اخبار

مطلع
یعنی وہ صدر نشینون مین گرفتار ہے آج
گرم اوسکے تو کیہرے سرو دربار ہے آج

پہر تو وزہ نکیا اوسنے مرا خوف و خطر
دربدر پہرنے لگا رات کو مانند قمر
روسیاہون مین رہا جہر تھا دن دن بہر
گہر مین آیا کبہی پچہلے کو سگے کبہی وقت سحر

دن نکل آیا گئے دن یہ اوسے دیر ہوئے
ہو گئے صبح تو دنیا مجھے اندہیر ہوئی

بخت بیدار مری خفتہ ہوی آیا زوال
روز و شب قتل مجھے کرنے لگا شوق وصال

سونا اور بس سیم بدن پاس ہوا خواب و خیال
دل ربا ہر گھڑی تیغ غم فرقت سے نڈھال

خاک پر لوٹ کے سب رات بسر ہونے لگے
سر ٹپک کر شب فرقت مین سحر ہونے لگے

ـه ۱۳۷

ناز بیجا مجھے کافر نے غضب دکھلایا
کبھی گھورا مرے جانب کبھی سر نہوڑا یا

منہ بنا کر کبھی بگڑا کبھی وہ جھنجلایا
دانت پیسے کبھی مجھپر کبھی غصہ کھایا

کیے سو غمزے سبی ترک طاقات اوسنے
روٹھہ کر دو دو پہر مجھسے نکی بات اوسنے

ـه ۱۳۸

کشمکش مین مرا دل آٹھہ پہر رہنے لگا
شب کو وہ خانہ خراب اور کے گھر رہنے لگا

اشک آنکھوں سے بہے درد جگر رہنے لگا
بستر ہجر مین شام سے مر رہنے لگا

غم نے کھیئے سے نہ سرکانے دیا سہ مجھکو
خانہ تیرہ ہوا گور سے بد تر مجھکو

ـه ۱۳۹

دیکھو جے گھر سے جلایا طپش سودانی
پنجۂ دست جنون پاون لگا پھیلانی

دشت وحشت کی لگین مجھکو ہوائین آنے
ہاتھہ بڑہ بڑہ کے لگے سوی گریبان جانے

دل لگا کہنے کہ چل بیٹھیے دیوانون مین
بھر گئے بڑیون سے غل کے صدا کانون مین

ـه ۱۴۰

دیکھکر مجھکو لگے کہنے عزیز آپس مین
شدت جوش جنون پا کے مری نس نس مین

دل سکا نہ پڑے آہ کیسے بس مین
فصدین کھلوانے لگے وکی لہو کی قسمین

زردی چہری کی بڑہی گھٹنے لگا خون میرا
ہو گیا حال بہر رنگ دگرگون میرا

ـه ۱۴۱

لیلے غم سے خزان باغ جوانی کی بہار
حلقے آنکھوں مین پڑے جسم ہوا غم سے نزار

مچھلیان بازو سے گھٹ ہو گئین کانٹا لگا
بیہ ہوئی شکل کہ برسون کا ہو جیسے بیمار

بگڑی منہ کی کوئی مسی سے بناوٹ کرتا
سرمہ دیکر کوئی آنکھوں مین لگاوٹ کرتا

جھلسا زمی کوئی زلف بنا کر آتا
دروندان کوئی ہنس ہنسکے غضب ٹپکاتا
لے بلائین کوئی ہاتھونکے حنا دکھلاتا
سرخرو ہونیکو لاسے کوئی لب پر لاتا

قد اکڑ کر کوئی اوس سرو کو دکھلاتا تھا
کوئی پوشاک کے تنگی سے کھنچا جاتا تھا

دیکھا احباب و سے کہ عالم ہے مرا مجھ جال
سر بقہ غنچہ و ہن سے کہنے لگے ہوکے نہال
استجاتا گیا در پردہ ہر اک شی کا سوال
جان حاضر ہے یہان ہاں ہے پیاری کیا مال

زر کے دینے سے کبھی دل کو نہ آسایش ہو
کاٹ دین تن سے ابھی سر کی جو فرمایش ہو

یہ ہوا بدلی کہ بلغے مجھے دینے لگے خار
طرہ اسیر یہ ہوا اور سیلے عاشق زار
ہار لالا کے دل اوس گل کا کیا باغ بہار
بدپیان میں سے منگائین تو پہنین تہمار

گرسیان یار کو دکھلائین ستے جا ہون سے
نکھیان پھولون کے بجائین ہو اخواہون نے

چکنے باتون سی اوسی چہالیا سنے ایسا
سچ مین گفتار ہا کچہ صاف زبان سے نہ کہا
حال دہرایا کوئے مینے تو منہ پھیر لیا
بات کی ایسے جیا کر کہ ہوا دل چورا

عشق سے بو سے معطر ہوئی گہر گلیون کے
خاصدان آنے لگے عطر سے ڈلیون کے

پان منگوانی کی رسم پہر اوسنی جاری کی
بھوپتے غیر ونکو گلوری یہ گلوری بہاری کی
جمع اس رنگ سی عشاق کے ڈہولی سکری
قتل پر بیڑا اوٹھا یا مری یون یکباری

سرخرو لوگ ہوی جو صلے نکلے سبح کے
رہ گیا رشک سی مین خون جگر پیلے پی کے

۱۲۵

ہوگیا جام مے حسن سے ایسا سرشار
ساغر مے لگے بھر بھر کے پلانے میخوار
ہم پیالہ رہا کم ظرفون سی وہ لیل و نہار
شیشۂ دل یہ مری سنگ جفا کے ہوئی مار
نشہ کی جوہری یاقوتیان بیچوانے لگے
کیا فلک سیر مجھے آنکھون سے دکھلانی لگے

۱۲۶

تھے یاقوت سے دکھلاتا تھا کوئی لالا
سرمہ دیتا تھا کوئی آنکھہ لگانے والا
بجلیان یار کو آنے لگین بالا بالا
مسّے بیچراتا تھا کوئی کہ کرون منہ کالا
چھلے دیتا تھا کوئی ہاتھہ پہنانی کی لیے
مہندی لاتا تھا کوئی رنگ جمانی کی لیے

۱۲۷

چنکے اچھا سا دوپٹا کوئی لیکر آتا
رنگ کندن سا جو وہ سیم بدن چمکاتا
انگبدن کو کوئی پاجامہ بنا بیچ آتا
جاکر سونے کے چڑیا کوئی انگیا لاتا
کرتیان لی کے کوئی خانہ خراب آتا تھا
جعلسازی کوئی اس جال مین پھیلاتا تھا

۱۲۸

راہ دارون نے کیا یار کو آخر بدراہ
رفتہ رفتہ ہوا خود رفتہ مرا غیرت ماہ
کوچہ گردی سے کیا بد چلنون نے آگاہ
یوسف پردہ نشین کو ہوئی بازار سے چاہ
وصل کے بہوسکے عداوت سے مجھے دکھلانے لگے
گھر سے نادیدونکی دعوت کی پیام آنی لگے

۱۲۹

اپنے جلسے مین جلیسون نے بلایا اوسکو
دل لگانے کی لیے ناچ دکھایا اوسکو
رقص کے جنس کا سب بہاو بتایا اوسکو
راگ لا کر مری ہاتھون سے گنوایا اوسکو
پردۂ ساز مین سب دل کا کیا راز اوس سے
سازشین کرنے لگے بزم مین ہمساز اوس سے

۱۳۰

بیٹھے سی جو کبھی غنچہ دہن تنگ آیا
فرش اوٹھ چلا سا قریب لب جو بچھوایا
باغ مین اوسکو ہوا خواہون نے جا پہنچایا
کھلتیان ہونے لگین دل جو شگفتہ پایا

چہرہ بلور سا چمکا کے جلایا ہر شب
کیا مری دل کا کنول تو نے بجھایا ہر شب
۱۵۳

باغ الفت کا چمن ای گل تر خشک ہوا — رنج کی چلنے لگی گلشن راحت مین ہوا
کشت سرسبز کو یون ہاتھ سی پامال کیا — خار حسرت ہوی پیدا گل امید کی جا

نخل دل پر جو ریاض اب ہو تو کیا ہوتا ہے
شجر خشک مصیبت سی ہرا ہوتا ہے
۱۵۴

ہم نہ کہتے تھے کہ دیکھو نہین اچھے یہ کام — اوس بری بات کا آخر کو ہوا بد انجام
اپنا آغاز ہے کچھ یاد ہی ای ماہ تمام — اختر حسن اسے اوج پہ رہتا تھا مدام

ماہ سی کب تری چہری کے ضیا ملتے تھے
چاند سے پرتو رخسار سے یون کھلتے تھے
۱۵۵

تن بدن کا نہ تجھے ہوش تھا ای مہر لقا — میل کرنے سے تھے نہانے پہ طبیعت نہ ذرا
نہ سر مو تجھے گیسو کی خبر تھے اصلا — زلف کا حال پریشان ہا کرتا تھا

تھا بناوٹ کا نہ شوق ای بت پرفن تجھکو
کنگھی چوٹی سے رہا کرتے تھے او الجھن تجھکو
۱۵۶

درد سر تھا تجھے صندل کا نہ لگانا جانان — تنکے چبتا تھا لڑکپن مین کہانکی افشان
تیغ ابرو مین خونریزی کی جوہر تھے عیان — تیر مژگان مین یہ شوخی یہ شرارت تھی کہان

سرمہ آنکھونکو نہ منظور نظر رہنا تھا
کوئے کا جل نہ لگا دی یہی ڈر رہتا تھا
۱۵۷

شوق مسّی نہ دہونیکا تھا خاک تجھکو ای یار — ایکدن صاف نہ سمجھا تی تھے دونون رخسار
رہتا تھا آئنہ رخ پہ سدا گرد و غبار — پوچھا جاتا تھا نہ رومال سے چہرہ ہر بار

کاجل اکثر تری گالون مین بہرا رہتا تھا
آئینہ سامنے پہرون نہ دہرا رہتا تھا

۱۵۸

در و دندان کی صفائی سے نہ کچھ تھا مطلب
آئینہ لے کی جبانا تھا دھڑی ہونٹوں پہ کب
کلے سے نفرت کلی سے تھے لگین کے سب
دانت سکتے تھے مسّی سی تھی شفتے اخیر ان لب

پان کا رنگ ہونٹوں پہ ذرا لاتے سے تھے
کبھی کہاتی تھی گلوری تو حیا جاتے سے تھے

۱۵۹

اچھے پوشاک پہننے کا کبھی شوق نہ تھا
پردہ داری سے نہ محرم سے تھی طبیعت اصلا
دیکھا کرتے تھی بری حال سے ہم تمکو سدا
بند انگلیا کے کہلے رہتے تھی ہم صبح و مسا

آستینین نہ کٹوری سی چڑہی رہتے تہین
وہ جہان کہیل مین کرتے کی ادہر رہتے تہین

۱۶۰

بہاری انگیا سی نہ محرم تہا تو اوپر تنک پہری
مانگ چیڑیا کی کبہی موتیوں سے تھی نہ بہری
جھکی رہتی تھی کٹوری نہ ستاروں سی ذرے
گھاٹ پر لہر نہ ٹکتے سے تھی پہ جلوہ گرسے

انکہین سینے پہ کب ای جان جہکے رہتے تہین
چسکیان گوکھڑین یون نہ رو کی رہتے تہین

۱۶۱

چاندنی مین نہ تھے تہان چکن کی پیہان
گل کی شبنم کو سدا جانتا تہا آب روان
تمہکو پہچانتی تھی ای گلبدن اطلس کے کہان
اشرفی کے شجرون پر تہا مشجر کا گمان

گر کہین شکو نظر قاقم و سنجاب آیا
ہاتھ مل مل کے سحر ہو گئے کمخواب آیا

۱۶۲

آگے جو تہان کا پاجامہ پہنتے تھے کب
کلیان پڑتی تہین اب ای گلبدن اسطرح کی کب
کمر اور کولو کی بیچ وچ سے نہ تہا کچہ مطلب
پانچا بیسی کا تری پانچوں مین فرق ہی عجب

ڈہیلا ہر وقت کمر بند پڑا رہتا تہا
نیفہ جیتے سے شکم مین نہ گڑا رہتا تہا

۱۶۳

تنگ بیرنگ تہا ہر رنگ سے شرماتے تھے
جوڑ توڑ ایسے بہلا تمکو کہان آتے تھے
لگے ہاتھ یہ دوپٹے نہ رنگی جاتی تھی
لپٹے گوٹ نہ بادلے مین ٹکواتی تھے

گنہ ہی رنگ کو نگاہ نہ کہرا کرتے تھے
ہاسنے جوڑی ست کبھی دل نہ ہٹا کرتے تھے

نگین جوڑیون کا تھا نہ طبیعت مین ذرا ۔۔۔ سہا جوڑا تجھے جھوٹھون نہ پہنتے دیکھا
رنگ مہندی کا سے رنگ نہ خوش آتا تھا ۔۔۔ دل جو اپنے ایتے حنا سی صفت دزد حنا

دست رنگین سی حسینون کے جلا کرتے تھے
پاؤن پھیلا سکے نہ ہاتھو ملا کرتے تھے

تھا ستارہ ترا گردش مین بت ماہ لقا ۔۔۔ حلقے سیلے کا کبھی پاؤن جو تا نہ سجا
دل تھا آگاہ نہ رفتار سے کے چالو نسی ذرا ۔۔۔ گھنگرو جھا کل کے صنم بو یتے تے یون صدا

منہ سے زندون کی ستے نہ کل پڑتی تھے
مردی کب پاؤن سے کے آہستے اوچھل پڑتی تھے

سونی جانفزا کی تو زیور کا بہلا ذکر ہے کیا ۔۔۔ گہنا پہولو نکا نہ اسے غنچہ دہن جمکن تھا
شاخ گل رہتے تھے گوہر دن سی کلائی پیلا ۔۔۔ ہار کا ذمہ ہے یہ پڑے رہتے تے کسدان بے تلا

کان بالی کی نہ کلیون سے بھری رہتے تھے
پھول چنپا کے کب انگیا مین دہرے رہتے تھے

چمپکا پہونچا نکا نہ تاتا تھا نہ سر چپکا یار ۔۔۔ جوسٹے ہارون سے نہ رہتی تھی سراسر گلزار
تحفہ مہندی کبھے ہوئے تھے نہ تھا باغ بہار ۔۔۔ بدہیان رہتی تھین اس طرح گلے کا کب ہار

بڑھل تم ڈال کے زلفین کہا کرتے تھے
عطر مل ان سے یہ غنچے نہ بسا کرتے تھے

آگے مسواک سے کچھ وسمہ نہ زبان تھی ظرار ۔۔۔ پر ذری تھا تیزی تقریر سی کسکا دل زار
ترشہ ولی سی تری ستے کٹ جسی کی پیار ۔۔۔ لب شیرین پہ نہ بات آتی تھی سیتے زنہار

یون شکر ریزیون مین قند کہان گھولتا تھا
مرغ تقریر کا طوطے نہ صدا بولتا تھا

رفتہ رفتہ یہ ہوئی میری سی کےسی باہم
سیر عالم کے ہوسے چشم کو منظور نظر
بے اجازت سے چلے جانے لگی ہر شخص کے گھر
ہاتھ پیڑی سے غضب ہے کہ اوٹھا یا پھیر

[illegible]
پاؤن کیا جلد ترے چال سے آگاہ ہوئی
راہ پر آنے نہ پائے تھے کہ گمراہ ہوئی

کوچہ گردی سی کبھی پاؤن کو یون راہ نہ تھے
یون ترا تنگی ہوا دے کے ہوا خواہ نہ تھے
آرزو چاند نے مین پھر نیکے اسی راہ نہ تھے
تھا کنارہ تجھے تالاب یہ چاہ نہ تھے

[illegible]
بخت دریا کے تو اسے بحر کرم سوئی تھے
آشنا پاؤن نہ ساحل سے کبھی ہوئی تھے

در تک آئی تھے نہ صاحب کہین جاناک
سایہ سے بھاگتے تھے دل کا لگاناک
نہیں ہم جھانکتے تھے آنکھ لڑانا کیا
اف نہ سب مجھے کبھی کرتے تھے جھنکیا

[illegible]
زیست کا لطف تھا ہر دم مرا دم بھرنے سے
جان جان زندہ دلون پر نہ کبھی مرتے تھے

آنکھون پر جو نگہ پیار سی کوئی کرتا
دیدہ بازی تو نہ منظور نظر تھے اصلا
عین اخلاص مین ہا چشم نمہ سے ہوتی تھی خفا
آنکھ ہم مردم دنیا سے چراتی تھی سدا

[illegible]
دیدی عاشق کو قیامت سے کے نہ دکھلائی تھی
چتونون مین سر محفل نہ غضب ڈھالی تھے

سن کی یہ بات وہ خوش چشم بگڑا جھلکر
گھبرا گھا رکی نہین یان تو فرشتون کو خبر
دیدی بیہوشین جسے نظارہ ہو منظور نظر
رکھتا ہے دیدہ و دانستہ بھی تہمت مجھپر

[illegible]
بدنگہ کون کے کہان جاتے کیا کرتا ہے
تو تو پھر ل مجھے آنکھون مین رکھا کرتا ہے

فرق اسطرح کا ہے نہین دیکھا ہی کہین
کب تلک صورت تصویر رہون خانہ نشین
کس مصیبت مین پڑی ہا ہا غضب جان حزین
مین بھی تو آدمی کی جان ہون حیوان نہین

جی نہ بہلائی کو کس طرح سے باہر جاؤن
اپنا دم گھونٹ کے اس قید مین کیا مر جاؤن
۱۷۵

جا لگوا اے رسیکی تو بھلا کو سون کیا — ہو چکون مین کہین غارت کہ چھٹے یہ جھگڑا
آگ لگ جا ہی محبت کو اور سے اسکا مزا — کر دیا ہے بھلے دلکو مصیبت مین پھنسا

قدر بیقدر سے کچہ خاک نہ جلنے میرے
مفت کیا ہو گئے برباد جوانے میرے
۱۷۶

ایسے باتین کبہے آگے نہ سنی تہین حاشا — طعنہ وہی وہی سے کے کلیجے کو دیا میں کا
ہان بہت دن ہوی اب دل آمر صحبت ہے بہلا — ایسے ہر جا موئے تجھے بات نہ کر اے خدا

اچہے صورت جو کسی اور طرف پائے ہے
غیر سے ملنے کی تہمت مرے سر آئے ہے
۱۷۷

آنکہہ مین ڈالکی آنکہہ اوسنے جو اسطرح کہا — بولا مین بس مجھی دیدی کی صفائی نہ کہا
مہربان غیر یہ تو ہے تو مجھے اس نے کیا — مین نے بہی ڈہونڈہا ہی اپنے لیے وہ ماہ لقا

دیکھے انسان جھلک اوسکی تو چکا چوند مین آئے
جلکے مہتاب سے چہرہ یہ ہوائے جہٹ جائے
۱۷۸

پہر وہ شعلے کی طرح کانپ کی بولا کیا — مین نہ کہتا تہا کہ ہاتھ آیا ہی آئی کوئی یار
ایڑی چوٹی یہ اوسی صدقہ کرون بس دہنا — مین پکارا کہ زبان بند کر اے بدکردار

سمجہہ کو کیا کیا نہ جلاوے گا جلا یا اوسکا
کان اب کہول کے سن مجہسے سراپا اوسکا
۱۷۹

آب وہ رخ مین ہی اوسکی کہ نہین تاب بیان — تیزی خنجر اوصاف سی قاصر ہے زبان
جلوہ قدرت کا ہی اوس بت کے سراپا سے عیان — دیکھے ہونگی نہ فرشتون نے بہے ایسی نسان

حور منہ اوسکا تکے ششدر و حیران ہنکر
ہوش پریونکی اوڑین تخت سلیمان بنکر

اوسکی قامت پہ قیامت کا کرو مین نہ خیال | کب قیامت نے بھلا پائی ہے یہ حشر کی چال
سرو بستان [illegible] جو کو سے گر دی نہال | شاخ کیا ایسے ہی طوبی نے [illegible]

اوسکے رفتار سے یہ بات نکر پائی ہے
سجھے طور مین اعجاز مسیحائی ہے

۱۸۱

حیا نے [illegible] غضب ہے کہ زمانی کو ہلا سے | ہر قدم زلزلہ ملک دل عشاق مین آئے
حشر تک شکل نہ عالم کو قیامت دکھلائی | تھرتھراتا ہوا سہم ہوا بحال زمین مین چھپ جائے

دم رفتار کمر جب کہ لچک جاتی ہے
پرتو حسن سے اک برق چمک جاتی ہے

۱۸۲

اوسکے زلفون پہ وہ عالم ہے کہ عالم ہو نثار | سامنے جسکے خزان ہوئی ہے سنبل کی بہار
کیا سنبل نہین سنبل سے کچھ اصلا سروکار | یہ مسلسل وہ پریشان یہ لپٹا وہ نزار

اسکو شائستہ وطرار سراسر دیکھا
اوسکو مجموعہ گلزار مین ابتر دیکھا

۱۸۳

ہرن مو مری تن پہ ہو اگر شکل زبان | ہو دی اوس زلف کی خوبی کا سر مو بیان
کیسے زنجیر نما ہوتا ہے طبیعت کو گمان | کیسے کہتا ہون پریشانی مین شام ہجران

بال بھر بھی نہین وصف اوسکا ادا ہوتا ہے
موشگافی مین کرون لاکھ تو کیا ہوتا ہے

۱۸۴

جعلسازی پہ ہے شہباز طبیعت طیار | پیچ سے طائر مضمون کوئی کرتا ہون شکار
نہین اندھیر جو گیسو کو کہون مین شب تار | اس شب تار مین روشن ہے چراغ رخسار

جلوہ کاکل کا نہین رخ پہ نظر آتا ہے
کان کی لو کا دھوان ناز سے بل کھاتا ہے

۱۸۵

عقدہ اوس زلف کی بندش کا کسی پر کھلا | اسے سودے مین پریشان پڑی پھرتی ہے صبا
گرہ زلف رسا باغ مین ہو جاتی جو وا | نکہت گل کے چمن مین بھی ہین بندہ جاتی ہوا

صحن گلشن میں پریشان جو وہ سنبل ہو جاے
نافۂ مشک ختن غنچۂ ہر گل ہو جاے

۵۸۶

زلف پیچیدہ وہ اسکی ہے کہ خالق کی پناہ
بگڑی اوس زلف سی سنبل تو بنی خاطر خواہ
جسکے کاٹے کا جہان میں نہیں منتر واللہ
بولے زنجیر تو ہو خانۂ زنجیر تباہ

۵۸۷

او جسے ناگن تو وہ کوڑا دم رفتار پڑے
بل کری سانپ تو رسے کے اوسی مار پڑے

اوسکے پیشانی وہ روشن ہے کہ ٹھہرے نہ نگاہ
چاند سی ملتے یہ امشان جو جبین غیرت ماہ
ٹیکے سر شام سے ہر زہرہ جبین شام پگاہ
چشم افلاک سی گر جائین ستارے واللہ

۵۸۸

ماہ یک ہفتہ نہ منہ پر کبھی تابندہ ہو
چودھوین رات کا چاند اوس سے تو شرمندہ ہو

تیغ ابرو کو اگر چرخ پہ وہ ماہ چڑھائی
روبرو اوسکے کبھی قوس فلک سر نہ اوٹھائی
چشم مریخ سے شمشیر ہلالی گر جای
دلین کنگرمہ نو چرخ کہن پہ سنای

۵۸۹

خالی آتا ہے نظر حسن سے پہلو میرا
بھون کی تشبیہ کی قابل نہیں ابرو میرا

وہ بھونکو جو کری لیس تو سمجھے یہ جہان
اون کمانون سے چلیں تیر تو تڑپیں انسان
بھاگے گوشے میں نہان ہونیکو چلا کی کمان
مرغ ناوک زدہ ہر تن میں بنی طائر جان

۵۹۰

رشک اون پلکون کا معشوقون کو تو وہ پڑ جاے
دل کمان ابرون کا تیر مژہ سے چھد جای

آنکھ اوسکی وہ قیامت ہے جو گلشن میں اوٹھائے
نکلے بھیغر جو بادام سبھی آنکھ ملائی
حشر تک نرگس بیمار نہ صحت سے کبھی پائے
پوست اندام کا بس چشم زدین کھنچ جائے

صید گہ ناوسکے اگر دشت ختن ہو جاے
نشۂ آنکھون کا غزالون کی ہرن ہو جاے

۱۹۱

چتونمین وہ قیامت کی شرارت ہی بھری — جسکے دفتر مین ہے خوش چشمون کا چہرہ نظری
ہے مگر چشمون مین پتلی کی غضب جلوہ گری — سب مچھلے پانی مین ہی پابندی شیشہ مین پری

اونمین سرمہ جو لگے اور بہی لاثانی ہو
کیا پری ہے وہ نگینہ جو سلیمانی ہو

۱۹۲

چشم مین ہے وہ کہانی کہ ہوا اسکو تباہی — گری سرمہ جو لگاوٹ تو وہ آنکھین کھلائے
عین نادانی ہی مردم کوئی گر جان کہیا — لیتے ہیں جان ہی مگر ہاتھ وہ بادام آئے

ایک ہی حق مین چنین نرگس بیمار آنکھین
کوئی دو تین نہ اوس سے جو کرے چار آنکھین

۱۹۳

بیچ مین آنکھون کی اسطرح ہے بینی کا گذر — جیسے اک مست کی ہون پہلو مین دو ساغر
اس سا لیسے ہوئے سیری طبیعت کی مگر — دور مینے کی سبب مجھکو یہ آتا ہے نظر

ناک کے پاس ہو جین سر نہین ہنورائے ہین
شاخ بلور مین تلوار سے پہل آئے ہین

۱۹۴

رنگ رخ ہے وہ طلائی کہ نہین جسکا نظیر — ہے بجا خاک عناصر کو جو کہیے اکسیر
جلوہ اوس شوخ کے رنگت کا قیامت ہے شریر — بہو سیکے ضو مہر سے جسکو نہ قمر کے تو بیر

رنگ رخسار کا شعلہ جو بھڑک جاتا ہے
آتش حسن مین کندن سا دہک جاتا ہے

۱۹۵

چہرہ ایسا ہے درخشان کہ پڑی جسپہ نظر — آگے آنکھون کے چکاچوند رہے آٹھ پہر
اوسکے رخسارونکو سمجھے جو کہا شمس و قمر — چاند سورج کو حسینون نے چڑھایا سر پر

رخ کے تشبیہ سی کس کسکو یہ بیزاری نہوئے
مہر و مہ جس رخ کی کب آنکھ کے تارے نہو سکے

۱۹۶

اوسکے عارض مین وہ رنگین کہ خجل ہو گلزار — دل ہے جنکے تصور سی سدا باغ و بہار
عارض حسن پہ نازان ہی تخت گل ہر بار — دیکھیے ان پھولونکو بلبل تو ہو آنکھون خار

روی گل ہے یہ نہیں نیز وہ رخساری ہین
ایک رنگ کیا خجل اوس سی تو رخ ساری ہین

۱۹۷
لب ہین اوس گل کی وہ نازک کہ نہیں جنکا بیان
بوسہ لی لینے کا عاشق جو کری ہم وگمان
رنگ اپنا ہے نزاکت سی ہی جنپر کہ گران
نازکی سے ہے وہین رنگ گل سوسن ہو عیان

نگہ گرم کبھو اور سوا کرتے ہے
کالا منہ مسّی سی اوس لب کی بلا کرتی ہے

۱۹۸
دہن تنگ کی کس منہ سی کری کوئی ثنا
پان زبان لال ہی غنچہ کی روش منہ مین سدا
یہ وہ عقدہ ہے کہ مضمونکی نہ بندش سے کھلا
فرط حیرت سے نہیں بات دہن مین گویا

اور جو کے مضمون یہ مری نام مین پر آیا ہے
جال مین جسن سے عنقا کو سے پھڑکایا ہے

۱۹۹
لب ہین وہ لعل کہ یاقوت کے ٹھہری نظر
جان لب جو یہ ہو سب کے جھلک دکھلاوے اگر
کھائی غیرت سے عقیق سینے خون جگر
زرد دیکھ راج کے مانند ہو چہرہ یکسر

اوسکے باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہے
لعل کے طرح لب سرخ مین جان آئے ہے

۲۰۰
لب وہ شیرین ہین کہ ہی کرکری جنبش جو زبان
غنچے فرہاد کی معشوق کو ہو تلخ حیات
باتین مصری کی وہ ڈلیان کہ ہین سینے وثبات
آگے اون ہونٹون کی نکلی لب شیرین سے نبات

بوسے دو دی وہ شکر ریز تو مطلب ہو جائے
منہ مرا قند مکرر سے لبالب ہو جائے

۲۰۱
اوسکے مسکرانے دندانسے جو آنکھ لڑی
جب پڑی نظر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی
جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑے
کیسے موتیکی لڑی اوسمین شرارت سے بڑے

ہے شرارت جو بڑی اوسمین تو سارے ہین
ہین جو سیاری تو آنکھونکی مری تارے ہین

کام کرتی نہین دانتو نکی صفائی پہ نگاہ
دست صانع نے عجب موتی پروئی ہین واہ
بجلے گر پڑتی ہے جب ہنستا ہے وہ غیرت ماہ
ایسے الماس تراشی نہین دیکھے واللہ

ہوئی ہیرے کی سے کے جس سے خجل تیزی ہی ہین
موتی اون دانتون سی جھوٹھا ہو کھر ریزی ہین

اوسکی دانتو نکی صفائے پہ ہو غلطان گوہر
ٹوٹے گردون سی ستارہ جو پڑے اونپہ نظر
دیکھ سے آب تو پھر تاب نہ آئے دم بھر
مشتری جسے دیکھے تو مرجای وہ ہیرا کہا کر

ٹکڑے ہی ون دانتون سے الماس کے دل ہووے
بیدا ہوئے کوئے موستے جو مقابل ہووے

کیا ہوا وس چاہ زنخدان کے لطافت کا بیان
چمن حسن صنم مین یہ مگر ہی وہ کنوان
باؤلی ہو رہے ہی اپنے طبیعت تو یہان
پانی بھرتے ہین جہان یوسف گلزار جہان

کیا طراوت ذقن رشک وہ ماہ مین ہے
ڈالو ادل اپنا دل زار سدا چاہ مین ہے

اوسکی گردن ہے کہ اک نور ہے سانچے مین ڈھلا
آبدار ایسے جو محلو نظر آیا وہ گلا
جسنے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر وہ چلا
رشک کی برق سے کیا جسم صراحی کا گلا

سوی سیخانہ گلو اوسکا اگر منہ موڑے
ہو سکے ہر مست خجل شیشے کی گردن توڑے

رتبہ شانو نکا بڑا جاتے ہین حسن پرست
اس سے بہتر کوئے ہیلو نہین ملتا سر دست
وارگون جام کہون اونکو تو مضمون ہے یہ پست
تن کی کرسی پہ غضب پائی ہی منہ ہون کی نشست

سچ اگر پوچھو تو وہ ساعد و کلی جانین ہین
کشور حسن مین شانو نکی بڑی شانین ہین

اوسکے بازو ہین مگر موجہ دریا ہی صفا
شمع ساعد کو کہون مین نہین اندھیر اپا
مچھلیان جسکی صباحت پہ تڑپتے ہین سدا
بیچ نہر سے روشن وہ کلائی ہے سوا

ایڑی دیکھوں میں عجائب ہیں فرحستان بہنچے
اوسکے پہنچے کو نہ روی مہ تابان پہونچے

شش
پنجہ دست وہ گلدستہ ہی دل جس سے ہوا
پنجہ مرجان کا جو ہو دست نگارین سے گرا

دست لپسینہ ہے اسلئے جسکے تصور مین حنا
اونگلیان توڑ کے رکھدی ہین موج دریا

پیکے گل کو ہو اوس ہاتھ سے جسدم لڑجائے
ترٹسے رخسار پہ صرصر کا طمانچہ پڑجائے

اوسکے ہاتھو نکو نہ پہونچی سحر کامل حاشا
اونگلیان ایسی کہ معشوقوں میں انگشت نما

ید بیضا سے مقابل ہو ہتیلی کی ضیا
ناخن اسطرحسے جسکے ہر دلکی گرہ حسن سے ہوا

سامنے اوسکے جو شرماکے نہ سر بہنور آئے
سب کہین عقل کے ناخن مہ نو سے ڈھلے

سینہ وہ سینہ کہ دیکھی تو تڑپ جاے بشر
اوبہری اوبہرہین دلیتا ہین غضب جو بن کر

ایسے سینے نہین دیکھین ہین کسینے سن بہر
سراوٹھایا ہے مگر حسن صفا نے یکسر

قد و پستان نی تماشے مجھے دکھلائی ہین
سنجر طور نے دو نور کے پھل پائی ہین

نخل قامت ہین دو پستان کی ثمر ہین یکتا
فربہی ہو نہ سہی کو کبھی غم بھی حاشا

دیکھ لی سیب تو آجی نہ آسیب بلا
وانت نارنگی کی کھٹے رہین غیر سدا

پھول سی سینے پہ کب ہین سرِپستان پیدا
ہوی گلشنین انار دو سی پستان پیدا

سحر تن ہین ہین پستانکی لطافت کا جواب
فکر ہین ڈوبکی مضمون یہ لایا نایاب

کیون نہ سب مجھلے کیطرح طبع رواں ہو بیتاب
ایک جا حسن کے دریا مین نگر دو ہین حباب

اور بات اس سے نہین ٹھوکی کہے جاتی ہے
اوسکے پستان پہ یہ پھبتی مری کیا چہاتی ہے

٢١٣

شکم صاف کی اوصاف بیان تجھ سے کیا
ہو بہو پشت عیان ہے سبب جوش صفا
پرچہ الماس کا یا چاند کا کہیے ٹکڑا
خانۂ تن مین ہے یہ آئینۂ اعجاز نما
نہین سیلی کا نشان سانپ سا لہراتا ہے
عکس چوٹی کا شکم مین یہ نظر آتا ہے

٢١٤

کمر یار کو سب بال سی دیتے ہین مثال
دیدۂ فکر مین ہے اوسکے کمر آنا بال
طبع نازک کو ہماری تو یہ مضمون ہے محال
موشگافی کے سبب کھینچے ہین بال کی کھال
ناف اس بال مین حکمت سی نہین خالی ہے
دست صانع نے گرہ بہر نشان ڈالی ہے

٢١٥

کمر اور کولہونکا عالم ہے کہ عالم ہو فدا
آ گئے ہے شرم کی جا فکر ہے پابند حیا
ناز سے چال سے ہوتی ہی قیامت برپا
صدف بحر لطافت کا کہون چال مین کیا
سخن فکر نہین منہ سے نکالا جاتا
ورنہ ناسفتہ مین ڈورا نہین ڈالا جاتا

٢١٦

پہونچے زانو کی صفا کو نہ پری کا رخسار
سرکے پاجامہ جو اوس زانو سے وقت قرار
پہلے دل ہاتھ سے گر جو یہ دیکھے اسرار
زانو ٹیکا کرے حسرت سے سدا عاشق زار
مثل مہتاب لگی منہ پہ ہوا آتے چھٹنے
وہ چھپا لیوی جو رانین تو لگے دم گھٹنے

٢١٧

ساق پا نے تو عجب نور کا پایا ہی ظہور
نور کا جوش ہے یکدست صباحت کا وفور
دیکھے مہتاب تو منہ فق ہو رنگ کافور
چمن حسن مین کیا پھولی ہی شاخ بلور
شب کو وہ پنڈلیان گر جامہ سے باہر ہو جائین
شمعین فانوسون مین خاموش سراسر ہو جائین

٢١٨

پاؤن اوس شوخ کی کرتے ہین قیامت برپا
آئینہ وہ کف پا ہے پئے مہر لقا
کوئی پامال ہے بنتا ہے کوئی شکل حنا
اوسکے تلوے کو نہ پہونچی تری چہرے کی صفا

۲۱۹
اونگلیان دیکھہ لی تو اوسکے تو غم ساتھہ لگے
ناخن یاس خراش جگر سے ہاتھہ لگے

عرق ہی حسن کے دریا مین سراپا وہ نگار
اچھے صورت پہ غرور اوسکو نہیں ہے زنہار

کسطرح دل نہو ایسے در یکتا پہ نثار
ہے وفا پیشہ جفا سے نہین ہرگز سروکار

۲۲۰
نور کے شکل ہے ہی مہر و محبت بھی ہے
بے تکلف ہی کہ صورت بھی ہی سیرت بھی ہے

زلف اوسکے جو کری پیچ بناوٹ سی درے
بکھرے بالونکو ہلا دیوی جو وہ رشک پرے

ہو پریشانی دل سے نہ تجھے آشفتہ سرے
تیری گیسو کی ملی خاک مین سب جلوہ گری

۲۲۱
چھٹ سکے دل رشک سی غم جی کو سراسر ہووے
بلکہ مجموعہ عناصر کا بے ابتر ہوگئے

نظر آجاوی جو اوس ماہ جبین کا ماتھا
بوسی لون اوسکے جبین کے کبھے چومون کف پا

درد سر ہو نہ تجھے کس رشک سے ای ماہ لقا
تو سماجت سی قدم پر مری دی سر کو جھکا

۲۲۲
پاؤن آخر کو مرا اور تری پیشانی ہے
جو مین کہتا ہون وہ اکدن تری پیش آنی ہے

اون بھوؤن سے جو لڑی آنکھہ تو جی ہو بیکل
تیغ ابرو کی نظاریکا ملی تجھکو یہ پھل

کشور دل مین ترے چار طرف اک ہلچل
سیدہا ہو دم مین نکلجای یہ سارا کس بل

۲۲۳
نوک مژگان پہ کری غور تو تیور جل جائین
ایک دلبر تری سو رشک سے خنجر جل جائین

آنکھہ سے اوسکی جو ملجای تری آنکھہ ذرا
شوخیان اوسکی نگہ کی جو کرین جشن بپا

شرم سے مردم بینا پہ کری چشم نہ وا
دیدبازی تری نظرون مین ہو ہر عین خطا

ترے نام کو یہ قہر و ستم آنکھون مین
چشم کی رشک سی آئی ترا دم آنکھون مین

آ گئی اوس ہنسی کی خود بینی تر بھی ہو ہشیار
نظر دیکھی جو وہ چاند سی دونون رخسار
دیکھکر ناک کو تو کان مروڑی ہر بار
چھوٹین مہتابیان ای رشک قمر خیمہ ہزار

گوری گالون پہ نہ خورشید کا انداز رہے
عارضی حسن پہ ورا نہ تجھی ناز رہے

لب نازک سی جو ہو اوسکے دو چار ای دلبر
دہن تنگ کا نظارہ دکہلائے یہ اثر
رشک سے ہونٹھ چبایا کری تو آٹھ پہر
زیست سی تنگ ہو تو چین ہو عنقا یکسر

رنگ اک بات مین ہونٹون کا روان سب ہو جای
لب می گون کا تری جام لبالب ہو جای

اوسکے دانتونکے صفائی یہ کری جسم تجہ
میٹھی باتین جو کری وہ لب شیرین سی ادا
ڈہارین تو مار کی رویا کری غیرت سی سدا
ایسا کڑوا ہو کہ بہولی تجھے دنیا کا مزا

جیکی لگ جای تحیر سے نہ پہر لب وا ہو
اپنے شیرینے گفتار سی دل کھٹا ہو

میٹھے باتون مین ہے اوسکے مزہ آب حیات
اوسکے شیرینے گفتار کرے شہد کو مات
جسکا مشتاق رہے یوسف مصر و فرات
قند باتون مین وہ گھولی تجھی کچھ آ نہ سکی بات

زندگی تلخ ہو شیرینے سخن کی کھو جائے
شربت زیست تجھے زہر ہلاہل ہو جای

نام وہ پوچھے تو ہو شرم سی چہرہ آب آب
گھر کو وہ پوچھے تو ششدر ہو تو ای خانہ خراب
ای صنم نام کو نکلے نہ تری منہ سے جواب
اس حماقت پہ وہ ہو ماری ہنسی کی بیتاب

سر ہلا کے کہے تب مجھسے یہ وہ غیرت ماہ
واہ کیا آپ کا معشوق ہے سبحان اللہ

رخنہ چشمک وہ کری چشم ونجین سو بار
باتین ہو ڈہال سے تجہپر کہے وہ شوخ غدار
بغلین تو جھانکی گرا آنکھ نہ اوس شوخ سے چار
گر میان ہو ن تیری تقریر سے آگی فی النار

جل کے شاید جو کوئی بات سکے مشکل مین
وہ شرر ریزیون سی آگ لگادی دل مین

غرق ہو بحر ندامت مین پہر بولا جاے
بولی نو معنیان اس ڈہب کے کہ دل شرماجاے
چہینٹی دی ایسے وہ تجہکو کہ پسینا اجاے
پہبتے ایسے وہ سکے گرم کہ تجہیر چہپاجاے

دل اگر اگر کے نہ ان باتونپہ جب تو بسکے
کرکے آوارہ زر قلب وہ دیکہے کسکے

متبسم ہو کہے خار وہ تجہکو دیوے
گالے تو ایک اوسی دیکے تو وہ دو دیوے
قہقہہ مار سکے کہ ہوش تری کہو دیوے
ایسا ایسا وہ ہنسے تجہسے کہ تو رو دیوے

بگڑی تو اوس سی جگت مین تو بنائی تجہکو
ٹہکیون مین وہ سر دست اوڑا لی تجہکو

دیکہے چاہ ذقن اوسکا تو یہ ہو حال تباہ
اوسکے گردن کی صفائی پہ جو پڑجای نگاہ
ہو ندامت سے کنوین مین بجہے گرنیکی چاہ
گہٹکے دم آی سگلے مین ترا ای غیرت ماہ

ہوئی سہدست نہ پیہات سبہے تو اوسکے
ہاتہہ ملوایا کرین ساعد و بازو اوسکے

شانہ مین اوسکی سراپا تری شانہ کو گہٹا
پہولی جیب تجہی سی اوسکی تری قسمت کا لکہا
پشت اکبار کرے پشت تکبر کو دوتا
دیکہے پستانکو تو سینہ نہ اوبہار ابہلا

اپنے نارنگیون کی حسن سی کہٹا دل ہو
اون اناروں سی تو رنجون کا ثمر حاصل ہو

اوسکے محرم سے ہو محرم تو عجب ہوئی بہار
پان نیکلیکی کٹوریکا نظر آیی جو یار
گہاٹکے بارہ سے ہو سینہ خاطر افگار
پہٹ پڑی تجہپہ غم و رنج و الم کے دیوار

صف مژگان کی رخ انگیا کے کرن سی مڑجائین
دیکہے چڑیا تو ترے ہاتہہ کے توتی اوڑجائین

۲۳۵

شکم صاف پہ گر دیکھ لی کرتی کی یہین
ناف اوس شوخ کی بنجای ترا قفل دہن
جعلسازی مین تری رخنہ تری ای پرفن
پیٹ کی آگے تجہی کوئی لپیٹ آئی تن
آنکھہ اوس موی کمر سے جو یکایک لڑجاے
طائر دل پہ میان بال کا پہندا پڑجای

۲۳۶

اس سی آگی کسی عضا پہ اگر جای خیال
دل دانا دم رفتار کری گر کوئے چال
آتش رعب صنم تجہکو جلاوی فی الحال
آسیا رانو کی ہے جیسے تجہی گندم کی مثال
گر تصور مین کچہہ اوس غیرت مہتاب کا دیکہہ
صدف صاف مین جلوہ در نایاب کا دیکہہ

۲۳۷

پنڈلیان اوسکی جو تو دیکہے تو یہ رشک ہو یا
بیٹہے تو اوسکے بچہونے پہ جو با عز و وقار
زانو غم سے سبہی سر نہ اوٹہاے زنہار
پاؤن دبوای نہ وہ تجہسے کبہی از رہ عار
سر قدم پر ہے جہکالے تو نہ مانے تجہکو
اپنے تلوی کے برابر وہ نجانے تجہکو

۲۳۸

اوس سی مانوس ہو ہمین نہ مجہسے وسی الفت ہے
ذائقہ وصل کا بوسونکی سبہی لذت ہے
رنج کا ذکر نہین مشغلہ راحت سے ہے
قہقہے اور ٹہٹے ہین کیا لطف ہے کیا صحبت ہے
لب بلب رہتی ہین باہم نہین منہ مڑتے ہین
جشن رہتی ہین شب و روز مزی اوڑتے ہین

۲۳۹

ایسے کم سن ہی وہ ہر بات سی آگاہ نہین
حسن کا شیفتہ وہ رشک مہ ماہ نہین
وضع داری کا طریقہ کوئی دلخواہ نہین
مصری یوسف کو بناوٹ کی ذرا چاہ نہین
مستے کا جل سے طبیعت اسے گہبراتی ہے
سادگی چہرۂ روشن کے غضب ڈہاتی ہے

۲۴۰

بال اوڑنے ہین تو رو انہین اوسکو ہر مو
مانگ کج رہتی ہے شانی سے کشیدہ گیسو
چوٹے موباف سے برہم ہے سراسر گیسو
عار سی رکہتا ہے آئینے سی وہ آئنہ رو

تیری صورت کو لی کب شیشہ کا دم بھرتا ہے
اپنے چھپری طرف رخ وہ نہیں کرتا ہے

۲۴۱

بگڑا رہتا ہے بناوٹ سے وہ نادان نہیں — حسن ذاتی ہے خودآرائی کا ارمان نہیں
منے انگیا کا خیال اوسکو کسے آن نہیں — چاک کرتے کا گریبان ہے تو کچھ پیسان نہیں

عطر ملتا ہے نہ پوشاک سے نئے بہالی ہے
میلے کپڑون سے سدا بوی عروس آتی ہے

۲۴۲

یان سے لیجاؤن تو مین راہ پہ لاؤن اوسکو — زیب زینت کا سبق ناز بتاؤن اوسکو
وضعداری کی وہ تصویر دکھاؤن اوسکو — عاشق زار بناؤنگا بناؤن اوسکو

اسقدر مد نظر حسن کے آرایش ہو
مجھسے ہر روز نئے چیز کے فرمایش ہو

۲۴۳

جب بہت مین اوسی زیبائی پہ مائل پاؤن — تجھکو پھر آکے ہوائی سی وہان لیجاؤن
قسمین دون تنگ کی منت سے وسے پھسلاؤن — آگے اوس شوخ کے لیجا کے تجھے بٹھلاؤن

جو نئی چیز مہیا وہ اوسے آن کرون
بگڑے تو اوسکے بناوٹ کا مین سامان کرون

۲۴۴

اوسکو نہلا کے وہین جلد لیسے اور بال سکھا — تیل زلفون مین وہ ڈالون کہ ترا دم ہو ہوا
شانہ اون گیسوؤن مین کرکی بصد حسن صفا — چوٹی وہ کھینچکے پھر گوندھون کہ تو ہو شیدا

ڈالون وہ نقرۂ موباف کہ توبل کھا جائے
سر بسر رنگ طلائے پہ سپیدی چھا جائے

۲۴۵

پھر جنون ماتھے پہ اسطرح کی افشان بکھیر — جھلکے جی تیرا ستارونکی طرح تنگ قمر
کاجل اوس چشم کو ہو جسکو گھڑی منظور نظر — سرمے کی طرح ترا پیسکے ہو دل خاک بسر

مسے ملوا کے دہوین تیری اوڑاؤن دم مین
عمر بھر روے لہو سرخی پان کی غم مین

مانگ لی موتیوں کی مانگ تری رنگی صفا
بالیان اوسکے گرین حلقہ صفت قد کو وتا

سر کے تعویذ کا نقش رہے دل ہے سدا
جھالی برسائیں تری انکھوں سے ملنے شتابی کا

زلف کی جھونک پریشانی کا سامان کردی
آئینہ پھولونکی قلعے تجھے حیران کردے

دست ویا اوسکے پھبو کا وہ کردن تکی حیا
تیری مہندیکا نے رنگ نہ وسیجا اصلا

گرسیان جنکی کرین آتش گل کو ٹھنڈا
ہاتھہ بغلونمین چھپالیوی بصد شرم وحیا

جسم پامال ہو نقش کف پا کی صورت
رنگ جہرےکا اوڑی دزد حنا کے صورت

چوڑیون کا اوسی وہ تنگ پہناؤن جوڑا
سر نہ پھر اوٹھہ سکے تو لاکہ کری ولکو کڑا

بند ڈھیلا تری ہر عضو کا ہو جاوے
باکمین خاک مین ٹھا می کری چشم وا

ہوئی محتاج قدم وہان سی اوٹھانی کی لیے
آدمی چاہتے ہو راہ بتانے کے لیے

بھاری انگیا اوسی وہ ٹھیک پہناؤن اے یار
طعن کرکی تری جانب وہ سکے سوسو بار

ہو سبک میری نظر مین تری سینہ کا ابھار
پردہ کر لو سے مجھے حشر ہوئے ہی انکار

شرم کی ہے یہ جگہ اسکے نہ سنے پیدا ہو
وان پہناؤ سے مجھے انگیا نہ جہان خطرہ ہو

گاج کی کرتے پہناؤن اوسی مین وہ زرتار
چٹکیان چٹکیان لین جسم وجگر مین آیا

نوکین ہون جسکی زبان [illegible]
بامی خاطر مین ہے [illegible]

بھرکی آنکھہ اوسکے طرف دیکھے نہ تو گویا لی
گوٹ کی لہر مگر تجھہ الم مین ڈالے

کامدانی کا دوپٹہ وہ اوڑھاؤن بہاری
موتی اور چمپونکی بیل ٹکی ہو ساری

مرغ زرین فلک مین تہو یہ ٹھیا رہے
آنچل اسطرح کی بہار ہون کہ تو ہو عاری

گر گری شیشی ہو سب تار دری مین ہٹہ جائین
گوکھرو خار ہوی چھریان تری دل پر پڑ جائین

۲۵۲

لے وہ اوس اطلس گلنار کا پاجامہ پہن
حسبت تنگی کی نظر آئی جو کو تو نے پہن

جسکے کلیان ترا دل بند کرین غنچہ دہن
بار غم تیری کمر توڑ دے ای سیم بدن

پایچے ایسے ہون بہاری جو وہ ہاتھون مین اوٹھائے
مین کہون بوجھ سی لچکے کی نہ پہنچا چڑہ جائے

۲۵۳

پشت ماہی کا پہناؤن اوسی پھر وہ جوڑا
ہو وہ طیاری کہ بہاری رہی دل صبح و مسا

لوٹے تو خاک پہ مچھلی کی طرح غمسے سدا
ماند چمکی سے ستارہ ہو تری طالع کا

کر دی رفتار سے پامال وہ پھر تجھکو
جھانجھ مین لائین صدا بولی گھنگرو تجھکو

۲۵۴

گہنا پہولونکا چنگیر و نہین وہ ہرا ہو طیار
پہنے ہنس ہنس کے مری ہاتہ سی وہ گلرخسار

مدہیان دیکھکی غم ہوی گلیکا تری ہار
پھولی ای غنچہ دہن منہ ترا دیکھون مین بہار

خار کہا کہا کی طبیعت کا یہ نقشا ہو جای
مین کرون بات تو تو جہاڑ کا کانٹا ہو جائے

۲۵۵

سیج جوڑی مین پہر اوس گلکی لگوان عطر اچہا
عطر سے کارکے خاک بسر تجھکو سدا

ہاتھ تو غم سے ملے رنگ ہو چہرے کا ہوا
کردی مجموعہ پریشانی خاطر کو سوا

تنگ کیا کیا ترا دل شیشۂ افلاک مین ہو
فتنہ انگیزون سے عطر کا دم ناک مین ہو

۲۵۶

شام کی وقت دکھاؤن تجھی اک تازہ بہار
چاندنی برف سے جو گرد کھینچے بی تکرار

فرش تختون کا بچھی صحن چمن مین اک بار
اک پلنگ ایسا لگی اوسپہ کہ دل ہوئی نثار

نقرئی پایون سے سیماب کا دل آب رہے
اوسکے چادر سے کتان چادر مہتاب رہے

تکیے ایسے ہون سبک او سیہ کہ سر ہون گران
چاند گل تکیوں نے ای رشک قمر ہو قربان
ہوئی عاشق کو تو معشوق کی زانو کا گمان
پائنتے ایک دولائی ہو دوسرے زر افشان

باغبان اوس گل رعنا کو شگفتہ پاکے
اوٹ پہولون کی رکھے دونون طرف لالا کی

۲۵۸
تخت کی کونون پہ مرد نگین لگی ہوین چار
ٹھنڈی ٹھنڈی ہو ہوا سامنے بجتا ہو ستار
دل جلے جسمین ترا شمع کے بدلی ہی بار
میری پہلو سے لگا بیٹھا ہو وہ سہ خار

چاندنی رات مین چہل بل بت گلفام کرے
جگمگاہٹ پہ نہ کپڑون سے نگہ کام کرے

۲۵۹
کڑکڑی چاندنی کی ہو وہ گل تر منہ سی لگائے
گرمی دو د جگر جانکے وہ ہو مین تمہین اوڑائے
حسن محفل ترا دم گہونٹکی ہو نہ منہ پہیر لائے
پیچ وان کوئی نہ تیرا چلے جلکر رہ جائے

ہو قرینہ نہ کوئی پاؤن کے ٹہرانے کا
چلکے تو قصد کرے گہر کے سٹک جانے کا

۲۶۰
دوڑ کر پیک صبا دی جو ہوا کو سنکار
جہوکی مین کہاؤن ہی عیش سی ہو کر سرشار
آئین گیا دو نو نظرف نیند کی آنکہون مین خمار
لیکے انگڑائیان مجہپر وہ گری سو سو بار

وصل کی شوق مین پہر لیٹنے کا چرچا ہو
رشک سی حال ترا اوس گہڑی پتلا کیا ہو

۲۶۱
گہر کے تو جانیکا اوس دم جو کرے قصد صنم
از رہ طعن وہ تجہسے کہے ای کشتہ غم
لینے منگوا دو سوارے مرا گہٹتا ہے دم
آج رہ جاؤ امانت کے تمہین سر کی قسم

گہر کہان جاؤ گی اب رات کو سودائے ہو
سو رہو تخت پہ گر نیند بہت آئے ہو

۲۶۲
سنکے اس طنز کو تو تجہسے کہے ہو کی خفا
اسلئے کہدو کہ زبان بند رکہین بہر خدا
خوب بان آپنے لاکر مرا دل شاد کیا
مجہکو یہ رمز و کنایہ نہین بہاتا اصلا

لطف یہ ہے کہ ملاقات کا پردہ رہ جاے
کچھہ مری منہ سے نکل جاے تو پہر کیا رہ جاے

قہقہہ مار کے تب یون کہی انجمن اندام | اپنے عاشق سے کہو اور کسیسے کیا کام
مجھسے کر سکتا ہے بیہودہ بہلا کوئی کلام | بس چلو چپ رہو ہوتی ہے مری نیند حرام

نام اس گہر کا محلے مین نہ بدنام کرو
لڑ چکے جاؤ خدا کے لیے آرام کرو

سنکے اسبا کو ہوا اسکو تو اوسدم ناچار | حسن کے رعب سے کچھہ کر نسکے پہر تکرار
چار پائی کو اٹھا بچھے ہو جو د الاخیر یار | منہ لپیٹ اپنا وہان پڑ رہے تو با دل زار

تھوڑی سنکے مرے نالہ و فریاد کرے
گذرے رات ایسے کہ دن اپنے بہت یاد کرے

خواب یہ دیکھے آئے نہ تجھے نیند ذرا | کروٹین لی لیکے دل سے یہ کہے تو لسجا
ایک وہ دن تھے کہ تہا یا مرا حد سی ہوا | ایک یہ شب ہے کہ اصلا نہیں میری پروا

وان وہ ہنستے ہیں گلے ملتی ہیں خوش ہوتی ہین
ہم یہان اپنے نصیبونکو پڑے روتی ہین

مین اودہر لوٹون مری وصل سے بے خوف و خطر | تو ادہر غم سے تڑپتا رہے با دیدۂ تر
دیکھکر گرمی صحبت کو جلے جسم و جگر | آتش رشک لگائے تجھے انگار و شرر

رات بہر تنگ یہ دل گردش افلاک کرے
صبح کے ساتھہ گریبان کو تو چاک کرے

سنکے اس قصۂ جانسوز کو آیا نہ قرار | اشک آنکھون سی بہانے لگا آخر کار
اسقدر رویا کہ لگین ہچکیان بیحد و شمار | جلد سینے اوسے چہاتی سے لگایا یکبار

رہ گیا گو مین سبھی مگر داغ نہ چہوٹنے دیکے
اوسکے اشکون سے پہپہولی مری پہوٹی دیکے

رو چکا کھول کی دل خوب ہو لچپ وہ نڈھال | پونچھکر اشک کہا مینے بعد حزن و ملال
کھل گیا حال کہ تو جاہل و نادان ہے کمال | اسکے تیرے بات مین آنسو نکل پڑے فی الحال

ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتائیگا جی کھوئے گا
اب تو ہنستا ہے کوئی دن کو بہت روئیگا

۲۶۹

ترس آیا تری رونے پہ مجھے اسدم یار | دوڑکر چھاتی سی لپٹا لیا ہوکر ناچار
ورنہ سمجھاتا اگر سارا زمانہ یکبار | تجھسے ملتا نہ کبھی مین سے کیے جاتا انکار

کہین اس صلح سی دل صاف بھلا ہوتا ہے
زنگ آئینہ کا مشکل سے جدا ہوتا ہے

۲۷۰

ہنس پڑا روتی مین وہ کہنے لگا ہوکر شاد | باتین بس بس نہ بنا وہ وہ بگڑنا کرو یاد
غم کے ہاتھون سے نہ مجھپر ہوئی کیا کیا بیداد | بھوٹے منہ سے نہ کسی دن مری پوچھی روداد

بے سبب آج جو ہے تشریف یہان لائی ہے
دل جلانے کے رولانے کے لیے آئی ہے

۲۷۱

الفت آمیز سخن سنکے یہ تب مینے کہا | لو چلا جاتا ہون تم کسلیے ہوتے ہو خفا
سارا دن کٹ گیا یا تو نہین کچھ دھیان رہا | ہوگے تشویش مری سمت اوسکو کیا کیا

غم مری دیر لگانے کا بڑا ہووے گا
دل کو تھامے ہوئے در پردہ کھڑا ہوئیگا

۲۷۲

کہتا ہوگا کہ الٹے ہوئی کیا آج بلا | صبح سے شام تلک دھیان نہ آیا میرا
اشک آنکھون مین بھری ہوئین گی ورلب پہ دعا | آدمی ڈھونڈھنے مجھکو گئی ہونگی ہرجا

خاک کیا کیا مری فرقت مین نہ چھانے ہونگے
جا بجا حضرت عباس کے مانے ہونگے

۲۷۳

فقرہ یہ سیہوڑ کی مین الٹی جو گھبرا کے چلا | جلد ہاتھ اوسنے بڑھا کر مرا دامن پکڑا
ڈالکے سر کو گریبان مین بصد ناز و ادا | چپ ہوا ایسا کہ منہ مین نہ زبان تھی گویا

جھٹکے دامن کو لگا دینے جو وہ شرما کے
رنج و غم دور ہوا پاس مین بٹھا جا کے

۲۷۴

جب رہی دیر تک اسطرح کی صحبت باہم
اب کہین حشر تلک جانے نہ دینگی تجھے ہم
سر اوٹھا کر یہ کہا اوسنی بصد لطف و کرم
لینگے اوس کافر بیرحم سے ملنے کی قسم

منہ نہ پھر دیکھین جو تو شکل دکھای اوسکو
ہم نہ جلے جیسے خدا ایسا جلائے اوسکو

۲۷۵

تب کہا مینے بناوٹ سے بگڑ کر اکبار
مجھسے رکھہ کام تجھے اوس سے بھلا کیا سروکار
بیٹھہ بیٹھے کی برائی نہین اچھی ای یار
ایسے فقرون مین اب آنیکا نہین مین زنہار

بنکے نادان قسم ترک محبت کہاؤن
تو بلی غیرون سے مین دونون طرف سے جاؤن

۲۷۶

ہان اگر ایسی شکل ہی خلاص کی صورت ہوگی
یعنی غیرون سی ملاقات کرون گر مین کبھی
مین قسم کہاؤن بڑی چیز اوٹھالے تو ابھی
ایک ہفتی مین سزا دیوی خدای احد

اسپہ راضی ہو تو قرآن اوٹھا لاؤن مین
رکھہ تو ای مصحف رو ہاتھہ قسم کہاؤن تو

۲۷۷

ورنہ قرآن کا ہے جامہ جو پہنے تو یار
دل رہے زیر و زبر غمسی نہ مطلق ہو قرار
ہو یہ پس و پیش یقین آئے نہ مجھکو زنہار
حرف آنیکا ملاقات پہ شک ہو سو بار

تو قسم کہا تو مرے دل سے کہ سیاہی دہو جاے
اور صورت ابھی ای یوسف ثانی ہو جای

۲۷۸

سنکے یہ حرف وہ بولا کہ نہ تو اوسکو چاہ
تب کہا مینے اگر یہ ہے تو پہر ہوگا نباہ
مین ابہی کہاتا ہون قرآن کی قسم بسم اللہ
لے قسم مجھسے ہے کہ اوسکی گلیون کی پہر راہ

جب یہ سب قول و قرار اوس سے مکرر ہوا
کر کے ہان ہان وہ قسم کہانیکو طیار ہوا

۲۷۹

تب کہا جینے کہ رکھ سر پہ مرے ہاتھ ذرا
کب بھری گھر میں بھی قرآن کا اوٹھانا اچھا

کچھ قسم کھانی کی حاجت نہیں ای ماہ لقا
امتحان کی لیے ای جان یہ سب جھگڑا تھا

بولا وہ نام نہ اب لونگا کسیکا لب سے
تیرے قدموں کی قسم ہاتھ اوٹھایا سب سے

۲۸۰ شعر

نظر بد جو سوِ مردم دنیا اب جا سے
پاؤن میں گھر سے نکالوں تو قدم چین بنا کے

آگے آنکھوں کی مری عین جوانی میں آئے
دربدر خاک بسر شہر میں اللہ پھرآے

جیتے جی منہ نہ خدا غیر کا دکھلای مجھے
جان اب جای گسے پر تو اجل آی مجھے

۲۸۱

پھر لگا کہنے قسم دی کی وہ اپنے سر کے
پاؤن پر پڑ کی اگر لیوے بلائیں وہ کبھی

دست بردار ہو یکدست ابھی اس سے تو بھی
ہاتھ تو لیکے جھٹک دی کہ چلی وسکا جی

ہم بغل ہوی تو پہلو سے اوٹھانا اوسکو
بوسے لیوے تو ذرا منہ نہ لگانا اوسکو

۲۸۲

مجھکو بیٹے جو رولای نہ اوسی ہنس ہنسکر
حلوا کھا مرا بیٹے جو کرے اوسپہ نظر

مجھکو ہی کرے فریاد سے اوسکی اگر
قبر میں مجھکو او مارے جو چڑھاوی اوسپر

پھول سیری کرے گر ہوے شگفتہ دیکھے
زندہ دل اوسکو جو سمجھے مرا مردہ دیکھے

۲۸۳

سنکے یہ دلکو مری تاب نہ آئے اصلا
لے تری سر کے قسم اوس سے نہیں ملنی کا

منہ پہ ہاتھ اوسکے رکھا میں نے کہ تو کیا کہتی
ہاتھ اوٹھا یا تری خاطر سے بس اب دل نہ کڑھا

پاؤن ٹوٹیں اگر اب جاے وہ در دیکھوں میں
آنکھیں پھوٹیں جو اوسے پھر کے نظر دیکھوں میں

۲۸۴

مارکے ہاتھ پہ ہاتھ اوسنے یہ ہنس کے کہا
نیند کے مارے برا حال ہے اب تو میرا

حال معلوم ہے کچھ انکا جیتے ہو گیا
چلکے دو چار گھڑی سو رہو از بہر خدا

کہینچکر ہاتہہ پہر اوس جاسے اوٹہایا مجہکو
بستر خواب پہ نیچا کے گرایا مجہکو

شعر ۲۸۵

چڑہ کی چہاتی پہ مری یار سی یون کہنے لگا
استنے دن تجہسے جدا رہ کی بہت عیش کیا
لوٹتا ہو کہ تمہاری ہے سزا اس دم کیا
اب گلا گہونٹ کے دم دشمنونکا کردون فنا

بولا مین دیر نہ جی کہونے مین اے جان کرو
اپنا صدقہ مجہے سر پاسے قربان کرو

شعر ۲۸۶

تب سگلے لگ کی کہا اوسنی کہ مین ہون قربان
ہمکنار اب ہو کہ نکلے تری ہر دل کا ارمان
جوشش مین آیا جو دریا ہی شباب ایارلن
مین ہوا اوس در نایاب سے ایسا چپان

کہ تلاطم سے لگے جان پہ اوسکے بن نے
کہولے لپہاہی صدف موجۂ بحر تن نے

شعر ۲۸۷

مل گیا گوہر مقصود جو با حسن وصفا
آشناؤن کی حواس تہ سی لڑی طبع رسا
کرکے غواص گہر ریز بیان دریا سی بہرا
خندہ زن ہو کے کہا موتی پرو دین کیا

الغرض دیتے بلکے سوتا نہ پکارا مین سے
کیا اوس بحر لطافت سی کنارا مینے

شعر ۲۸۸

پاس پہر لیٹ گئے اوسکے جو گلی مین لپٹا
تیرے صدقے نہ خدارا ابہی سوتی مین ستا
نیند مین پیار کی آواز سے اوسنے یہ کہا
سنکے یہ مینے بہی آنکہونکو وہین بند کیا

وصل سے شاد ہوئی کہل گئی عقدی دل کے
سو رہی کیا عاشق و معشوق گلے مل مل کے

شعر ۲۸۹

چونکا ہنگام سحر نیند سے وہ مہر لقا
دل تو تہا صاف نہتے گرد کدورت اصلا
گدگدی کرکے دیا مجہکو ہے کافر نے جگا
بدلی آئینہ کے منہ یار کا مینے دیکہا

دونون ہاتہونکو گلے مین مرے ڈالا اوسنے
پہر اوسی ذکر کا مذکور نکالا اوسنے

سنکے یہ درد کر دے دشمن جانی جو مرا
حسن و خوبی کا بیان کرتا ہے تو حد سے سوا
اک نظر مجھکو دکھا دے اوسی کا بہر خدا
دیکھون میں بھی ہے تو کہ اوس شکل کا یا بھی الف

تو جو کہتا ہے یہ باور نہیں آتا مجھکو
سخت حیرت میں سکتے جو کیا تا مجھکو

۲۴۱
کہہ گو نیاد لیکن مرے کرنے لگا جوش شباب
حال سنکر تو ہوا دشمنون کا حال خراب
خندہ زن ہو کے دیا یار کو ہنسنے یہ جواب
اوسکے نظارہ کی کسطرح بھلا ایگی تاب

میری ہنسنے سے وہ کچھ بات کو پہچان گیا
بولا چلا کے یہ کچھ رمز ہے مین جان گیا

۲۴۲
رکھکے منہ چھاتی یہ اخلاص سے با ناز و ادا
حلوی مرد کی بلا کر مجھے تحسین یہ کہا
لین بلائین مجھی اوس رشک پری صد ہا
تیرے صدق تری قربان تیا بہر خدا

سچ ہے تیرا کسے معشوق یہ دل آیا تھا
یا فقط جھوٹ کا تیلا یہ بنا لایا تھا

۲۴۳
پا کے بیتاب اوسی سے یہ بات ہنسکی کہا
فقر ی یارونکی مخصوص ہی باتین ہیں اور کیا
کیسا معشوق صنم و ہمان کیہ بہی تیرا
اپنا مطلب نکل آیا یہ مرا مطلب تھا

قصہ کھو دینے کے ساری یہ کہانی سب ہے
دل جلانے کے لیے چرب زبانی سب ہے

۲۴۴
رکھکے پیشانی یہ ہاتھ اوسنے تحیر سی کہا
جعلسازی کو کوئی دیکھے تو ذرا بہر خدا
تو بڑا فعلیہ ہے چل مجھے ہنسکر نہ جلا
اب لیے سب بے پر کے اوڑائے کدھر ہوش اوڑا

مجھکو حیرت سے کہ دولت یہ کہان پائی تھی
دام میں سونے کی چڑیا کوئے کیا آئی ہے

۲۴۵
اب کھلا حال کہ الو کوئی ہوئیگا پھنسا
طوطی کھوسٹ کا نہین بچتا دنیا مین سدا
غیرت آئی مری صدق مین وہی چھوڑ دیا
مجھ سے یہ کاری اک روز تو آخر کو ملا

جس سے رغبت ہو وہی شے وہ عطا کرتا ہے
منہ شکر جو نہ بکا شکر سے خدا بھرتا ہے

گو چکار غنچہ وہ جو طوطی گلزار سخن
جوڑ کے پھول بہت منہ ہی بنا گلشن
بولا میں بند کرا جو بچکوا ای غنچہ دہن
دیکھیں دیکھیں تری گلریزیاں اے رشک چمن

خلقت شک ہی کیا مجھکو سرو کار رہا
جسکا کھٹکا تہا طبیعت کو نہ وہ خار رہا

جیسے کیے لگا تب وہ برنگ بلبل
رشک کا خار جگر میں نہ رہا جب بالکل
دل جو تھا غنچہ دیرینہ مردہ کھلا صورت گل
کر دیا چار و طرف اوسنی ملاقات کا غل

اپنے بنگالی میں جلدی یہ خبر بھجوا دی
لوگ دینے لگے آ آکے مبارکبادی

بانٹنے صحن میں جب گل ہوئی نسائی ہر
ڈولیاں چاندی کی کاندھوں پہ کہاروں کے
گھری اوس یوسف ثانی کی عزیزوں سے بھری
حور کے گھر میں اوترنے لگے پریوں کی پرے

سب پریزادوں کو تختوں پہ بٹھایا اوسنے
بزم عشرت کو پرستان بنایا اوسنے

دل کی بر آئیں مرادیں تو ہوئیں شادیاں کیا
رات بھر اوسنے رکھی رقص کی صحبت برپا
رتجگی ہونی لگے رحم جو خالق نے کیا
شمع رخساروں کو ہنگام سحر سلا لیا

جلکے مسجد میں چراغوں کو کیا چاق اوسنے
گھر ہوا غیر سے خالی تو بھرا طاق اوسنے

آئی مٹھی جو مرادوں کی تو شربت پلوائے
سہرے پھولوں کی شہیدوں کی مزاروں پہ چڑھائے
کونڈی شیرینی کے احباب نے من بھر کے کھائے
دل جو ٹھنڈا ہوا کیا گھی کے چراغ اوسنی جلائے

حاضری ساتھ لی حضرت سے رضامندی کو
چلے درگاہ کے کھولے گئے نوچندی کو

نذریں مانی ہوئیں جب ہو چکیں سب کی یہ دعا
کہ پھر لوگونکو رخصت بصد انداز و ادا

یا خدا عزت و حرمت مری تو رکھیو سدا
میری دلجوئی میں دن رات وہ مصروف رہا

ہر نفس وہیان رہا یار کو بیہم میرا
ٹھنڈی سانسونکی عوض بہرنے لگا دم میرا

شاد رہتی ہی شب و روز طبیعت میرے
الفت اوس مصحف رو کو ہی بشدت میرے

یار تھی صلح ہوئے لڑ گئی قسمت میرے
ورق دل پہ لکھے رہتی ہی صورت میرے

یاد جس روز جدائی کا وہ غم کرتا ہے
دم بدم سورۂ اخلاص کو دم کرتا ہے

پوچھ لیتا ہے تو جہان کہین جاتا ہے
دیدہ ہی چشمونکو ہر بات مین دکھلاتا ہے

بے مرے حکم قدم وہ نہین سرکاتا ہے
جو مین کہتا ہون وہ آنکھون سے بجا لاتا ہے

چشم مردم سے حیا اتنو پڑی رہتی ہے
آنکھ ہر پل مری چتون سی لڑی رہتی ہے

سر اوٹھاتی ہے کبھی مجھسے جو پیشانی یار
ٹیڑھے ہوتی ہین وہ ابرو جو کبھی از رہ عار

دم بدم فرق پہ چمکاتے ہین ابرو تلوار
مارتا پلکو نکی او نہین کرتے سے عار ہو بار

چتونمین دل کبھی میرا جو دکھا دیتے ہین
پتلیان مجھ مژگان سے سزا دیتے ہین

شامت آتی ہے وہ گیسو جو اکڑ جاتا ہے
رخ کا نقشہ جو کبھی مجھسے بگڑ جاتا ہے

کھنچکے موباف مین ہر بال جکڑ جاتا ہے
زلف کا منہ پہ طمانچہ وہین پڑ جاتا ہے

سخن گرم زبان پہ اگر آ جاتا ہے
شعلۂ آواز کا نے سے جلا جاتا ہے

جلسے رہتی ہین مرے اوڑتی ہین ہر صبح و مسا
رتجگے گانے بجانے کلو ہر شب چرچا

قہقہے چلتے ہین یہ بات پہ آپس مین سدا
گرمی صحبت کی دکھاتی ہی تماشے کیا کیا

آتش رشک سے غیرون کے جگر جلتے ہین
آتے ہی اب شمع پہ پروانے کے پر جلتے ہین

دولت وصل اگر ہے تو نہین اختیار [illegible]
پھر [illegible] دیکھ کے صحبت ہو بہار

اب امانت مین خیانت نہین کی ہے یار
وصل جانانکی اوڑاتا ہون مزے لیل و نہار

چھیڑے جو کرے دل یار کا گھبرا آتا ہی
بے امانت اوسی دم پھر نہین چین آتا ہے

تمام ہوا

آباد

تخلص ہے مہدی حسین خان کا خلف الرشید
ہین غلام جعفر خان کے باشندۂ لکھنو ہین شاگرد
شیخ امام بخش ناسخ مرحوم کے ہین صاحب تصانیف
کثیرہ ہین ہر بحر مین غزل کی انکا ایک دیوان
ہے بڑی خوش فکر اور صاحب طبع رسا ہین
ایک دیوان ان کا مسمے بہ بہارستان سخن مطبوع
اور مشہور جہان ہے یہ دو دواسوخت اونکی نتائج
فکر رسا سے شامل مجموعۂ ہذا کیے جاتی ہین



جب تلک ستے نہ جوانی تو عجب شادی تھی / کچھ نہ اپنی دل آزاد پہ بیدادی تھے
حسن اور عشق کی ان جھگڑوں سے آزادی تھی / اسطرح نشہ راحت کی نہ بربادی تھے
شیشۂ دل مین می عشق کا کچھ جوش نہ تھا
وہی ایام بہت خوب ستے جب ہوش نہ تھا

ہوش جب ہم نے سنبھالا تو سنبھلتا نہین دل / ایکدم اتو بجز عشق بہلتا نہین دل
آتش حسن سے کب سینے مین جلتا نہین دل / شمع کیطرح سے کس وقت پگھلتا نہین دل
پیشتر سوز غم ہجر سے نالان کب تھے
ہمہ تن داغ ہوئے ہم سر و چراغان کب تھے

تھے وہ دن خوب نہ جب حسن سے واقف تھے نگاہ / دلکو معلوم نہ تھے کوچۂ الفت کی راہ
تن نہ آگاہ کہ کس بات کو سب کہتے ہین چاہ / عشق مین حالت دل ہوتی ہی کسطرح تباہ
ہای کیا دن ستے کہ جب بیخبری رہتے تھے
کاہکو آتشہ ہجر زدہ گرسنہ رہے تھے

ظلم و بیداد کسی کہتے ہیں واقف تھا کون
فتنہ ایجاد کسی کہتے ہیں واقف تھا کون
خانہ برباد کسی کہتے ہیں واقف تھا کون
داد و فریاد کسی کہتے ہیں واقف تھا کون

سخت بیہودگی نہ غفلت میں خبرداری سے
وہی دن خوب تھے جب تک کہ نہ ہشیاری تھے

پیشتر راتونکو اسطرح نہ بیخوابی سے تھے
غنچۂ دل میں عجب رنگ کی شادابی تھی
کیا ہی آرام سے سوتی تھے نہ بیتابی سے تھے
خوش گذرتی تھے غم و درد کی ناکامی سے تھے

ہم تو تھا پہلے یہ دل سینے میں کچھ تنگ نہ تھا
پر جو اب ڈھنگ ہے اسکے یہ کبھی ڈھنگ نہ تھا

وہی دن خوب تھے جب غم سے سروکار نہ تھا
دام آفت میں دل زار گرفتار نہ تھا
عشق کے پیچ سے زنہار خبردار نہ تھا
عیش سو طرح کی تھے ایک سے آزار نہ تھا

دل سے اسطرح نہ پہرون مجھے سرگوشی تھی
ایسے ہشیار نہ تھے بہتر وہی بیہوشی تھے

پیشتر دل کی اذیت سے نہ آگاہی تھے
رنج کیا چیز ہے راحت سے نہ آگاہی تھی
ان پریزادون کی صورت سے نہ آگاہی تھی
ہجر اور وصل کی لذت سے نہ آگاہی تھی

کچھ نہ خوبی سے صباحت کی خبر رکھتے تھے
چاشنی سے نہ ملاحت کی خبر رکھتے تھے

پیشتر دلکو نہ سمجھے تھے کہ رسوا ہوگا
عشق کا کوچہ و بازار میں چرچا ہوگا
نوجوانی مین ہمین زلف کا سودا ہوگا
دیکھین انجام اس آغاز کا اب کیا ہوگا

لطف سمجھے تھے جوانی مین دو چندان ہونگی
یہ بھلا کسکو خبر تھے کہ پریشان ہونگی

ہای ای رنج کہان اپنا وہ پہلا آرام
سورش عشق سے ہی آٹھ پہر زیست حرام
ہای بیتابئ دل تو نے کیا کام تمام
ہے تڑپ شام سے تا صبح سحر سے تا شام

اسقدر یون نہ طبیعت پہ بلاکش ہوتے
آب و گل مین نہ اگر عشق کے آتش ہوتے

مدو ای اشک وہان ضبط سی گھبراتا ہون
سوزش داغ کی مین تاب نہین لاتا ہون
آتش عشق کے گر جیسے بھبکا جاتا ہون
ہای گیا آگ لگی ہے سبھی جلتا ہون

سرد ہوتی نہین اس اپنی دل زار سے آگ
پھونک دی عشق نے کس شعلۂ رخسار کی آگ

ظلمت دلکو کیا عشق کے جب نور نے کم
حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم
صاف آئینہ سے صورت نظر آیا عالم
پہنسے آتی ہے جوانی کی محبت پیچین ہم

دل کا پہلے نظر آتا تھا او بجھنا مشکل
کھل گیا اب کہ او بجھہ کر ہے سلجھنا مشکل

خلق مین سبکی لیے عشق کا دین زیبا ہی
گر کہین ہم خضر راہ یقین زیبا ہے
عشق پر کونسی یہان شان نہین زیبا ہے
عشق کا خاتم خاطر پہ نگین زیبا ہے

دولت عشق جو عالم مین فراوان ہو جاے
کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سلیمان ہو جاے

حسن اور عشق نہوتی جو عیان دنیا مین
ہے سکے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا مین
ہوتے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا مین
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا مین

ہر بشر مغتنم اس راہ نما کو سمجھے
خلقت عشق سے بندی پہ خدا کو سمجھے

عشق اپنے نہ اگر جلوہ گرے دکھلاتا
حسن اگر شیشۂ دلمین نہ پری دکھلاتا
کبھی مہتاب نہ داغ جگرے دکھلاتا
پردۂ چشم نہ اشکو لسے تری دکھلاتا

دل نہ یون شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
نہ فرشتے بھی غرض چہ بابل ہوتے

قلمی

دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کیسے ہو لیسے بے لیتا نہ وہ لیلی کا نام

دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام
کیسے شیرین کی جدائی مین ہوتا وہ تمام

سب کو عالم مین عجب عشق کی سرکار ملی
گر ملا یار لٹتا ہی دل زار سے ملے

گر نہ عشق دونون مین نہ اگر کرتے راہ
شمع پر کرتے نہ پروانی بھی جلنی کی نگاہ

محو گل پر دل بلبل سے ہوتا واللہ
ماہ کنعانکی زلیخا کو نہ پھر ہوسنے چاہ

عشق اگر چاند کیصورت نہ عیان ہو جاتا
جلوہ ماہ سے کیون چاک کتان ہو جاتا

کشش شوق ہی اس عشق کی عالم سی جدا
جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی سے پیدا

آشکارا ہی اسی سے کشش کاہ ربا
سو جگہ اسی دل سنگ کو بھی موم کیا

گل اسی سے کسی جیکو نہین وہ آفت ہی
چھوٹتا عشق کسیکو نہین وہ آفت ہے

کس مصیبت مین گرفتار ہے جان غمگین
کیصورت ہمین ہوتی نہین دم بھر تسکین

حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہونگی کہین
ایک ہے جان سو ان دونو سے بچنی کی نہین

گرم ہے مین دل نالان مین یہ آفت برپا
صحبت شعلہ و خس سے ہی قیامت برپا

حسن خلقت مین اگر نور ہے تو عشق ہے نار
سوز دونو مین ہے شک ایسمین نہین ہے زنہار

گرم ان دونونکی گرمے کا بہت ہے بازار
انہین دونون سے جگر ہو گی ہین بیحد و شمار

شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ

انکی خلقت مین قیامت کی شرر خیزی ہے
انکی آتش کے ہر اک دلمین بڑی تیزی ہے

ہر جگہ انکی سے اک شرر انگیزی ہے
سامنے انکی ہر اک شمع کے عرق ریزی ہے

تجہ سنے ڈہنگ کی گرسے یہ دکہا دیتے ہین
جگر و دل سینے نے آگ بہلا دیتے ہین

حسن اور عشق مین ہین دست و گریبان دونون
فتنہ پرداز ہین غارت گر ایمان دونون

ہر جگہہ ہین یہ سنے سلسلہ جنبان دونون
پہونک دیتے ہین سینے آتش نہان دونون

ڈہنگ نئی ڈہنگ زمانی مین عجب ہوتے ہین
اسنے نیرنگ زمانہ مین عجب ہوتے ہین

حسن ہے باغ تو یہ عشق ہے اسمین گلچین
ہے تماشا کسے نطرح ہے سبکے تزئین

گل سے مانند شگفتہ ہین ہزارون ہے سین
لالہ ہے کونسے خوش آیندہ کوئی ہی نسرین

رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکے ہے
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکے ہے

جسکو سب کہتے ہین عالم مین خزان اور بہار
جسمین گل پہولتی ہین ساتہہ گلستان مین خار

ہجر اور وصل ہے وہ اسمین بنین تنک نہار
یون ہے گلفام نکے ہین گرد ہزاران واغیار

باغمین پہولنے اقرار صبا صادق ہے
یہان ہوائی نفس سرد دل عاشق ہے

یا الٰہی رہے سرسبز ہمیشہ یہ چمن
ہو کسیطرح سے دل تنگ نہ اک غنچہ دہن

حسن کا صرف خزان ہونے کبہی گلشن
رشک گل وہ ہین کہ پہولتی ہے بہار کہ تن مین

عشق گل کو ہی گل اندام نہ پژمردہ ہو
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو

تیرے قدرت کے تماشے مین ہین اے رب کریم
چشم خونبار کہین ہے تو کہین دل ہی دو نیم

حسن اور عشق سے کے ہر جا یہ نئی ہی تقسیم
ایک یہ عشق ہے سو رنگ سے ہر دل مین مقیم

نے مصورت کی کسنے بہتے فسانے ہر جا
دل بہ تیر ملامت کے نشانے ہر جا

سمجھین گے اسکو وہ ہے جسکو کہ بجا فہم وذکا
چشم اسواسطے ہے حسن کا وہ دیکھے جلوا

عشق کے واسطے دل سینۂ عاشق مین بنا
اسلیے گوش ہین معشوق کی تا آئی صدا

دست عاشق ہین اوسی زلف کی سلجھانی کو
پاؤن ہین کوچۂ محبوب تلک جانے کو

عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا
کب خبر تھی صفت آبلۂ دل پھوڑیگا

نوجوانی مین یہ جیتا نہ ہمین چھوڑیگا
جوڑ یہ تفرقہ انداز بہت جوڑیگا

لاکھ جا دلکو ستے دام مین اولجھائیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا

عشق وہ ہی کہ ہر اک دل مین جگہ اسکی ہے
جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہے

کیمیا ہے تہے سواقدر اسی مس کے ہے
مٹ گیا اوسکا نشان تاک اسی جسکی ہے

گھاٹ سی موت کی کیا پار اوتارا اسنے
جیتے جی سیکڑون کو مار اوتارا اسنے

کیا یہ سب کہتے ہین بیتاب یہ ہونا کیسا
دمبدم ہجر مین چلا کے یہ رونا کیسا

عشق مین مفت بھلا جان کا کھونا کیسا
دلکو دریای تفکر مین ڈبونا کیسا

جلوۂ حسن پری ایک نظر دیکھین وہ
دلپہ قابو ہے جنھین عشق تو کر دیکھین وہ

ذکر کیا غیر کا آپنے کہانی سے کہیے
کس سبب سے ہی یہ اشکونکی روانی کہیے

جیمین آتا ہے کہ ایذاے جوانی کہیے
ای زبان ضبط کجا راز نہانی کہیے

دل بجان آمدہ از عشق نہان یار کجاست
پردۂ راز دل افتادہ دل آزار کجاست

حسن اور عشق بہم ہوکے سمائے دلمین
فتنے ان دونون نے کیا کیا ہین اٹھائے دلمین

مین ہون حیران کدہری یہ در آئی دلمین
یا صدا کام تہا کیا انکا بیرا اسنے دلمین

عقل و دین و خرد و ہوش کا محتاج کیا
کشور دلکو انہین دونون نے تاراج کیا

پوچھے جب عشق سے کے آمد کے تیار آئے
کشور دلمین نہ چھپنے کے ٹھکانے پائے
کیا ہے عقل و خرد و ہوش و توان گھبرائے
شہر ہی بہاگ گئے کی دل سی غرض ٹھہرائے

چھوڑ کر دو یہ سب پاس سے یکبار ہوئے
ہم فقط عشق کی پھندے مین گرفتار ہوئے

الاماں عشق کو مین ایسی نہ سمجھا تھا بلا
دل یہ قابو سے رہا کچھ بے مرا بس نہ چلا
میرا دشمن یہ کہا نسے مری پہلو مین پلا
پھونکے وہ آگ کہ سب دل مری سینے میں جلا

کچھ ابھی سی یہ طبیعت مری گھبرائے ہے
دیکھیے عشق سے کیا سر پہ بلا آتے ہے

ایکدن میرا گذر راہ سے ناگاہ ہوا
عرفہ سے پیش نظر جلوہ گر اک ماہ ہوا
کیا کہون دلکو جو کچھ صدمہ جانکاہ ہوا
کہ جسے دیکھ کے مین راہ سی گمراہ ہوا

ہوش جاتی رہے سب طاقت دل دور ہوئی
عشق کو صاف اسیرے مری منظور ہوئی

دور سی تا بکمر دیکھہ کی کھولی ہوی بال
پڑ گیا چار و طرف دلپہ عجب عشق کا جال
پھنس گئے پھندوں مین ایسی کہ ہوئی رستگی محال
جمع لاکھون ہے ہوی دلمین پریشان خیال

گیسو یار کی مضمون سے ہی بات یہ ہے
دن ہے جسکا نہ کبھی کو سگے وہ رات یہ ہے

فکر کہتے ہی سر سے تا زہ سراپا لکھیے
خود پسند و نکو سنجیدہ ہوا لکھیے
سر سے تا ناخن پا وصف صنم کا لکھیے
سب سے بالا ہو وہ وصف قد بالا لکھیے

فرق ہرگز نہ سر مو ہو وہ نقشا کھنچ جائے
سامنے چشم کی تصویر سراپا کھنچ جائے

ساتھ اس قصد کی بس طبع نے مارا اک جوش
در مضمون نظر آنے لگے سب حلقہ بگوش
قلزم فکر سے برپا ہے کیا تازہ خروش
کہہ سے امواج طبیعت کی تلاطم نے خموش

طبع میں حسن کے لہر و نکا سمایا دریا
میری آب در مضمون سے بہایا دریا

دل میں اک لہر سے بحر محبت نے دی
اک پریشانی سے سر سے حقیقت نے دی
عنبرین زلف کی بو سوچ طبیعت نے دی
دل میں آشفتگی اک جمع راحت نے دی

ڈھنگ بندش کا طبیعت سے نیا دکھلایا
رنگ سودائے محبت سے نیا دکھلایا

مانگ وہ مانگ کہ جسکے لگ گرفتار ہوں دل
اسکے خوبی سے اگرچہ بے خبردار ہوں دل
باہر اس راہ سے تا زیست نہ زنہار ہوں دل
صدقے اس راہ خطرناک کی سو بار ہوں دل

مانگ اوس مہ کی زلفوں میں کہاں پیدا ہے
شب تاریک میں یہ کاہکشاں پیدا ہے

زلف وہ زلف کہ دیکھے سے پریشانی ہو
جسے ہو آشفتہ سے بے سر و سامانی ہو
حسن سنبل کو بہے سو طرح پشیمانی ہو
دل سودا زدہ کو سلسلہ جنبانی ہو

گر نظر دور سے وہ زلف گرہ گیر پڑے
لاکھ جا پائے نگہ میں وہیں زنجیر پڑے

ظلمت زلف ہی یا پیش نظر کالے رات
داغ دینے کی یہ دیتے ہی خبر کالی رات
اسکے صورت پہ ہے نہاں آٹھ پہر کالی رات
ایسے دیکھے نہ کوئے جن و بشر کالی رات

آنکھ اسپر جو پڑی لو نظر کا لا ہو
دیکھے اس شام کو تو روی سحر کالا ہو

اسطرح گیسو ونکی پاس چمکتی ہے جبین
حسن پیشانی میں ہو فرق یہ ممکن ہی نہین
صاف اس ماہ شب دیجور کی ہی چاند قرین
گھٹ کی بجاتا ہے سر تو یہ بہلا ہے جبین

کہے ابرو پہ چین دیکہہ کے جو بینا ہے
نصب محراب در حسن پہ آئینا ہے

قتل کیواسطے کین حسن نی تیار ہوین
ہو یقین ہے نہین دم بہر سبہے زنہار ہوین
کہینچے رہتے ہین مری سامنے تلوار ہوین
دمبدم کہتا ہون نہین ہای وہ حذار ہوین

سامنے آنکہونکی پہر جاتے ہین تیورا ونکے
دل پہ چل جاتی ہین سو طرحسے خنجر اونکے

ہای وہ چشم جسے دیکہہ کے بیمار ہے دل
سو طرح دام اشارت مین گرفتار ہے دل
کچہہ سوا نرگس بیمار سے بیزار ہے دل
راتدن یاد مین اون آنکہونکی بیمار ہے دل

کیا طبیعت یون ہے ای پیر فلک سکتے ہے
کیا پلک سی نہین عاشق کے پلک لگتے ہے

چشم سی دیدۂ آہو کو بہلا کیا نسبت
کسے جادو نے کہان پائی ہی ایسی طاقت
دین فسون ساز ہین چشمان سیہ اک آفت
سامری کو ہے کرشمونسے ہو جنکی حیرت

معجزہ چشم وہ اک پل مین دکہا دیتے ہے
دل مردہ کو اشارونسے جلا دیتے ہے

حسن سو طرح کرے خنجر مژگان کو تیز
غیر ممکن ہے کہ ہو اوس صف مژگان سی گریز
شوقین قتل کے ہے جانکا کسکو پرہیز
آنکہہ اپنے نہ پہرے لاکہہ ہون پلکین خونریز

ناوک انداز ہے معشوق سے ڈر کسکو ہے
ایسے تیرون سے بہلا خوف و خطر کسکو ہے

اسطرح چہرۂ تابان سے ہے بینی کی ضیا
گوش وہ گوش کہ مین کان جواہر سے سوا
اک الف نور کا ہے مہر درخشان مین کہنچا
آئینہ گرد ہے رخسار نے پائی وہ صفا

لب مین وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
دانت وہ دانت کہ ہیری کے سکے خون کرے

۵۴۸ وہ دہن نکتۂ موہوم ہے بی وہم وگمان ایسے تنگی کسے غنچے نے ہلایا ہی کہان	لیک سخن ایسمین نہین قدرت خالق ہے عیان دیکھکر چشمۂ حیوان اوسے اتنک ہے نہان
خوب وصاف دہن کس سے کہے جاتے ہین لب تقریر سے خاموش رہے جاتے ہین	
۵۴۹ وہ زنخدان ہے کہ ہے ایک خندۂ قدرت دلکو بے چاہ زنخدا نسے سراپا حیرت	حسن کے بحر کا گرداب ہے کیا خوش صورت آ لیسے ڈوبنے کے دلکو ہوا ایسمین سبقت
گر کے ایسمین سے نہ ہر گز کوئی مائل نکلے یہ کنوان وہ ہے نہ یوسف کا کبھی دل نکلے	
۵۵۰ گردن ایسی ہے کہ آنکھون نے نہ دیکھی زنہار مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہے طیار	شفق صبح کے مانند دکھاتی ہے بہار ہاتھ گردنمین حمائل ہو تو آجائے قرار
جلوہ گر دہیان مین جسوقت سی وہ گردن ہے شمع کا نور سحر سامنے اک روشن ہے	
۵۵۱ ہاتھ مہندی کی جو رنگت سی ہوئی ہین مشتعل ہاتھ ہیہات نہین ہاتھ مین جی ہی بیکل	اب سر دست دل زار گیا اور ہے جسل عشق مین دل ہمین لایا ہے مجھے لائی اجل
رنج پہونچاتے ہے فرقت مین کلائی مجھکو آجکل کیا نہین مدت سے کل آئی مجھکو	
۵۵۲ ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوئی ہین طیار دست خورشید درخشان ہو فدا ہے ہزار	لے ہتیلی کے بلائین ید بیضا سو بار ہاتھ کو ڈالین جو اوس پنجے سی آکر ہو دوچار
اونگلیونکی جو چمک دیکھے تو حیران رہ جائے پنجۂ مہر سے انگشت بدندان رہ جائے	
۵۵۳ جان سو جانسے ہے خوبی پستان پہ نثار توپیان بازیہ دو رکھے ہین پایۂ شکار	سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالی ہین انار یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن یکبار

دو دو گلدستے لب بام دھرے ہین گویا
منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا

کبھی چھاتی سے دوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہے
رخ دوپٹے سے کے اسکے جو پلٹ جاتا ہے
شرم سے جسم وہین اونکا سمٹ جاتا ہے
دم یہان عاشق بیدم کا اولٹ جاتا ہے

بند محرم کے شب و روز کسے رہتے ہین
جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین

وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے آب
وہ صفائی ہے کہ خورشید کو بہی ہی حجاب
قدرت حق سے زمین پر یہ قرص مہتاب
وہ چمک ناف کی ہے آہی ستارے کو نہ تاب

ہاتھ لگ جائے گر وہ تو قرار آجائے
بخت سے دام مین عنقا کا شکار آجائے

اوکی تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہے
بات پردے کی ہے پردہ مین بیان ہوتی ہے
پردہ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہے

یہان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین
دو مہ نو نئے صورت سے یہ چسپیدہ ہین

رانین ایسی کہ نہ دیکھے سے بھرے دل زنہار
زانو ایسے کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہربار
اسقدر گوری کہ کافور صباحت پہ نثار
دل بیتاب نہ تڑپے کبھی آجی قرار

تکیہ مخمل کا اگر ان سے ہزار آئے گا
کوئی نہ سر رکھے زانو پہ قرار آئیگا

پنڈلیان گوری ہین ایسی کہ خدا کی قدرت
رخ مہتاب کی ہے دیکھ کے فق ہو رنگت
عرش کی سا قونکو اونسی نہ کبھی ہو نسبت
پہونچی اوس جا یہ نہین پا ہی نگہ کو طاقت

پنڈلیان حسن لطافت مین فزون دونون ہین
خانۂ حسن کے گیا پائی ستون دونون ہین

۵۸

پنجۂ مہر کو ہے پنجۂ پا سی خجلت
ہے رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سی خجلت
ہر ستارہ کو ہے ناخن کی ضیا سی خجلت
شفق صبح کو ہے رنگ حنا سی خجلت
سرمہ خالے نگہ کی کبک دری آنکھون مین
خاک پاپوش کو لیجاے پری آنکھون مین

۵۹

ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
ایسے رفتار چھلاوہ کا ہے دل جاتی نکل
نازک ایسی ہی کمر چلنے مین سو کھاے بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل
رنگ لالی کی غضب طبع مین سنگینے سے ہے
دور اسے نام خدا دھیان لسے خود بینے سے ہے

۶۰

اسے ہے آئینہ مین دیکھے نہین صورت اپنے
نہین معلوم اونہین حسن کے زینت اپنے
اسے ہے سمجھے نہین ہرگز وہ حقیقت اپنے
بھولے اتنک ہین بہت خوب ہے قسمت اپنے
حسن پر ناز نہین شکل پہ مغرور نہین
کسے سی آنکھہ لڑانے اسے ہے منظور نہین

۶۱

چھڑے پر زلفونکی بل کھانی سی گھبراتے ہین
اونکے گیسو کے وہ سلجھانے سے گھبراتی ہین
دیر تک گیسو نہین شانے سے کھلواتی ہین
عطر پوشاک مین ملوانے سے گھبراتے ہین
خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہین
جان دیتی نہ مرے اسکا اسے دھیان نہین

۶۲

ایسے معشوق ہے عالم مین بہت ہین کم
سادی پوشاک بھی رہتے ہین نہایت خرم
[illegible] مین ہار پہنی سے الجھتا ہے دم
ہار پہولونکا اوٹھے کس سے کہ نازک ہین ہم
اسے ہے گہنے سے سی اونہین کچھ شوق نہین
کوئے گردن مین ہے منت کی سوا طوق نہین

۶۳

آئینہ جب اونہین دکھلاتی ہین گھبراتی ہین
منہ چھپا لیتے ہین شرماتے ہین گھبراتی ہین
بھاری کپڑونکو جو پہناتی ہین گھبراتی ہین
بند محرم کے جو کس جاتے ہین گھبراتی ہین

بات عاشق کی نزاکت سی وہ کب سنتے ہین
درد سر ہوتا ہے افشان جو کبھی چنتے ہین

شـ ۶۵

چشم پر بار گران ہے انہین کاجل کا بوجہ
دوش سے اونکی سنبھلتا نہین آنچل کا بوجہ
دور ہی اونکی گلے سے ہے ہیکل کا بوجہ
ایسے نازک ہین کہ اوٹھتا ہی نہین ہلکا بوجہ

تاب کب بار نزاکت سے کہ وہ لا سکتے ہین
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اوٹھا سکتے ہین

شـ ۶۶

اپنے قسمت پہ مجھے رشک بہت آتا تھا
میری گھر مین کبھی جی اونکا جو گھبراتا تھا
قصے کہہ کہہ کے مزاج اونکا مین بہلاتا تھا
بار آنے کے نہ خلوت مین کوئی پاتا تھا

دخل صحبت مین کسی غیر کا زنہار نہ تھا
گرد اوس غیرت گل کے کبھی اک خار نہ تھا

شـ ۶۷

وصل کے عیش مین کب تھا غم فرقت کا دھیان
تھا نہ برگشتگی طالع و قسمت کا دھیان
ایسے دن کٹتی تھے کچھ تھا نہ مصیبت کا دھیان
رات بھر رہتا ہے اب جانے صحبت کا دھیان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

شـ ۶۸

زندگی سی شب فرقت مین سروکار نہین
چاند نے قبر کے چادر ہے اگر یار نہین
مرد ہے ہجر مین میرا یہ تن زار نہین
گھر مجھے گور ہے پہلو مین جو دلدار نہین

رنج ہے فرقت محبوب مین تازہ مجھکو
گر نہین وہ تو چھپر کٹ ہے جنازہ مجھکو

شـ ۶۹

اپنے صحبت سے وہ جب قاتل عالم بھرے
خار تب نظر و نہین اوس گلی بہت ہم بھرے
تو ہے اے دل یہ تماشے مین کیا دم بھرے
کس طرح رو و نہیے اب دیدہ پرنم بھرے

جا ہی حیرت سے اگر مجھا جگر چاک نہ جیے
ایسا معشوق چھٹے جس سے وہ کیا خاک جیے

اب یہ سنتے ہین وہان اور ہی کچھ لطف ہے
صحبتین ہین نئے صورت کی نیا چرچا ہے
آشنا غیرون سے دن رات مزاج اونکا ہے
روز ہے ناز نیا روز نیا غمزا ہے
اسطرف آتی ہوئے جان سے گھبراتی ہین
ساتھ غیرونکی الگ دور سے پھر جاتی ہین

برسون اب ہوگئی صورت وہ دکھاتے ہی نہین
حد سے مغرور ہین کچھ دھیان مین لاتے ہی نہین
ایسے بھولے کہ اونھین یاد ہم آتے ہی نہین
اپنے گھر مین کبھی اکدن وہ بلاتے ہی نہین
اونکے کوچے مین سر شام اگر جاتے ہین
ضد یہ ہے دیکھ کے کوٹھے سے اوتر جاتے ہین

غصہ و خون جگر تا بہ کجا کھای کوئی
دل شب ہجر مین کسطرح سے بہلای کوئی
کوفت پر کوفت کہانتک یہ بھلا پای کوئی
کیا جیے جبکہ اسطرح سے چھٹ جای کوئی
ساتھ نالی کے جگر منہ کو چلا آتا ہے
دم کوئی دم مین یقین ہے کہ نکل جاتا ہے

اونکی صحبت مین وہان دخل ہے بدذاتونکا
مزہ ہا لطف وہ آپس کے ملاقاتون کا
آگے آیا وہ ہے ڈر تھا مجھے جن باتونکا
سامنا روز پڑا ہجر کے اب راتون کا
لٹ گئے غیرونسے وہ دل پہ مصیبت آئے
بیٹھے بٹھلائے سے نئے سر پہ قیامت آئے

ہٹ کے اب جنگ ہے جانباز کوئی آتی ہین
اپنے ان چالونسے ہم باز کوئی آتی ہین
غیر سے بھاگین یہ انداز کوئی آتی ہین
تا زبان دلسے بھلا راز کوئی آتی ہین
سر و گردنکا کوئی کھیل سمجھتی ہین ہم
جان پر کھیلنا اک کھیل سمجھتے ہین ہم

حیز نامردونسے مردونکو تنفر ہے مدام
تمنے ناموس کا غیرت کا ڈبویا ہے نام
غیر کیا مال ہین کیا چیز ہین جو کیجے کلام
اب شکایت کا ہے باقی نہ تمہی مقام

دلکو سو طرح کے وسواس ہوا کرتے ہین
دور جو رہتے ستھے وہ پاس ہوا کرتے ہین

سینے جب تکو بنایا تو بگاڑا مجکو
جوشش نہین آتا یہ غیرت نکالا کہاڑا مجکو

قبر مین جیتے ہی جی مار کے گاڑا مجکو
کر کے کشتے غم فرقت نے پچھاڑا مجکو

ایک دن آپ کے ہر کوچے مین شہرا ہوے گا
رفتہ رفتہ کوئے دل پیچ یہ کراوے گا

کیا زمانے مین نہین تمسا حسین اور نیا
دل لگا لے گا خریدار کہین اور نیا

ڈہونڈہے لین گے کوئی ماہ جبین اور نیا
آکے اب بیٹھے گا معشوق قرین اور نیا

رشک آئے گا تمہین داغ بڑا کہاوگے
چہرہ وہ چاند سا تم دیکھ کے جل جاوگے

تم تو کہتے ہو کوئے پیچین کیا لائے گا
رخ سے وہ مہر اگر زلف کو سرکائیگا

سامنا ہوگا تو سب حال یہ کہل جائیگا
غش کیے رکہتے ہین صاحبکو مین آئیگا

ہو کے حیران یہ کہو گے کہ اسے کیا دیکھا
برق سے چمکے کہ کسے ماہ کا چہرہ دیکھا

شکل آئینہ وہ رخ دیکھ کے حیرت ہوگے
پہر نہ یہ شان نہ یہ روپ نہ شوکت ہوگے

نہ کہے جاوے گے وہ آپکے حالت ہوگے
پیچ پڑ جائینگے کچھ اور ہی صورت ہوگے

زلف کے بل مین گرفتار رہو گے برسون
چشم کو دیکھ کے بیمار رہو گے برسون

دم بہر کہ جامی گا دیکھو گے جو لطف بنی
تنکے چنوا ہی سکے اور نہ نکلی تمہین کلھنی

نام کو ایسے رہے گی نہ کبھی چونے
خون رلواے گے ہو نٹھونکی تمہین رنگنی

خوبی زلف جو دیکھو گے تو گھبراؤ گے
تب ہی جانین گے جب اسطرح سے بل کہاوگے

۸۱

سامنے اسکی نہ یون حسن پہ نازان ہونگے
اوسکے محرم سے جو محرم کسے عنوان ہونگے

دیکھکر اپنی طرف دل مین پشیمان ہوگی
صاف تم میری طرح چاک گریبان ہوگی

اوسکے آنکھونکا جو دم بھر بہے نظارہ ہوگا
نہ یہ چشمک نہ یہ غمزہ نہ اشارا ہوگا

۸۲

اوسکے صحبت سی ہمارے ہو طبیعت گلشاد
اپنے جو دلکی ہو برلاے وہ ہر وقت مراد

آتش رشک سی تم دلمین جلو صد بیداد
ایسے بہولو کہ ذرا جو رہین لب تک فریاد

کیا کیا ہے ہمے پریشانی کی تقریرین ہون
میرے ملنے کے لیے سیکرون تدبیرین ہون

۸۳

آپسے آپ ہی تم نامہ و پیغام کرو
چین دن کو نرہے شبکو نہ آرام کرو

تذکرہ میرا ہے ہر دم سحر و شام کرو
غیر کو بہولو مرا ورد زبان نام کرو

کچہ سنے ملنے مین اگر میری توقف ہوجانے
برطرف آپ کا سارا یہ تکلف ہوجانے

۸۴

ہم تلک نامہ و پیغام تمہاری آئین
کچہ دنون باتمین و النتہ نہ ہم بلوائین

شاد ہوجائین بہت دلمین عجب اترائین
مصلحت جانکے ہم صبر ہمین کہلائین

منع آنے کو کرین اور ستانے کے لیے
آوے بہوٹے سے بہجین نہ بلانے کے لیے

۸۵

ہو بڑا لطف کہ سب غیر نکالے جائین
کچہ دنون ایسے ہے دلکو جو سنبہالے جائین

آوے خاک مرے وہ سکے اوڑا لیجائین
آپ وہ آسکے ہمین گہر سے بلالی جائین

اپنے قسمت سی تمنا سے دلے ہاتہ سکے
دور اغیار ہون سب کیا ہے خوشی ہاتہ لگے

۸۶

اب جو کچہ رہا یہ تقدیر ہماری آگے
اسطرف سے نہ منانے کی بہی باری آگے

شادمانے عوض نالۂ و زاری آگے
یک بیک سنتے ہین ہم کیا کہ ہواری آگے

یہ سخن سنتے ہی دل سینے مین کیا شاد ہوا
شکر ہے خانۂ برباد پھر آباد ہوا

۵۵۳

در تلک اونکے او تڑپانے کو دوڑی بیتاب
شکل کو دیکھتے ہے پھر نرہے ضبط کی تاب

دل ناشاد کو شادی ہوئی بیحد حساب
دل ہوی سرد جو تھے آتش فرقت کے کباب

دو نو جانب سے ہوئے حرف شکایت آغاز
ہوئی آپس مین مصیبت کی حکایت آغاز

۵۵۴

جب کہا مینے کہ اسبات مین کیجے انصاف
بے مری پوچھے ہوی جمع یہ کیون سب اسراف

باتین سب آپ نے کین میری طبیعت کے خلاف
منفعل ہو کی یہ کہتے ہین وہ تقصیر معاف

اونسے واللہ کسیطرح ہمین کام نہ تھا
جب تلک تم سے جدا تھے ہمین آرام نہ تھا

۵۵۵

امتحان تھا ہمین الفت کا تمھاری منظور
اب یہ فرماسیے تو آپ کہ ہے کسکا قصور

تمسے عاشق جو رہے پاس سے دلبستہ جو دور
اور کو چاہین گی کہہ بیٹھے یہ تم میری حضور

کہیے کیا کہتے ہین اسطرح کے فرمانے کو
لاکہہ چاہین دل عشاق کے بہلانے کو

۵۵۶

منہ سے کچھ بولو یہ تقدیر ہمارے آگے
ڈھونڈتے ہے اک چاندسی تصویر ہمارے آگے

کے بڑی ستمے سب ہے تقصیر ہمارے آگے
نہ چلے آپ سے کے تدبیر ہمارے آگے

دیکھین دل جس سے لگایا ہے بلاؤ اوسکو
جس جگہہ تمنے چھپایا ہو نکالو اوسکو

۵۵۷

تمنے اسدم یہ ہماری جو بڑے کے خاطر
سو ہم آئی نہین یہان اور کسی کے خاطر

سمجھے ہو آئے ہین یہ میرے خوشی کے خاطر
ہم فقط آئی ہین اوس تشنہ لبی کے خاطر

جسکے تعریف سنے اوسکے طلبگار ہین ہم
اک نظر دیکھہ کے گھر جانے کو طیار ہین ہم

۸۹۶
سامنے کیون نہین آتا وہ جبین کیا ہے
آپکا چاند وہ بالاے زمین کیا ہے
ہم بہے تو دیکہین کہ وہ ماہ جبین کیسا ہے
دیکہہ لین اوسکو کہ دانش کی قرین کیسا ہے

۸۹۷
ہے وہ خوش رو تو تامل ہے بلانے مین کیا
چاند کو عیب ہے صورت کے دکہانے مین کیا

۸۹۸
ہنس کے بیٹہی کہا اب ملنے پہ اترائی ہو
کسنے بلوایا تہا یہان کسلیئے تم آئی ہو
حرف اسطرح جو بالاے زبان لائی ہو
منفعل حورون پہ ہو خوب سے شرمائی ہو

۸۹۹
تم انکا ہین جو دین ایسے ہے کم دیتے ہین
کرو انصاف ہمین سر کے قسم دیتے ہین

۹۰۰
صحبت غیر کا تم کرتے ہو ہر دم انکار
کہاتی ہو اپنے جو انکے قسم ہے ہر بار
کہتے ہو اونسے سروکار نہتا کچہ زنہار
آگیا مجکو یقین اسمین عبث ہے تکرار

۹۰۱
خیر جو کچہ ہوا کیون کرتے ہو اسطور کا ذکر
باتین یہ جانے دو وہ ہوگا کسے اور کا ذکر

۹۰۲
جسطرح غیر وسنکے ملنے کی ہی تہمت مشتہر
آپ اس بات کو ہے سیجیے دل مین باور
کہتے ہو جہوٹ یہ دشمن نے اوڑادی ہی خبر
اور معشوق سے واقف نہین اپنی بہی نظر

۹۰۳
عشق ہین اک مہر یہ کہتے ہین جلانی کے لیے
جہوٹ باتین نہین متہارے وہ ستانی کی لیے

۹۰۴
اپنے باتونسے جلاتے ہو مین تیر قربان
اور معشوق کا گہر مین نہین عاشق کے نشان
لکتے معشوق نہین بہر ہے کیسکے کب شان
ہم قسم کہاتی ہین جاتا نہین اسپر ہے گمان

۹۰۵
رنگ چہرے پہ نہین جسم مین اب جان نہین
اپنے عاشق کی تمہین حال کا کچہ دہیان نہین

۹۰۶
تمنے پہچانی بہی اب کیا ہے ہماری صورت
زہے جسم کی طیاری نہ دلمین طاقت
دو ہے دشمن ہوئے کیا غیر ہمارے حالت
مضمحل کر گیا دور وزمین رنج فرقت

قابل عرض مرا حال دل زار نہین
کیا وہ پوشیدہ ہے جو رخسے نمودار نہین

شعر
سنکے یہ مجھسی لپٹ کر وہ گلے سی روئے
چین راتون کا ملا سات وہ جسدم سوئے

ولین جو داغ کدورت تھے سراسر دہوئے
وصل کے عیش نے ربخ شب فرقت کہوئے

شکر آباد کہ ہم وصل سے آباد ہوئے
غیر جتنے تھے وہ سب رشک سی برباد ہوئے

تمام ہوا



۱

پیشتر حسن سے یون آپ خبردار نہ تھے
فتنہ پرداز نہ تھے یار دل آزار نہ تھے
آشنا ناز و ادا سے کبھی زنہار نہ تھے
ہم ہی صحبت مین رہا کرتے تھے اغیار نہ تھے
حکم یون کسکو چلے آنے کا خلوت مین تہا
غیر کو دخل کہان آپکی صحبت مین تہا

۲

نام سے بھی کوئی آگاہ نہ بیگانہ نہ تھا
اسقدر گرم کسی سے بھی نہ یارانہ تہا
شمع رخسار کا کوئی بھی نہ پروانہ تھا
شعلہ انگیز نہ یون حسن کا افسانہ تہا
جانتا تہا کوئی تمکو نہ رسوا ہم تھے
کوئی دلرفتہ تہا آپ کی شیدا ہم تھے

صحبتین تہین تمہین تفرقہ پردازون سے
دور رہتے تھے ہمیشہ خلل اندازون سے
کچھ کبھی سنتی نہ تہی کان مین غمازون سے
آشنا ہو گئے اب اور ہی اندازون سے
کیے پیدا ہین چلن سب سے نرالے تمنے
پاؤن اب وضع سے باہر ہین نکالے تمنے

۳

چھپ کے غیرون سے نہ ہوتے تہے اشارے آگے
روزن در سے نہ کرتے تہے نظارے آگے
کوئی بے اذن نہ آتا تہا تمہارے آگے
اب وہ ہمدم ہین جو رہتے تھے کنارے آگے
یون نظر رخنۂ در سے نہ لگی رہتی تہی
خلق مشتاق نہ کوچہ مین کھڑی رہتی تہی

وضع سادی تہی پھبتی تہی نہ جوڑا ابہارے — آستینونمین نہ کہولتے ستہے بہُا بہاری
کبہی اسطرحسے پہبی تہی نہ انگیا ابہارے — پانون مین یون نہ اکرتہا جو ابہارے

طبع نازک کبہی مائل طرف ناز نہ تہے
آشنا کان سے پازیب کی آواز نہ تہے

چال یہ کب تہی کمر کا یہ لچکنا کب تہا — ناز و انداز نہ ایسے تہے نہ ایسی تہے ادا
دل عشاق کو اب بہیتی ہو نام خدا — طرز رفتار سے ہے ایک قیامت برپا

سر کو آپ نہ اسطرح کبہی اوٹہتی تہے
فتنے کب چال پراے رشک پری اوٹہتے تہے

کنگہی اسطورسے بالونمین نکرتے تہی کبہی — لب خوشرنگ پہ جمتی تہی نہ مسّی کی دہڑے
نہ کبہی پان کی رہتی تہی لبون پرلالے — اسطرح ماتہی پہ افشان نہ سجنے جاتی تہے

سرمہ دینا نہ کبہی مد نظر رہتا تہا
آئینہ ہاتہ مین کب آٹہ پہر رہتا تہا

نورتن بازوون پریون نکبہی بندہتی تہے — آشنا کان نہ تہے موتیون کی لڑیونسے
پہنے پہرتے نہی تم اسطرح نہ توڑی نہ چہڑے — پور پور آپ کی ہاتہونمین کہان تہے چہلے

اسطرح پانون مین منہدی نہ ملا کرتی تہی
ایسی اٹہکہیلے کے چالین نہ چلا کرتی تہی

چشم انجم سے حیا کرتے تہی ای رشک قمر — اپنی سایہ سے جہجک جاتے تہے تم ناکر
تہے حیا آنکہہ کے پردے مین نہان آٹہ پہر — نے خطر دیدہ روزن سے نہ لڑتے تہی نظر

پردہ پوشی سی مزاج آپکا اب باز رہا
پہر گئی آنکہہ نہ وہ شرم کا انداز رہا

سوچی تو یہی اگے تہے سخن صاحب کے — پاس کرتے تہی نہ یون کہتے تہے چل دور سنے دے
بات کرنے تہی سے ہر ایک سی شرماتی تہی — اب ہین تقریر کے کچہ اور ہی انداز رہنے

بات سنتی نہین باتو ہمین اوڑا دیتے ہو
ایک ہم سے کہتے نہین لاکھ سنا دیتے ہو

۱۱

بات کہنی مین نہ دی سب تھے بیٹھے یون جھڑکے
آنکھہ اسطور سے ہرگز نہ پھری رہتے تھی
کب زبان آپکی خوگر تھے بھلا گالی کے
خار مژگان کو نہ ہر بات مین تھی نیش زنی

یون نہ خنجر دل بیتاب پہ چل جاتی تھی
تیور اسطرح یکایک نہ بدل جاتی تھی

۱۲

تر مسی پان نہ کہاتی سے تھے کہلایا ہمنے
ناز و انداز زمانے کا بتایا ہمنے
مسی ملنا تمہین ہونٹون پہ سکھایا ہمنے
کرو انصاف تو معشوق بنایا ہمنے

نہ یہ شوخی تھی نہ غمزے تھی نہ زیبائی تھی
تمہین فرماؤ کہ پہلے بھی یہ گویائی تھی

۱۳

روٹھ جانا نہ تمہین بات پہ آتا تھا کبھی
یون ستانا نہ تمہین بات پہ آتا تھا کبھی
منہ بنانا نہ تمہین بات پہ آتا تھا کبھی
غصہ کھانا نہ تمہین بات پہ آتا تھا کبھی

مہربان ہم پہ شب و روز رہا کرتے تھے
لعل لب سے نہ کبھی سخت کہا کرتے تھے

۱۴

بال صاحب کے او لجھتے تھے تو سلجھاتی تھی
جب نہاتے تھے تو کپڑے ہمین پہناتے تھے
رخ پہ یون چھوڑ کے بالونکو نہ سکھلاتی تھے
ہای کیا دن تھے کہ تم ہمسے نہ شرماتی تھے

تنگ اب زیست سے کیونکر نہون ہاے غم کے
بند بند ہوتے ہو نامحرمون سے محرم کے

۱۵

ہمکو اک آن مکدر جو کبھی پاتے تھے
آپ لے لیکے بلائین ہمین سمجھاتے تھے
پیار سے اسکے گلے آپ لپٹ جاتے تھے
کیا ہوا خیر ہے کچھ کہیے یہ فرماتے تھے

اسطرح کا ہمکو نہیں منہ پکڑ ولا دیتے تھے
گدگدی کرکے ہمین آپ ہنسا دیتے تھے

عوض عشق و محبت ہمین سودا ہوتا
جا بجا ہوتے نہ رسوا نہ یہ چرچا ہوتا
کاش دل دام مین گیسو کے نہ الجہا ہوتا
سچ ہی مغرورون سے ملنا نہین اچھا ہوتا

پیچ مین آگئے ایسا نہ تمہین جانتے تہے
کبھی دیکھا نہ تہا صورت بہی نہ پہچانتے تہے

دلمین پچہتاتے ہین ہم تمسے عبث عشق کیا
ملکے غیرون سے ہمین غم دیا تمنے کیا
نقد دل دیکے بجز رنج نہ کچھ ہاتہ آیا
حق سے اب مانگتے ہین ہم یہی دنرات دعا

حسن عشاق کی نظرون سے یہ سب گر جائے
تم پہرے ہمسے صنم تمسے خدا پہر جائے

ملکے غیرونسے بہت دلکو ستایا تمنے
جنسے پردہ تہا انہین گہر مین بلایا تمنے
یاد خاطر رہے دو عدونکو بہلایا تمنے
جو کہ دشمن تہے انہین دوست بنایا تمنے

جو نہ تہی وہم و گمان مین کبھی وہ بات ہوئے
ننگ ہمسے ہوئی غیرونسے ملاقات ہوئے

خیر کچھ غم نہین ناحق کا نہ غم کہاتے تنگے ہم
گہر مین آک مہر کے ابی تنگ قمر جائینگے ہم
جی سے تنے سلسلۂ عشق مین الجہاتے تنگے ہم
لطف اس داغ کا اپنے تمہین دکہلاتے تنگے ہم

مول سر دیکے کسے زلف کا سودا لینگے
پیچ جو دلپہ پڑے ہین وہ نہین سلجہا لینگے

نے کیے عشق کہی رکہتے ہین رہنے کے نہین
اچھی صورت کی طلبگار ہین سہنے کی نہین
رنج ہرگز شب تنہائی کے سہنے کی نہین
دیکہنا اشک کبھی آنکھون سے بہنے کی نہین

عشقبازی مین ہم اوقات بسر کر دینگے
ہنستے ہی بولتے دن رات بسر کر دینگے

جی کو اب اوس سے لگاتین کہ جو چاہے ہمکو
رنج زنہار نہ پہونچا سے ہمارے دم کو
واسطے اپنے فراموش کرے عالم کو
شادمان رکہے ہر اک وقت دل پر غم کو

اپکا نام نہ بھولے سے بھی یاد آئے کبھی
بیوفاؤن کی خدا شکل نہ دکھلائے کبھی

۲۱

کر عوض تمسے نہ لین نام تو تم ہین اپنا
ایسا معشوق طرحدار کرینگے پیدا

غیر سے ملنے کا دکھلا [illegible] یہی صاحب ہوا
غیرت [illegible] ہو قدر [illegible] بھی [illegible]

خار تم کہا و جو اوس شک چمن کو دیکھو
بات تنگ منہ سے نہ نکلے جو دہن کو دیکھو

۲۲

سر کو ٹکراؤ جو تم ہاتھے کی افشان دیکھو
شوخیان بھولو جو دو نرگس فتان دیکھو

دم اولجہ جائے اگر زلف پریشان دیکھو
ہو نہ منہ چالو اگر اوسے [illegible] دیکھو

کہو بیساختہ کیا چہرۂ پر نور ہے یہ
یہ فرشتہ ہے پری ہے کہ کوئی حور ہے یہ

۲۳

مار تم اوسکے جو دیکھو تو نہ یون نازان ہو
دم پھڑک جائے جو تم شوخی بھڑک کو دیکھو

غیر ممکن ہے کہ تم [illegible] سے انصاف کرو
صاف اوس چاند سے [illegible] لیلو

دور سے بھی اگر اوس رخ کا نظارا ہوجائے
اب جو نقشہ ہے ہمارا وہ تمہارا ہوجائے

۲۵

بوسے لین اوس لب شیرین کے ستائین تمکو
نہ پکارین نہ بلائین نہ بٹھائین تمکو

جسقدر تمنے رلایا ہے رلائین تمکو
تم اگر بیٹھے ہے جاؤ تو اوٹھائین تمکو

ہم تو کیا روتے ہین تم نالہ و فریاد کرو
صحبتین گذری ہوئین دل مین بہت یاد کرو

۲۶

فرش ہو لونگا اوسے گل کے لیے بھجوائین
آپ بھی چاندنی دیکھین اوسے بھی دکھلائین

لب دریا پہ شب ماہ مین لیکر جائین
صفت ماہی بے آب تمہین تڑپائین

بیٹھنے دین نہ کنارے بھی تمھین بغلین
موج کی طرح سے بیتاب ہو کیا کیا لین

ہم بغل رات انکو ہمسے ہو وہ رشک مہتاب — وہ نہ شرماے ہمین وس سے نہ کچھ آے حجاب
ہنسکے ساقی ہمین محفل مین پلاے وہ شراب — آتش رشک سی جل جاے عدو تم دلمین کباب

گرمیان ٹھنڈی سب اوس سیم بدن ہو جاتین
نشے سب حسن و جوانی کے ہرن ہو جاتین

انکی دم پاس سے زنہار نجاتین اوسکے — آپ جب ڈھونڈہین ہمین گرد ہی پاتین اوسکے
جو کرے ناز وہ سب ناز اوٹھاتین اوسکے — ہاتھون سے روز لین پاون کی بلاتین اوسکی

ملکے مہندی وہ کف پا جو تمہین دکھلاے
دست افسوس ملو کچھ نہ تمہین بن آے

۲۹
اپنی صورت جو دکھادی تمہین وہ ماہ لقا — سب یہ باطل ہو جو ہے حسن کا تمکو دعوا
خود کہو منہ سے کہ دیکھا نہین ایسا چہرا — خوب ملجای تمہین میرے جلانیکی سزا

تلخ جینا ہو تمہین اور مزی ہم لوٹین
روتے دیکھین تمہین جب لگی پہپولی پہوٹین

۳۰
یہ چل جل کے کہا ہمنے یہ ہی دلکا یہ حال — محو ہوتا ہے نہین آپ کا زنہار خیال
یاد آتا ہے کبھی رخ کبھی زلفین کبھی خال — کبھی ہنسکے گلے لگتا ہے کبھی باتین کبھی چال

یاد اون کہتی ہین یہ ہر بار چل وس کو چھین
بیکلی جاینگی آئی گی کل اوس کو چین

۳۱
آنکھین کہتی ہین وہی ہیتس نظر ہو چہرا — کان کہتے ہین سنا کرو ہی دنرات صدا
جلد اوس لب سی ملین قول ہی یہ ہونٹونکا — سینہ کہتا ہے مجھے پہر اوسی سینے سے ملا

نام بس ورد زبان انکا ہر بات مین ہے
دل بے صبر بہت شوق ملاقات مین ہے

۳۲
سینے سے لگ جاؤ گلے بس نہ رلاؤ ہمکو — دور غیرونکو کرو پاس بٹہاؤ ہمکو
بس بہت رنج دیا اب نہ ستاؤ ہمکو — ملتے ہین آپ سے ہم پاس بلاؤ ہمکو

۳۳

دلمیں کچھ سوچ کے انصاف مری جان کرو
منتیں کب سے کھڑی کرتے ہیں ہم فیہان کرو

غیر معشوق کا جو نام زبان سے نکلا
سر کو پاؤں پہ رکھتے ہیں ہوئی ہمسے خطا

کاٹو اس جرم پہ گر میری زبان تو ہی بجا
حق سے ہے یہ بات کہ معشوق کہاں ہے تم سا

۳۴

اور پر شیفتہ ہوں ہم کو نہ ایسا جانو
تم وہی اپنا ہمیں عاشق و شیدا جانو

طنز آمیز شکایت وہ غلط ہے یکسر
عذر کرتے ہیں نہ آزردہ ہو اون باتوں پر

وقت پر مصلحتاً کہہ گئے تھے ہم جل کر
صلح طرفین سے ہو جائے یہی ہے بہتر

۳۵

ہجر سے وصل ہوا اب جلد صفائی ہو جائے
نہ جیسے ہمسے ہے وہ غیر و لنسی لڑائی ہو جائے

کچھ نہیں اب بھی گیا آن کے ملجائیں آپ
غیروں سے ملنے کی ایجان قسم کھائیں آپ

بعد آباد کے ایسا ہو سمجھائیں آپ
اوسکو آنکھوں سے بجالائیں جو فرمائیں آپ

آرزو ہے کہ تمہارا رخ زیبا دیکھیں
آنکھیں پھوٹیں جو کسی حور کا چہرا دیکھیں

تمام ہوا

آزاد

تخلص ہے محمد امیر الدین صاحب کا باشندہ ہین
بانس بریلی کے شاگرد رشید ہین میر غلام علی صاحب
عشرت تخلص کے کلام انکا سواے اس و اسوخت
کے جو شامل مجموعہ ہذا ہے نظر سے نہین گذرا
نہ اور کوئی شعر ان کا سنا مگر اس و اسوخت کی طرز سے
معلوم ہوتا ہی کہ طبیعت سار رکھتی ہین سب کے رنگ سے
ان کی طبیعت کا رنگ علٰحدہ ہے تخلص کا توارد میر غلام علی
آزاد مرحوم بلگرامی خلف مولوی عبد الجلیل بلگرامی سے ہے فقط



واسوخت آزاد

۵۱

عشق وہ ہوش ربا ہی کہ اسے آہے توبہ — عشق وہ سیل فنا ہے کہ اسے آہے توبہ
عشق وہ برق بلا ہے کہ اسے آہے توبہ — عشق وہ تیغ قضا ہے کہ اسے آہے توبہ.

الاماں آتش جاں سوز مصیبت ہی عشق
الحذر تابش خورشید قیامت ہی عشق

۵۲

عشق وہ لشکر غم ہے کہ نہیں اسکا شمار — عشق وہ ابر شرارت ہی کہ برسائی شرار
عشق وہ می ہی کہ مستے ہی تمام اسکی خمار — عشق وہ تند ہوا ہے کہ اڑا دی کہسار

دم شمشیر ہی نزات لہو چاٹتا ہے
کہیں عشاق حسینونکی گلے کاٹتا ہے

۵۳

یہ وہ ہی طرفہ گلستاں کہ بہار اسکی خزاں — پھل ہے تلوار کا پھل پھول گل داغ عیاں
بلبل نغمہ سرا نالۂ موزوں ہی یہاں — چشمہ چشم ہے جاری خوص نہر رواں

نفس سرد نسیم سحری کے بدلے
طائر روح اوڑا کبک دری کے بدلے

یہ وہ شمشیر اجل ہے کہ نہیں اس سے پناہ
دم اژدر ہے کہ ہے کام نہنگ اسکا گواہ
اسکا ماہی سے چلا آتا ہے [illegible]
گل و بلبل پہ ہیبت کرتا ہے [illegible]

لب پہ خورشید فلک خاک کا ذرہ ہو جائے
چرخ سیار اس اندوہ سے چرخا ہو جائے

ہے سیہ روز نہار اسکا کوئی نام نہ لے
روز سے ملتے ہو اگر دولت ایام نہ لے
ساقی بزم طرب جنبر ہو تو جام نہ لے
شاہد کام روا بھی ہو تو کچھ کام نہ لے

کامیاب اس سے ہو جو کوئی ناکام رہے
نام پیدا کرے جو شخص وہ بدنام رہے

کھولی دانتون تخریبی کو جی ہے یہ وہ متاع
جنگ جو ہے کہ فرشتوں سے دم نزع نزاع
نالۂ مرگ پدر محفل شادی کا سماع
کشتۂ عمر رواں کی ہے یہ دم اسکا شجاع

نہ چھپے پردۂ افلاک میں سب ہے راز اسکا
آفت گوش دل نغمۂ ناساز اسکا

جان انسان کو جا ہیں کہ چلے اسکی راہ
آسمان کیسا زمین مانگتے ہے جس سے پناہ
کوہ اس صدمہ سے لرزاں ہیں بلسان پر کاہ
ہو گئے اسکے سبب سیکڑوں گھر خاک سیاہ

قافلے اس رہ پر ہول میں لٹتے دیکھے
بے دلیران جہان سوز کے چھٹتے دیکھے

وہ ہوا ہے کہ ملبند آتش نہاں کر دے
وہ صبا ہے کہ گلستان کو بیابان کر دے
وہ صدا ہے کہ دماغوں کو پریشان کر دے
وہ جفا ہے کہ لب نہر پر افغان کر دے

یہ وہ لالہ ہے قلعہ کوہ کا دامن ہو جائے
اور شگفتہ ہو جو گلشن میں سو گلخن ہو جائے

تا کجا اوس ستم آرا کے صعوبت لکھوں
دل دیا اور کو خود ہو گئے مجبور و زبوں
اک مرض ہے کہ ہوئی سیکڑوں عاقل مجنوں
وصل ہو ہجر ہو عاشق کو نہو صبر سکون

بگڑی ہین بن کے ہزارون ستم وجور کے ہاتھ
کیا مزہ زیست کا ہو موت وحیات اوس کے ہاتھ

دل ملی جس سے وہ بدخو نکالتی آنکھین
لطف دزدیدہ نگہ سے بھی چرائی آنکھین
ڈرتے ڈرتے جو نظر سے کبھی دکھلائی آنکھین
آگ ہو نانہ کوئی دیکھنے پائی آنکھین

سر چڑھا مین اوسی ہم اور وہ اتاری دل سے
پوچھے یہ درد وتہان کوئی ہماری دل سے

پیش ازین ایک پری کا مین دیوانہ تہا
خانہ کعبہ دل اپنا صنم خانہ تہا
شمع رخسارہ گلرنگ کا پروانہ تھا
تخت شاہی مجھے سنگ در جانانہ تہا

میری خوش ہونی کے سامان مین ہا کرتی تھے
کام کرنے کا مرے آپ کیا کرتے تھے

کون سا لطف ہی جسکا نہ مین شرمندہ ہوا
کون سا تار محبت ہے کہ جہیڑا نگیا
کون سا عیش کا سامان ہے کہ موجود نہ تہا
کون سا راز تہا پوشیدہ کہ پردی مین ہا

کوئی ارمان نہ باقی کوئی حسرت نہ رہے
اتفاق گل وبلبل سے حقیقت نہ رہے

یاد ہے مجھکو کہ اک روز شب عشرت مین
ہاتہ منہ دہو کے وہ آئی وہی صحبت مین
روی خوی کردہ ہی جب لطف اوٹھا صحبت مین
اور کہا دیکھہ تو اب حسن ہے کیا صورت مین

مینے جھٹ پٹ رخ گلگون کی بلائین لے لین
گلشن خاطر خرم کے ہوائین لے لین

بس اسی طرح محبت مین گذرتے اوقات
لب شیرین سی کسی اور سی کرتی تہی نبات
متنفر عمل لہو ولعب سے بالذات
گہ وبیگاہ چلی آتی تہی دن ہوی کہ رات

مجھسے تنہائی مین کہنے لگی مل مل کے
مین ہون اور تم ہو اب ارمان نکالو دل کے

۱۵

ناگہان عشرت کامل کو زوال آنے لگا — خاطر خرم دلبر کو ملال آنے لگا
خواب کرنے مین میرے ساتھ خیال آنے لگا — ربط دیرینہ مین نقصان کمال آنے لگا

خلل انداز ہوا عاقبت اک ہمدم صحبت
دفعتاً ہو گئے سب برہم و درہم صحبت

۱۶

چندی البتہ رہا خاطر محزون کو قلق — سینۂ یک لخت ہوا دشنۂ اندوہ سے شق
رنگ چہرہ کا وڑا منہ نظر آنے لگا فق — ابتر اک اک ہوا مجموعۂ صحبت کا ورق

رفتہ رفتہ سے گئے تشویش بجا ہوش ہوئے
سابقے اگلے بتدریج فراموش ہوئے

۱۷

للہ الحمد کہ پھر وقت خوش اپنا دیکھا — گلشن خاطر غمدیدہ شگفتہ دیکھا
خار خار غم خوبان سے کنارا دیکھا — دلکو پڑھتے ہوئی تسبیح تبرا دیکھا

گل سے بھلا لگیگی جی رنگ سمن دیکھینگے
جلوۂ قد کشیدۂ سرو چمن دیکھینگے

۱۸

اب کوئی مجمع خوبان نہ سجے گا ہم سے — میلا ٹھیلا کوئی باقی نہ رہے گا ہم سے
منہ تو دیکھین کوئی تقریر کرے گا ہم سے — بڑھ کی بات اب کوئی لسان کہی گا ہم سے

تو سے حرف رکھون جو رسنے استادون پر
پھبتیان سیکڑون کہہ جاؤن پریزادون پر

۱۹

چشم سگون نظر آجای تو مین مست غرور — آنکھ اٹھاؤن نہ تلی سی کبھی چشم بددور
حور بھی ہو تو نکالون مین شمائل مین قصور — اب تو مختار ہون وہ دن گئے تھا مین مجبور

دل لگائی کوئے عیار مین ہرگز نہ ملون
قسمین کھائے کوئی مکار مین ہرگز نہ ملون

۲۰

صلح کو آئی تو مین گرم وغا سمجھون اسے — آئے پیغام تو پیغام قضا سمجھون اسے
بل کرے زلف سیہ کالی بلا سمجھون اسے — تار سے چین بجبین ہو تو خطا سمجھون اسے

مچھلیان دست حنا بستہ کے نا کا سمجھون
طائر رنگ حنا موم کے چڑیا سمجھون

اب ملاؤنگا نہ خوبان جہان سی آنکھین
نیچے طفلانہ نمون پیر و جوان سے آنکھین
تر نہ دیکھے گا کوئے اشک روان سی آنکھین
نہ چراؤنگا حریفان زمان سی آنکھین

متصل بیٹھنے کا شوق اٹھایا دل سے
مزۂ لطف زبانی کو بھلایا دل سے

اونسے بھی کہدو کہ کی ترک محبت مین نے
تلخ سمجھے لب شیرین کی حلاوت مینے
تمنے کم سے جو بہت چھوڑ دی الفت مین نے
بدلا شادی سے تمہارا غم فرقت مینے

وہ دن آئے کہ دل غمزدہ خرسند رہے
کہدو اب کہل کے رہا کیا کہ زبان بند رہے

یاد ایام کہ آنکھون مین سماتا تہا نہ تو
رات دن بزم مے و جام مین جاتا تہا نہ تو
درمیان مین ایک نظرباز کے آتا تہا نہ تو
وجہ کم روئی سے منہ اپنا دکہاتا تہا نہ تو

قابل دید نہ سمجہا نہ کسی نے چاہا
چشم الفت سے نہ دیکہا نہ کسی نے چاہا

تمہین کہدو کہ سلیقہ یہ ہوا تہا تمہین کب
یاد ہوتا تہا یہ پوشاک بدنا تمہین کب
پیشتر شوق خود آرائی تہا اتنا تمہین کب
بیک اسطور سے منظور تہا تکنا تمہین کب

تنگ تنگ ایسے نہ انگرکھے سیے جاتے تھے
جامہ زیبون سے برابر نہ کیے جاتے تھے

مشغلہ شعر و سخن کا یہ رہا تہا کس روز
کلّے نا خواندہ منگا خط ڈاک مین آیا کس روز
حرف ہر فن سے طلبگار رہے پڑہا کس روز
خط یہ خط جانی یہ آتا تہا تقاضا کس روز

پہلے جہنگے مرض طب کیا پیدا اسنے
کردیا ہند کو یونان کا نقشا جسنے

رغبت زینت تو زمین نظر آتے ہی کمال
اور قبا پر مین قبای گل رنگین کی مثال
اوڑھیون پر وہ دوشالہ کہ مثال اوسکی محال
ہاتھ مین رہتا ہے ہلکا سا چکن کا رومال

دور دارا تھو دوشالہ وہ الوان گیا
طبع رنگین سلونی سے مین پہچان گیا

دیکھہ دیکھہ آئینہ باتونکو بناتے کب تھے
لاکھا سو ڈھب سے ہزارونکو دکھاتے کب تھے
سرمہ آنکھونمین نہا دھوکے لگاتی کب تھے
گالیان دردسنانے یہ سناتے کب تھے

بولتے مجمع خوبان مین نہ بڑھ کے پایا
سر اوٹھا ہی سکے محفل مین نہ بیٹھے پایا

اون دنونمین عمل جب لمتھین محبوب نہ تھا
خطر تفرقۂ طالب و مطلوب نہ تھا
تذکرہ سحر و طلسمات کا مرغوب نہ تھا
ہمہ تن جہل مرکب تھا یہ اسلوب نہ تھا

کب پر یوم یہ تعویذ سے لکھے جاتے تھے
ہیبت ریبت سے کب نقش بھری جاتی تھے

جب کوئے یار نہتا یار تمہارا مین بنا
نقد دل دیکے خریدار تمہارا مین بنا
باغ دنیا مین ہلودار تمہارا مین بنا
الغرض گرمے بازار تمہارا مین بنا

ناروا جنس تھی تم ہاتھ نہ دہرتا تہا کوئی
منہ لگاتا تو الگ بات نکرتا تہا کوئی

مین وہی ہون کہ رہا کے مری خاطر منظور
مین وہی ہون کہ مرے ساتھ نہتا ناز و غرور
مین وہی ہون کہ نہوتا تہا مری پاس سے دور
مین وہی ہون مری صحبت مین اٹھاتا تہا سرور

روز فرقت شب عشرت سی نکم تہا مجکو
گل رخسار سے گھر باغ ارم تہا مجکو

مین وہ ہون کہ گھنگھرون پر مری چلا کرتی تھی
خندۂ گل پہ ظریفانہ ہنسا کرتے تھے
باغ مین لیکے مجھے ساتھ ہوا کرتی تھی
نہر پر بیٹھتے تھے لطف اوٹھا کرتے تھے

چمن آرا کو برا کہتے تھے پیار سے منہ سے
پھول جھڑتے تھے گلستان مین ہماری منہ سے
۳۲

اب یہ صورت ہے کہ جگہ دیتی ہین سب لین تمہین
لوگ ممتاز سمجھنے لگے محفل مین تمہین
رخ مین کہتے ہین پری حور شمائل مین تمہین
کہتے ہین شاہد حق دیکھہ کے محمل مین تمہین

جملہ عشاق نظرباز حسین جانتے ہین
شمع رو جانتے ہین ماہ جبین جانتے ہین
۳۳

بزم عشرت ہو کہین اسکو جانا کچھ ہو
قسمین دینی کی مصر ہو کے پلانا کچھ ہو
شیشے کی شیشے الگ صرف مین لانا کچھ ہو
اک نہ اک تازہ گرفتار بنانا کچھ ہو

میری صحبت مین نہ لیتے تھے کبھی نام شراب
یا لب لعل سے چھٹتا ہے نہین جام شراب
۳۴

سخت ناکام ہو موقوف کیا کام کو ہے
صبح کو بزم سے وجام ہے اور شام کو ہے
حرکت وہ ہے سمجھتے نہین آرام کو ہے
اب تو بدنام ہو نگا ڈر بڑا نام کو ہے

نظر گرم سے سیماب سا اوڑ جاتے تھے
بدنگاہون سے نہ ملنے کی قسم کہاتی تھے
۳۵

اک مری چاہ سے سو چاہنے والے نکلے
بابیان کانون کی ٹھنڈی ہوئین بالی نکلی
ناز ایجاد ہوئے طرز نرالے نکلے
بالے کیسے مہ رخسار کے ہالے نکلے

نئے وضعین حرکاتین نئے انداز نئے
نئے چہلین چلواتین نئے ہمراز نئے
۳۶

پیشتر ازین تھا نہ کسے بات پر ایسا انکار
اب جو مین بات ہے کرتا ہون تو سنتا دو ہزار
دلبرے کیا ہوئے کیا ہوگئے اگلے اقرار
خو یہے آگے سے ہوتے تو نہ بڑھتے تکرار

ایکدم درد ترحم سے ہمارا نہ سنا
بیوفا تجھ سا زمانے مین نہ دیکھا نہ سنا

مدتون آئینہ سان حلقۂ حیرت مین رہا
مزۂ زیست ہوا تلخ مصیبت مین رہا

شادی و غم سے معطل غم فرقت مین رہا
نہ دقیقہ کوئی انواع ضراعت مین رہا

یکقلم قطع کرون حرف سے رہنے مین مرے
تو نہ سمجھے مین رہا دل تو ہے کہنے مین مرے

۳۸

مین گیا تجھسے تو پھر تو بے زبانی ہی گیا
منزلِ صحبت دلخواہ مین پانی سے گیا

بزم مین بیٹھنے کی لطف اوٹھانی ہی گیا
اور وفا پیشون مین تو آنکھہ ملانی ہی گیا

حسن صورت نہ ہے ناز فروشی کم ہو
ناک مین قحط خریدار سے تیرا دم ہو

۳۹

ہوسو ہو دلبر اب اک سنگ ستم سینے دھرا
شہر مین تجھسے بہت مین صنم ماہ لقا

آنکھہ اٹھا کر تجھے دیکھون نہ کرون غم تیرا
دل تو اب بس مین ہے ہر طرح سے بہلا لونگا

نقش غم صفحۂ خاطر سے مٹا دون تیرا
نام مین پھیر کہون نام جو پھر لون تیرا

۴۰

دل لگے کو کوئی مہ پارہ پیا پیار کرون
مین گرفتار ہون اوسکو گرفتار کرون

اپنے عادت سے اوسی پہلے جو اقرار کرون
وہ مجھے پیار کرے مین ہے اوسی پیار کرون

مجھسے وہ خوش رہی مین اوس سے رضامند رہون
چندی اس دیر غم آباد مین خرسند رہون

۴۱

جو رخ سے ستم زلف دوتا سی چھوٹے
خوب ناکردہ گناہی کے سر سے چھوٹے

روز فرقت سی شب غم کے جفا سے چھوٹے
شکر گیا خیر ہوئی بند بلا سے چھوٹے

تو وہ ہے تجھسے ملی جو کوئی ناشاد رہے
بندگی مین ترے بیفائدہ آزاد رہے

تمام ہوا

برق

تخلص ہی جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا
محمد رضا خان بہادر مرحوم کا خلف الرشید
حضرت مرزا کاظم علی صاحب علیہ الرحمۃ عالم
صالح کے تہے جوان خوشرو مہذب باوضع
لاغر اندام عالم شباب مین بڑی بانکی اور
خانہ جنگ اور بہادر و جری ستہے خلیق اور
جگت آشنا بہی تہے شاگرد رشید تہے
شیخ امام بخش ناسخ کے



واسوخت برق

بند ۱

کیا بیان کیجیی ای برق گرفتاری دل
دمبدم ابتو فزون ہوتی ہی بیماری دل
بیکسی مین نہین کرتا کوئی غمخواری دل
غم کیا کرتا ہی پر سپر امدگاری دل

گلشن دہر مین ای کاش نہ پیدا ہوتا
سنبل زلف کا پر مجبکو نہ سودا ہوتا

بند ۲

وحشت دل نی کیا مجکو بیابانی ہے
شہر مین جی نہین لگتا یہ پریشانی ہے
مثل آئینی کی ہر دم مجہی حیرانی ہے
دل لگانی کی بہت مجکو پشیمانی ہے

اوس سی الفت جو نہ ہوتی تو نہ حیران ہوتا
اسقدر کاہیکو اب حال پریشان ہوتا

بند ۳

بیٹھی بیٹھی غم فرقت سی جو تنگ آتا ہون
شہر کو چھوڑ کی صحرا کو نکل جاتا ہون
دل بہلتا نہین ہر چند کہ بہلاتا ہون
یہی پڑہ پڑہ کی مین سر کوہ سی ٹکراتا ہون

تنگ آتی ہی نظر وسعت صحرا مجکو
دیکھون لیجای کہان جوشش سودا مجکو

بند ۴

تیرا جو کبھی یاد مجھے آتا ہے
دل تڑپتا ہی جہت جی مرا گھبراتا ہے
ہر کوئی آنکی کیا کیا مجھے سمجھاتا ہے
سبکی سنتا ہون خدا جو مجھی سنواتا ہے

پر کہون کیا کہ جنون اور فزون ہوتا ہی
اونکی سمجھانی سی دونا یہ جنون ہوتا ہی

حال اب دیکھہ کی میرا یہی کہتا ہی طبیب
دوست روتی ہین مجہی دیکھہ کر اور خوش ہین رقیب
مرض عشق سی صحت نہین ہونیکی نصیب
تیری ادوی نی کیا ہی مجہی مرنیکی قریب

شو
بس جدائی نی تری جان سی مارا مجہکو
غم فرقت نہین واللہ گوارا مجہکو

روز کر جاتی ہو آنی کا جو جانان اقرار
سچ تو یہ ہی جو نہین آنا کرو تم انکار
منتظر در پہ کہڑا رہتا ہون چپکا لاچار
اسی کہہ کی ہین جہوٹہا جو ہوا ہون سو بار

شو
مانتا دل نہین کہتی ہو جو تم آنے کو
بات ٹہرائی ہی کچہہ اسکی بہی سمجہانے کو

آتش ہجر سی ہرگز نہ جلاؤ ہمکو
ہو کی روپوش نہ ای یار ستاؤ ہمکو
شکل اپنی کسی عنوان دکہاؤ ہمکو
آپ گر آ نہین سکتی تو بلاؤ ہمکو

شو
یہ تو کہتی نہین ہم آپ سی آیا کیجی
شکل تو بہر خدا اپنی دکہایا کیجی

یاد ایام کہ رہتی تہی یہان رات اور دن
سال وہ اب تو گذرتی ہین کہین کیا تم بن
ہوتی اک آن جدا ہمسی نہ تہا یہ ممکن
تم بن اب زیست کی دن کاٹتی ہین ہم گن گن

شو
تمکو ای یار جو ہمسی سی ہی بیزاری
ہمکو بہی اب نہین منظور ہی ایسی یاری

ہو کی آزردہ جواب یہان سی چلا جاؤنگا
غم مجہی کہائیگا مین غم کو سدا کہاؤنگا
جیتی جی در پہ تری پہر نہ کبہی آؤنگا
مطلع سیر پڑہ پڑہ کی مین چلاؤنگا

شو
مہر کی تجہسی توقع تہی ستمگر نکلا
موم سمجہی تہی تری دلکو سو پتہر نکلا

اگلی باتونکو ذرا اپنی تو تم یاد کرو
اپنی اس بندۂ بی زر پہ نہ بیداد کرو
خاک کر کی مجہی اسطرح نہ برباد کرو
ہو جو بیزار تم ایسی ہی تو آزاد کرو

پیچ ڈالو نہین کتنی ہی خریدار دلکی
سبکو خواہش ہی بجان ہمسی وفادار دلکی

۱۱ھ

آجتک ہمسا کوئی تمنی ہی عاشق دیکھا
اب تو بیزار ہو صورتسے ہماری مانا
تا قیامت یہ رہی یاد نہوگا پیدا
ہمنی بہی دلمین کیا عہد ہی ا بکی ایسا

نا دم مرگ نہ منت آپکو دکھلاوینگے
دل کسی اور ہی معشوقسے بہلاوینگے

۱۲ھ

اوس سی اب دل مین لگاوٹ کہ جولاتانی ہو
سرو کو اوس قد موزون سی پشیمانی ہو
عشوہ و غمزہ و انداز کا وہ بانی ہو
زلف کو دیکھہ کے سنبل کو پریشانی ہو

گل عارض بہی ایسا کہ نہ دیکھا ہووے
آنکھہ سی اوسکی خجل نرگس شہلا ہووے

۱۳ھ

رخ انور ہو اگر مہر تو ابرو ہون ہلال
وصف تنگی دہن مین ہی بیان میری لال
ماہ مین نور نہو دیکھی نہ گر اوسکا جمال
آوی ہرگز نہ نظر کیجیے گر لاکھہ خیال

بی نقاب اوسکا اگر چہرۂ زیبا ہووے
جو حسین دیکھی اوسی عاشق شیدا ہووے

۱۴ھ

اوسکی پوچھو نہ کوئی شرم و حیا کا احوال
آنکھہ بہر دیکھی اوسی کو بی یہ ہی کسکی مجال
نیچی نظرون سی کری سارا زمانہ پامال
سرد مہری پہ جو آجائی کبہی اوسکا خیال

جسکو دیکھی نگہ گرم سے آفت ہووے
آنکھہ مین ایسی بہری اوسکی شرارت ہووے

۱۵ھ

ناز و انداز مین وہ شوخ ہو اسیے یکتا
وصف اب اوسکی بیان دوستو کیجیے کیا کیا
چال ایسی کہ ہو ہر گام پہ محشر برپا
ہو ہر اک فن مین غرض مثل نرکھتا اپنا

ہو سی باریک کمر ہو یہ نزاکت ہووی
نظر آجای وہ قامت تو قیامت ہووی

اپنا احوال جو ہنس ہنس کی سنایا تمنی
خیر خاموش ہو کیوں دکھو لگایا تمنے

برق کیا تمنی کہیں خوب ولایا تمنی
دل لگانی کا مزا اچھا اٹھایا تمنے

طول دیجیے نہ بس اب اپنی پریشانی کو
مختصر کیجیے اس قصۂ طولانی کو

تمام ہوا

بحر

تخلص ہی شیخ امداد علی صاحب کا خلف رشید ہین شیخ
امام بخش صاحب کے باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشید ہین شیخ
امام بخش ناسخ مغفور کی صاحب دیوان ہین طبیعت بہت
عالی رکھتے ہین شاعری مین لاجواب ہین مشہور ہے
کہ علم عروض و قافیہ خوب جانتے ہین بہت لوگ اُنکے
شاگرد ہین انکی آواز مین رعشہ ہمیشہ سی ہے اب بسبب
ضعف کے رعشہ زیادہ ہو گیا ہے اس سبب سے شعر
کم پڑھتے ہین دو و اسوخت انکی شامل مجموعہ ہذا کیے گئے



بجھ جو حال ہمارا ہے نہ پوچھو ہمسے
دل لے کس گھاٹ اوتارا ہے نہ پوچھو ہمسے
کیون زمانے سے کنارہ ہے نہ پوچھو ہمسے
کون بدخواہ تمہارا ہے نہ پوچھو ہمسے

زندگانی کا مزا عشق مین کھو بیٹھے ہین
اپنے کشتی لے سے دریا مین ڈبو بیٹھے ہین

دیکھکر حال سمجھ بوجھ لو پوچھو نہ مزاج
وہ مرض ہے کہ مسیحا سے نہو جسکا علاج
طعن و تشنیع کی تیر دلکا جگر ہے آماج
کل یہی حال ہمارا تھا جو احوال ہے آج

آدمیت کی یہی طور ہین کس سے پوچھین
ہم وہی ہین کہ کوئی اور ہین کس سے پوچھین

کیا ہوئے اپنی وہ خوش خلقی و خوش اسلوبی
اب وہ سج دھج نہ رہی اپنی نہ وہ محبوبی
لگیا کون بد اطوار ہمارے خوبی
ہم کہان گم ہوئے کس چاہ مین عزت ڈوبی

انقلاب ایسا زمانے مین بہت کم دیکھا
دیکھتے دیکھتے کچھ اور سے عالم دیکھا

بحر

صورت نخل خزان دیدہ ہین بے برگ و ثمر
ٹھوکرون کے لیے گلیون مین ہین کنکر پتھر
ہیزم سوختنی چوب سزا وار تبر
خس و خاشاک ہوئے سب سے کنارا بہتر

کس نا کس کے ملاقات کے قابل نہ رہے
کس سے کے مونہ جا کے کہین بات کی قابل نہ رہے

دلکو بہلائین کہان دل ہی نہین ہم رکھتے
بھید سے اپنی کسیکو نہین محرم رکھتے
اپنا دم رکتے ہین کوئی نہین ہمدم رکھتے
درد کی چھیڑ سے آنکھین تو ہین پرنم رکھتے

آفتون کے لیے دنیا مین ہوئے ہم پیدا
زخم وہ کھائے کہ جس کا نہین مرہم پیدا

نالہ و آہ کی خوگر ہین اثر ہو کہ نہ ہو
اپنی تقدیر سے لڑتے ہین ظفر ہو کہ نہ ہو
خاک پر لوٹتے ہین درد جگر ہو کہ نہ ہو
کچھ خبر اپنے نہین تمکو خبر ہو کہ نہ ہو

جب گئی اوٹھکے ادھر اور ادھر روآئے
چین کو ڈھونڈتے پھرتے ہین کدھر کھوآئی

ہر ہمی کاتب قدرت نے لکھی روز نخست
گو طبیعت ہی بہت سست مگر دل نہین سست
کیا ہو جمعیت دل کیا ہو مزاج اپنا درست
نالہ کرنے مین قوی خاک اوڑانے مین چست

خار غیرت کی نہین دل مین کھٹکنے پاتی
ننگ و ناموس نہین پاس پھٹکنے پاتی

دلکی وحشت نے کیا ہے یہ طبیعت مین بگاڑ
دل بہلتا نہین بستی نظر آتی ہے اوجاڑ
سنگ در دیکھہ کی یاد آتی ہین جنگل کی پہاڑ
گھر سے جب بن کو چلے کھل گئی چھاتی کی کواڑ

کبھی صحرا کی طرف خاک اوڑاتے نکلے
کبھی دریا کی طرف اشک بہاتے نکلے

شکوہ کرتے ہین یہ آنکھین ہین گریبان کب تک
جان کاہی یہ گلہ فرقت جانان کب تک
ہوش کی ہے یہ شکایت کہ پریشان کب تک
درد کہتا ہے کہ بے طاقت و درمان کب تک

کہتی ہی شرم و حیا تن پہ کوئی تار نہیں
پھرتی ہونگی کھلی ننگ نہیں عار نہیں

۱۱۵

آجکل اپنی ملازم ہین مجسم حسرت و یاس
اب سمجھتی نہیں کچھ مال جو تھی رتبہ شناس
ہر طرف ہین جو مصاحب تھی بڑی ہوش و حواس
خاک سرکار مین اوڑتی ہی کوئی آس پاس

جسم کی تاب و توان بی ادبی کرتے تھی
جان ناشاد بھی رخصت طلبی کرتے تھے

۱۱۶

دین و دنیا کی بکھیڑیسی اب آزاد ہوئی
ایسے اندوہ اوٹھائی کہ بہت شاد ہوئی
رہین آباد وہ جنکے لیے برباد ہوئے
دل کے ٹکڑی ہوئے ٹکڑی لب فریاد ہوئے

ایسے پچھیسون مین نیند کہان آتی ہے
سانس لیتے ہین تو آواز فغان آتی ہے

۱۱۷

کوئی کہتا ہی کہ جیسا کیا پایا تونے
کوئی کہتا ہے یہ کیا حال بنایا تونے
بد چلن داغ شرافت کو لگایا تونے
ہے غضب زندہ رہا زہر نکھایا تونے

راہ چلتونکے یہ گفتار رہا کرتے تھے
طعن و تشنیع کی بوچھار رہا کرتے ہے

۱۱۸

غم کی گھیرے مین ہین گلیو مین ہی اب گھر اپنا
آہ جسدن سی دل آیا ہی کسی پر اپنا
صف ماتم ہی اب اپنی لیے بستر اپنا
مشغلہ نالہ و فریاد ہی دن بھر اپنا

جان گھبراتی ہے کیا کیا سبب تنہائی
دیو بن بن کے ڈراتی ہے شب تنہائی

۱۱۹

کبھی آتی نہیں ہمروز کی آنی والے
ہمکو ہنستی ہین جو تھے ہمکو ہنسانی والے
گھر مین سب بیٹھہ رہی ناز اوٹھانی والے
کچھ وفادار نہیں انکی زمانے والے

انکی خلقت مین برائی ہے کوئی بھید نہیں
فاتحہ بھی یہ پڑھین قبر پہ امید نہیں

لوگ اب میری ملاقات سی کنیاتی ہین
یار اگلی سی نوازش نہین فرماتی ہین

دیکھتے ہین جو مجھے آنکھہ چرا جاتے ہین
کون وہ دوست ہین جو دوست کے کام آتے ہین

وای افسوس کسیکا نہین دل ملتا ہے
جو گزرتا ہے ادہر ہیر کے منہ چلتا ہے

لکھہ گیا آہ خدا یا تیرہ نہین نام اپنا
دین باقی نہ رہا اور نہ اسلام اپنا

طشت از بام زمانے مین ہوا جام اپنا
کیا بگاڑا ہے مقدر نے بنا کام اپنا

پوچھنے والے بشر جان حسنین کی نہ رہے
کہو ہیا عشق نے افسوس کہین کے نہ رہے

اللہ اللہ رے اے عشق تری شان و شکوہ
آفتین تیری سواری مین ہین انبوہ انبوہ

میرا دل کیا تری ہیبت سے ہی شق سینہ کوہ
طرق وا ہو تا چلتا ہے نقیب اندوہ

سر جھکا ہے ترے آگے فلک خودسر کا
ملک الموت ہراول ہے ترے لشکر کا

تاجدار و نیہ سب ہے طرہ ہے تری سر دار کے
قیس و فرہاد سے لاکھون ہین تری سرکار کے

شہر در شہر ہے تیرا گزر و سکہ جاری
تیرے جھنڈے کے تلے خلق خدا ہے ساری

صف عشاق تہ دار کھڑے رہتے ہے
تیرے سولے سر بازار کھڑی رہتے ہے

کوئی صیاد نہین تیری طرح خوش اقبال
جا لین دانہ ہے رخسارہ گلفام کا خال

بال مجنو کی زلفون کی ہین تیرے لیے جال
خال بندوق کی گولی سی زیادہ قتال

تیرے ہاتھون سے گرفتار بلا ہر کوئی
ہمنے دیکھا نہ ترے جال سے باہر کوئی

مژہ و ابروے جانان ہین ترے تیر و کمان
آنکھین پھٹتی ہین لہو جان ہے سینے مین طپان

ترے ناوک کے نشانہ ہین دل مشتاقان
کشتہ ہم تری بنکیتی کی ہین اے آفت جان

نگہ چشم بتان تیغ ستم ہے تیرے
قتل عشاق کو تلوار علم ہے تیرے

تو نے نور نظر دیدۂ یعقوب لیا
پھر بلقیس سلیمان کو بیتاب کیا
داغ یوسف کا زلیخا کے کلیجی کو دیا
کس نے خون جگر اپنا تری ہاتھون پیا

زلف کے پیچ مین ایوب کو او بچھار کھا
خاص ہند و نکو نے پابند بلا کا رکھا

تو خرابا تیون مین پیر مغان ہی العشق
تیری بوتل کا خریدار جہان ہے العشق
تیرے ساغر مین بھر اشیرۂ جان ہے العشق
ابر رحمت تری سبزے کا دھوان ہے العشق

شیشہ سے نعرۂ منصور یہان سنتے ہین
یہین سیخ پہ کباب جگری بھنتے ہین

نئے انداز کی دیکھے تری کرنا گری
کہین انصاف و کرم اور کہین ہٹ دھرمی
کسے معشوق پہ حیا اور کہین بے شرمی
کہین سختی و درشتی کہین لطف و نرمی

کہین رحمت ہی کہین قہر ہے اللہ اللہ
کہین شکر ہے کہین زہر ہے اللہ اللہ

دلربائی کہین تیری ہی کہین لٹ کے لئے
ہے کہین قہقہہ بازی تو کہین نعرہ زنی
کہین مصری کی ڈلی ہی کہین مسری کی گئی
کہین خوش ہیر ہنسے ہی کہین آنسو بہنے

تیری جلسے مین کہین عیش کہین غم دیکھا
ساری عالم سے نرالا ترا عالم دیکھا

لوگ پہچان سکے شعبدہ بازی تیری
پانی کرتے ہے کلیجے کو گدازی تیری
جان بار وشے تو پوچھے کوئی بازی تیری
جان بچ جائی تو ہے بندہ نوازی تیری

تیری کرتوت سے آگاہ ہین کرتب والے
کلمہ گو ہین تری ہر ملت و مذہب والے

ہمکو اس بزم مین پایا جو کناری ہے ہمنے — گوش زد کردیے گن عشق کے ساری ہمنے
مہربان کھولدیے کان تمہارے ہمنے — دین ایمان اسی کھیل مین ہارے ہمنے

۲۷
یہ کہانی جو سنائے تمہین ہشیار کیا
پھر نکہنا ہمین تو نے نہ خبردار کیا

جسنے یہ کام بد انجام کیا پچھتایا — منہ چھپا بیٹھا کفن سی جو بہت شرمایا
پاؤن توڑی بہت اسنے او مین کیا ہاتھ آیا — نخلبندان محبت نی کبھی پھل پایا

۲۸
نونہالو کبھی عمر نہ بڑھتے دیکھے
کبھی یہ بیل منڈھے ہمنے نہ چڑھتے دیکھی

خوبرو جتنے ہین آفت کے ہین پرکالے — انمین اچھی ہین نہ گوری نہ بھلے ہین کالے
بڑی بیدید ہین یہ سب بڑی آنکھون والے — ہمسے پوچھے کوئی انکو یہ ہین دیکھے بھالے

۲۹
جنس بازار کی قیمت تو کھلے رہتی ہے
خانگی سے رقم آنکھون مین تلی رہتی ہے

انکا قد چشمۂ شمشیر کا فوارہ ہے — آتشی شیشہ ہے جو چاندسا رخسارہ ہے
خال کہتے ہین جسے عقرب جرّارہ ہے — جو سیہ زلف ہے وہ نیند جگر خوارہ ہے

۳۰
تیغ ابرو کی اوڑاتی ہے بشر کے ٹکڑے
ہونٹھ قینچی سے کترتے ہین جگر کے ٹکڑے

کوئی بد وضع اگر عشق کے فقرے چھانٹے — صاحب وضع کو لازم ہے کہ اوسکو ڈانٹے
نہین بٹتا یہ غم و درد کسیکے بانٹے — اپنے حق مین کوئی کسواسطے بوئی کانٹے

۳۱
نہ سنے تذکرہ ایسا نہ حکایات ایسے
اونگلیان کانون مین رکھے جو سنے بات ایسے

۳۲
جسنے یہ بات سنی آگئی اوسکی خواری — ڈالدی تودۂ بارود مین اک چنگاری
آہ پرسوز کی ہونے لگے آتشباری — دل پہ داغون کی نظر آنے لگی پھلواری

رفتہ رفتہ یہ ہوا حال یہ بیداد ہوئے
مر گئے خاک ہوئے خاک سے برباد ہوئی

۳۲
مین سنے کی سمع خراشے نہ براپا نے گا
کون کہوڑا ہے کہرا کون ہے پہچانیگا
سمجھیگا تو برا دوست مجھے جانیگا
دلدہے خوب نہین دلین ہے ٹہانیگا

تم سے جو پردہ ہے ای مجھ اوٹھا دیتا ہون
اپنے غارتگر ہستے کو دکھا دیتا ہون

۳۳
دیکھ لو سامنے بیٹھا ہے جو وہ دشمن دین
کسقدر حسن پہ مغرور ہے یہ بت چین
سبکے آنکھونکی ضیا حلقۂ محفل کا نگین
حسن یوسف کا سنے ذکر تو ہو چین بجبین

کوئے مقبول طبیعت نہین اسکے آگے
چاند سورج کے حقیقت نہین اسکے آگے

۳۴
دیدۂ حور سے تعریف سی ہوتا ہے لال
دولت حسن کیلئے یہ سمجھتا نہین مال
شیر بنجاتے ہین بیساختہ آنکھونکی غزال
تیغ ابرو سے کرے ذبح جو لو نام ہلال

سچ ہے وہ کبکے بہلا حسنو پریکو سمجھے
اپنے سائے سے جو بہتر نہ پریکو سمجھے

۳۵
اور تو اور مروت سے بہی آگاہ نہین
گاہ انداز کرم ساختہ ہے گاہ نہین
آدمیت سے ذرا رسم نہین راہ نہین
بیوفا اسکے برابر کوئے اللہ نہین

جو مبصر ہین حسینونکی وہ پہچانتے ہین
کوئے کیا جانے اسے خوب ہمین جانتے ہین

۳۶
اپنے تقصیر پہ مطلق نہین شرماتا ہے
تلملے بات تو اسطرح سے دوہراتا ہے
شکوہ منہ پر جو کوئے لائے تو تکراتا ہے
کاٹ کر بات یہ جیسے پلٹ جاتا ہے

لاکہہ اندوہ ہین ہمکو اسے غم کوئے نہین
ایسا بیگانہ ہوا ہے کہ ہم کوئے نہین

وہ بھی دن یاد ہیں گھر میں مری رو رہتے تھے — کبھی اکدن نہ ملاقات کو ترساتی ہے
چٹکے لیتا تھا کبھی میں تو نہ جھنجھلاتی تھی — سسکے بھر کر مرا منہ دیکھکے رہجاتی ہے

میں کرے بات جو کہتا تھا یہ سہہ لیتے تھے
یہ سبھی چل دور مجھے پیار سے کہہ لیتی تھے

میں سبھی گستاخ بہت یہ سبھی تھی مبادا کہ ملال — میں نے بھی ڈال دی بیک سے پہنیکا اوپر گال
نہ کبھی مجھکو تکدر نہ کبھی انکو ملال — اب بے چہری آج سے گیے ڈالتے ہین مجکو جلال

ور غلائے ہوئے غیروں کی ہین کیا ہے توبہ
آج غصہ ہے یہ مجھ پر کہ اسلیے توبہ

بیٹھتے تھے مرے زانو سے بھڑا کر زانو — خالی اجنسے کبھی رہتا تھا نہ میرا پہلو
کل تلک ایسے نہ ترش رو تھے نہ ایسے بد خو — آج وہ دن ہے کہ ہر بات میں ہیں تو تو

یاں سے ہونٹ سبھی خونریز کیے بیٹھے ہین
آج تو مجھ پہ چہرے تیز کیے بیٹھے ہین

چھیڑتا تھا میں کسیدن جو میان محفل — یہ گلوری سے کیے دو گی ہوئی تھی کس پہ مائل
مجھسے فرماتے تھے باتیں نکرو لاطائل — میرے دشمن مری بیرے یہ تمہارے ہی دل

کھل گیا حال مجھے آپکے گویائی سے
سابقہ آج پڑا ہے کسے ہرجائی سے

روز زین تن کی سنگار اپنا دکہاتی تھی مجھے — پان ہر پان بنا کر یہ کہلاتے تھے مجھے
جھمیان لی لیے کی سوتی سے جگاتی تھی مجھے — کسے جلسے میں نہ اسطرح جلاتی تھی مجھے

آج دکھلاتے دیے ہین تو پرے بیٹھے ہین
کان غیروں سے بہرے ہین جو بہرے بیٹھے ہین

فتنہ سازوں نے سکھائی ہین یہ سارے انداز — آسکے دم میں نہ سمجھے کہ یہ سب ہیں جہاز
خوب یاروں نے ملا عطر کی جا روغن قاز — آج ہم غیر ہوئے غیر ہوئے محرم راز

کوئی اس سے کہے یہ بات کہ ای ذات شریف
ڈھونڈھ دیکھہ آپکو سب ہنستے ہیں محفل میں ظریف

خوش رہا سو نہیں بزم میں بیٹھے با حال کثیف
اوٹھ کہڑے ہو جیے لیجایئے گھر میں تشریف

آبرو اپنی میلے یہ سب لیے بیٹھے ہو
تمکو کچھ خبر ہے کیا نشہ پیے بیٹھے ہو

مجھہ دل آپکا آیا تو بلا سے میرے
لہو آنکھو سے بہایا تو بلا سے میرے

جیکو یہ روگ لگایا تو بلا سے میری
حال اپنا یہ بنایا تو بلا سے میرے

رونا بیٹھے رہیں ناشاد کہا تہا میں نے
میرے الفت میں ہوں برباد کہا تہا میں نے

قصد لیں آپنے وزاہو شہنا آمیں معقول
اپنے درگہ میں دیا ہی نہیں ایسوں کی قبول

ذی حشم آپکو سمجھے ہیں نفس خاک نہ دھول
ہم تو کہہ دیتے ہیں منہ پر کوئی خوش ہو کہ ملول

کون محفل میں جگہہ دیتا ہے دیوانے کو
دیکھہ لو شمع جلا دیتے ہے پروانے کو

مجکو دل دیکی پشیمان بہت ہیں ایسے
میری صحبت سے پر ارمان بہت ہیں ایسے

میری زلفوں کے پریشان بہت ہیں ایسے
ایک یہ چاک گریبان بہت ہیں ایسے

سیکڑوں مرگئے دم توڑ رہے ہیں کتنے
میرے دروازے پہ سر پھوڑ رہے ہیں کتنے

سن چکی مشفق من یہ کی اقوال فضول
میں جواب اسکا دوں نہیں ہوں معقول

کتنے خوش وضع ہیں یہ ہیں کتنی معقول
حسن پر ناز ہے جو کچھ وہ کہیں ہے قبول

پر ہے انصاف کہ کچھ کو نہیں پروا میرے
کیوں ہوا رنجیدہ درگاہ خطا کیا میرے

کیا غضب ہے کوئی انصاف نہیں کرتا انصاف
کلف آجائیگا چہرہ رہیگا شفاف

کوئی اتنا کہے بہتر نہیں یہ لاف و گزاف
آئینہ ہم تمہیں دکھلائینگے تقصیر معاف

ایکدن نشہ جوانی کا اوتر جائے گا
بات رہجائیگی یہ وقت گذر جائے گا

کہنے سننے سی کبہی نہ بہت غیظ مین آو
سرا وٹہاؤ نہ بہت پاؤن نہ اتنے پہیلاو

اسقدر تابع فرمان یہ نہ غصہ فرماؤ
یہ خلش خوب نہین یکجہتی سے اوٹہکر ملجاؤ

دوست کو ڈہونڈہتے ہین لوگ نہین ملتی ہین
چاہنے والے زمانی مین کہین ملتے ہین

تمام ہوا



۱

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
دم نکلجائے بلا سے پہ یہ آزار نہو
شعلۂ حسن سے گرمی کبھی بازار نہو
کھوٹے داموں کوئی یوسف کا خریدار نہو
زہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں
ماہرو داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں

۲

عشق دیکھیں جو دو دام تو ہوجائیں ہلاک
دامن دشت جو اس خار سے الجھے تو ہو چاک
یہ ہوا جسکو لگجائے تو گل ہوں خاشاک
پڑے دریا میں یہ قطرہ تو اڑے آب میں خاک
بیٹھ پڑی سر پہ فلک عشق جو برپا ہو جائے
یہ بلا طور پہ نازل ہو تو سرمہ ہو جائے

۳

یہ کباب نمک آلود ہے صد شور انگیز
یہ مٹھائی ہے جو لونگ سے لیے زہر آمیز
یہ بلا خرمن جان پر ہے مدام آتش ریز
کیجیے اس آگ سے سیماب کے مانند گریز
زندہ ہوتا نہیں عیسےٰ سے بھی مارا اسکا
آگ پانی میں لگاتا ہے شرارا اسکا

قتل کرنے کے لیے خنجر براں ہے عشق
رخنۂ زیست ہے ہمنش رگ شریان ہی عشق

کرتے دل سب کے ڈبو دینے کو طوفان ہی عشق
نہ چھٹے جس سے موی پر بھی وہ زندان ہی عشق

حق تعالی نہ اس آفت مین کسیکو ڈالے
نام اسکا جو کوئی لے تو زبان وہ مود ڈالے

عشق کا نام لے انسان عیاذاً باللہ
قیس و فرہاد ہوی ٹھوکرین کہا کہا کی تباہ

اوڑ کے ہے کوہ کی منزل کہ نہ پہونچی یہ نگاہ
قافلے لٹ گئے لاکھون ہوے گھر خاک سیاہ

دل جلا کر یہ اوڑاتا ہے دہوین دنیا مین
یہ فرشتو نکو جھنکاتا ہے کنوین دنیا مین

عشق وہ ابر ہے جس دل پر امنڈ آتا ہے
صاعقہ آہ شرربار کا جھکاتا ہے

اشک خون دیدۂ مشتاق سے برساتا ہے
ننگ و ناموس حمیت کو ڈبو جاتا ہے

اسکے بارش ہو جہان سبزہ وہان خاک نہو
گل و سنبل کے چمن مین خس و خاشاک نہو

عشق وہ فصل بہاری ہے جو رنگ اپنا دکھائے
نو نہالو نکا بدن پہول سا کانٹا بنجای

لاکھ داغون سے تن زار کو گلزار بنائے
تیغ جلاد کا پہل شاخ گلو سی ہاتھ آئے

پیچ در پیچ طبیعت رہے سنبل کے طرح
مرغ دل نالہ و شیون کرے بلبل کی طرح

عشق وہ ساز ہے جس سے ہو طبیعت ناساز
اسکا نغمہ جگر سنگ کو کرتا ہے گداز

ہوش پریونکی اوڑا دیتی ہے اسکی آواز
اسکے مارے ہوی ہین اہل عراق اہل حجاز

دل عشاق کو راگ اسکا جلا دیتا ہے
یہ سبب دیپک کیطرح آگ لگا دیتا ہے

کہین کسیکو نہ اور جلتے دیکھا
مثل پروانہ دل اس آگ مین جلتے دیکھا

دُر جان کو صدف تن سے نکلتے دیکھا
جسم کو شمع کے مانند پگھلتے دیکھا

گرد آلود بہت جامۂ تن دیکھے ہیں
کپڑے پارہ ون سے جو بدلے تو کفن دیکھے ہیں

داغ وہ دل جو کرے سیل کسی گل و بر
گور وہ چشم جسے دید ہو منظور نظر
وہ زبان لال جسے ورد ہو نام دلبر
گر ہون وہ کان جو سنتے رہین جانا کی خبر

قطع وہ ہاتھ جو پھیلین کسی دامانکے طرف
ٹوٹین وہ پاؤن جو دوڑین درجانانکی طرف

کسیکے چال پہ بھولے نکوئی اپنی چال
دیکھکر بکھری ہوئی بال نہ لی سر پہ بال
جان کا مال کا دشمن ہی جھمیلونکا جال
چاہیے خوابمین بھی آئی کسیکا نہ خیال

جامہ زیبونکا کبھی طالب دیدار نہو
بانکے وضع سے لئے تنفر ہو سروکار نہو

آئی آفت جو کسی شئے پہ طبیعت آئی
ہفت اقلیم مین مشہور ہوئی سودائی
آبرو کھوئی کسی جا کہین ذلت پائی
پیار کرنا بھی زمانی مین ہے کیا رسوائی

تا مقدور محبت نکرے بہتر ہے
زہر کھا جائے کہین ڈوب مرے بہتر ہے

چاہ کیسی کبھی محبوب کی پروا نکری
حور بھی آئے ارم سے تو نظارا نکری
اپنے ہاتھون کوئی شخص آپکو رسوا نکرے
خانۂ حسن جو قبلہ ہو تو سجدہ نکرے

ضد بتو سے ہی خفا باطن و ظاہر ہو نہین
بخدا یہ جو مسلمان ہون تو کافر ہو نہین

نور سمجھے نکوئی حسن صنم کو دیکھے نار
ماہ کو ابرو پہ چشم نہین وہ ہے تلوار
قد دلدار کو شمشاد سمجھا تو وہ ہے دار
گل نہین گال کسیکے وہ حقیقت مین ہین خار

مردم دیدۂ مینگون نہین قاتل ہین وہ
لب نہین قند مکرر کہ ہلاہل ہین وہ

تیری تقریر یہ بجا نہیں ای جان جہان
سمجھا ہیر کا لہ آتش جو ہوا دشمن جان
دیکھ کے حال مرا تو کہ عیاں ہے جو بیان
آگ تلووں سے لگے اور اٹھنے لگا سر سے دھوان

نہیں سمجھے یہ سے لگے خلق جدا روتی ہے
پھنک رہا ہے مرا تن جان سے ہوتی ہے

زندگی موت ہے اے راحت جان تیرے بغیر
جان بیتاب کو بہلاؤں کہاں تیرے بغیر
قید خانہ نظر آتا ہے مکان تیرے بغیر
ساری دنیا سے ہے دلکو خفقان تیرے بغیر

اب خوش آتی نہیں یارو کبھی صحبت مجھکو
کچھ عجب طرح کے ارزوں ہے وحشت مجھکو

کیا کہوں میں تری دیوانگی میں کیا کیا دیکھا
داغ پر داغ سہے صدمے پہ صدمہ دیکھا
دیکھے وہ رنج کہ سو شکوہ کھینچا دیکھا
دل لگانے کا مزہ جان تماشا دیکھا

منہ پہ سختی سے سوا اشک فشانے دیکھے
گنگا جمنا کے ان آنکھوں سے روانے دیکھے

میلے کپڑے کبھی تن پر ہیں کبھی جامہ گرد
تپ کی شدت سے کبھی اور کبھی سینہ پر درد
بس کہ آنسو کبھی جاری ہیں کبھی چہرہ زرد
دیکھکر حال مرا کہتے ہیں اکثر زن و مرد

کس کے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیرے
رونا آتا ہے ہمیں دیکھکے صورت تیرے

کوئی کہتا ہے کہ کس سے لگنے کیا تیرا رنگ
کوئی کہتا ہے کہ تا چند یہ رسوائی کی ڈھنگ
کونسے شمع کے الفت میں بنا ہے تو پتنگ
ایسے جینے سی تو مرنا ہی بھلا ہے بے ننگ

کوئی کہتا ہے عجب حال پریشان ہے ترا
کیوں تو مغموم ہے کیوں چاک گریبان ہے ترا

ای گل گلشن جان بوی وفا تجھمین نہین
ای مہ برج کرم مہر ذرا تجھمین نہین
ای دوائی دل بیمار شفا تجھمین نہین
بیحلاوت ہے ترے چاہ مزا تجھمین نہین

تو وہ ہی غم مین کیسکے نہ کبھی آہ کرے
ایڑیان سب جو مین رگڑون تو کہان واہ کری

حق تعالی نی عجب دی ہے طبیعت تجکو — کہ اثر کرتے نہین کوئی نصیحت تجکو
اپنے عاشق سے ہے کس مرتبہ نفرت تجکو — نہ محبت نہ مروت نہ حمیت تجکو

منصفی شرط ہے کب تک ترا غم کہای کوئی
یار ایسا تو نکر ظلم کہ مرجاے کوئی

چین دم بہر نہین ہر دم ہی مرا دل بیتاب — نظر آتی نہین آنکہو نکو کبھی صورت خواب
کم غذا ہو گئے طاقت نے دیا تن کو جواب — زندگی اتو مری جان کو ہی سخت عذاب

خاک پر لیٹ کے ہر شام سحر کی تو کیا
مردہ کی شکل اگر زیست بسر کی تو کیا

دمبدم یار تجھے یاد کیا کرتا ہون — ٹھنڈی سانسین دل سوزانسے بہرا کرتا ہون
دیکہو روتے ہوئے لوگونسے حیا کرتا ہون — شب کو اوٹھ اوٹھ کے مین فریاد و بکا کرتا ہون

گہر مین آنکہون کے تلے پہرتی ہی صورت تیری
در و دیوار سے کرتا ہون شکایت تیری

سیر بہاتی ہے نہ مطلق نہ تماشا مجکو — نہ خوش آتا ہے کوئی سوانگ نہ میلا مجکو
دشت کا شوق نہ دریا کی تمنا مجکو — بخدا تیرے سوا کچھ نہین بہاتا مجکو

ہے یہ حسرت کہ خدا دن وہ دکہائے مجکو
جسطرف دیکہون تو ہے تو نظر آتی مجکو

خلل اوقات مین ہے بند ہین سب کام و کاج — نہ ملاقات کسی سے نہ کسیکا دربار
بہت پڑا ہے مری سر پر فلک ناہنجار — گردش بخت نے دکہلائی عجب لیل و نہار

حال یہ ہی کہ جو رات آئی تو آفت آئے
دیکہو دیکھا تو یہ جانا کہ قیامت آئے

نرگسی چشم نے تیرے مجھے بیمار کیا
گل رخسارۂ رنگین نے دل افگار کیا
سنبل زلف نے آفت میں گرفتار کیا
سرو قامت نے مجھے بید صفت زار کیا
تخم الفت نے شگوفہ یہ دکھایا مجھکو
دشت پر خار کے کانٹوں پہ لٹایا مجھکو

حیف ہے غم مرے جسکو ہے تجھے عشرت ہے
مجکو تنہائی ہے غیروں سے تجھے صحبت ہے
میری ایذا میں گزرتی ہے تجھے راحت ہے
میری یہ شکل بنی ہے تری یہ صورت ہے
اپنے ہمراہ لیے پھرتے ہیں سب غیر تجھے
میلے ٹھیلے کے مبارک رہے اب سیر تجھے

چاہنے والے پہ ایسے یہ ستم اور یہ جور
بیوفا میری تسلی کو نہ تجھے کچھ ہے ہی غور
یہ فضیحت کی چلیں ہیں یہ ملامت کے ہیں طور
اور کچھ تمہاری صحبت میں ہوا تو کچھ اور
جانکی طرح جب بچھڑا ہے مری ساتھ سے تو
اوڑ گیا بنکے پری زاد مرے ہاتھ سے تو

جی میں جو سوچ ہو اسکے سبب تو ممتاز
شوخیاں کرنے یہ سکھلائیں تجھے او طناز
پھر دیے کرنے تری کیسہ تمکین و ناز
کل تلک بیٹھنے اوٹھنے کا نہ یہ تھا انداز
ہاتھ ٹھوڑی سے تلے رہتا تھا ترا کس دن
تین بل کھاکے تو اوٹھتا تھا بھلا کس دن

چین منیانے پہ ہر دم نہ تیوری رہتے تھے
آئینے سے نہ کبھی آنکھ لڑے رہتے تھے
کب تری ہاتھ میں پھولوں کی چھڑی رہتی تھی
نہ یہ کاجل نہ یہ مسی کے دھڑے رہتی تھے
سحر کب انکھڑیوں میں تھا نہ فسوں باتوں میں
دل تہ لیتا تھا کب مہندی لگی ہاتھوں میں

بیٹھے بیٹھے یہ جھجکنے کے نہ عادت تھی کبھی
وہیں دم زانو بدلنے کے یہ ترکیب نہ تھی
پھول کے چوٹ پہ کس روز بھری تھی سسکی
کب اس اغماز سے چڑھتے تھے بھوویں تیوری پہ

شعلۂ حسن میں ایسی نہ بھڑک تھے آگے
رانوں کے محلیو ہیں کب یہ بھڑک تھے آگے
٣٢

دو دو جوڑی تو نہ اک دن میں بدلتا تھا کبھی
پائچے تھام کے جھٹکے میں نہ چلتا تھا کبھی
آگئی اس طرح نہ بن ٹھن کی نکلتا تھا کبھی
کوئی یوں جھکے چلن پر نہ پھسلتا تھا کبھی

ایک رہگیر نہ دیدار طلب ہوتا تھا
بند رستا ترے رفتار پہ کب ہوتا تھا
٣٣

گرد رہتا تھا نہ اک چاہنے والا اس طرح
دوش پر سر یہ نہ رہتا تھا دوشالا اس طرح
بجھنے سے دور یہ کہاں خلق تھے بالا اس طرح
بند او کھلا کے بتاتا تھا نہ بالا اس طرح

یوں کسی سے تو نہ ملتا تھا لگاوٹ سے کبھی
یوں نہ باتوں میں بگڑتا تھا بناوٹ سے کبھی
٣٤

یہ نزاکت تھے نہ بچپن تھا یہ جوبن تجھ پر
ابتو کچھ اور ہے سج دھج کا ہے عالم دلبر
نہ تو گردن تھا ڈورا نہ لچکتے تھے کمر
کبھی سینے یہ نظر ہے کبھی شانے پہ نظر

کبھی رخسار دوپٹے سے چھپا لیتا ہے
بازو ذکی سے کبھی تعویذ دکھا دیتا ہے
٣٥

آج دیکھے ترا جوبن تو ہو لیلے مجنون
کہے شیریں کہ تری سانچی میں پھبکی ہوں
ہیر پیر یکے سے کہا کے لرے اپنا خون
لاکھ دل سے تری عارض یہ ہو عذرا مفتون

کشور حسن میں رتبہ ہے یہ جا سے تیرا
نام مشہور ہوا یوسف ثانی تیرا
٣٦

بنکے خورشید زمانے میں ہوا تو مشہور
خیر مجلوں سے ملاقات نہیں اب منظور
لے اور سٹے چرخ چہارم یہ تجھے باد غرور
دلکو پھیر و نگا تری سمت سے حتے المقدور

میرا خالق تری اب شکل نہ دکھلائی تجھے
خواب سی چونک و ٹھوں تو جو نظر آئی مجھے

مجھسے بیزار ہے تو مین ہے ہون تجھسی بیزار
پھر نہ ہو جانا مجانہ ملے گا دلدار
مجھسے نفرت ہی تجھے مجکو بھی تجھسے انکار
تجھسے دنیا کے مرقع مین بہت نقش و نگار

گل جو لالی سے تو شبو سے سمن بہتر ہے
ایک سی ایک یہان رنگ چمن بہتر ہے

فخر کرتے ہین مری چاہ کا دنیا مین حسین
عشق پیچین وہ تماشا ہے ادھر ماہ جبین
انکو تو قدر ہے گو تجکو مری قدر نہین
آنکھہ ڈالون جو خذف پر تو بنی در ثمین

سنگ سی آئینے کے جلوہ گرے پیدا ہو
اپنے سائے کو جو دیکھون تو پرے پیدا ہو

خامہ عشق مین اللہ نے دی ہے تاثیر
رنگ تبدیل ہو نقشہ ترا ہو جای تغیر
چاہون تو کھینچ کی کہلاؤن تجھے تصویر
شکل تصویر لگے تب ہے ہو تیری توقیر

ورق خاک پہ صورت وہ دکھا دون تجکو
نقش باطل کے طرح آج مٹا دون تجکو

گل مہتاب جو ماتھا ہو تو بال ابر بہار
آنکھہ دارو ہی مرض تاک عصای بیمار
بیت ابرو کی ہو طغرای درعزو وقار
قمقمے نور کی معلوم ہون گوری رخسار

موتیا دانت ہون لب برگ گل خوبے ہون
کان دونون صدف گوہر مجھونی ہون

منہ مین پانی بھرے دیکھے جو کوئی چاہ ذقن
شمع پر نور جہا مین ہون تو کافور بدن
جام ہو طوق گلو اور صراحی گردن
ید بیضا کے طرح پنجہ رنگین روشن

سینہ ابھرا ہوا مسحور لوٹا ہو وے
ناف گرداب شکم نور کا دریا ہو وے

لال نیفے پہ جو سلجے وہ کمر تیلے سے
دو سبو جیسے ہون سرین حسین می حسن بھرے
لال بادل مین نظر آئی چمکتی بجلے
دم بہڑک جای اگر ران کی دیکھی مچلے

کول سا قین ہون زگمت مین بہو کا ہووین
تا حق الماس ہون آئینہ کف پا ہووین

میری نزدیک یہ آسان ہی کچہ دور نہین
پر جو ہین اہل وفا ان کا نہین یہ آئین

چاہون تو ڈہونڈہ کی ایسا ہی نکالوں حسین
اپنے تقدیر کا لکہا تری چین جبین

صبح اوٹہکر کی ہوس ہے ترا چہرا دیکہون
دیکہکر پاؤن ترا منہ نہ کسیکا دیکہون

جو وفادار ہین وہ جسکی ہو لی وسکی ہوے
بات پر اپنے اوٹہاتی ہین ہزارون صدمے

اپنا دل دیکی کسیکو وہ نہین پہر لیتے
پیر لب خشک کو تر کرتے نہین شکوی سی

مین ہے ہمن راہ پر اونکی جو تو رہزن ہی تو ہو
مین تو ہون دوست ترا تو مرا دشمن ہے تو ہو

پر صد افسوس کہ اوجڑی مرا بستر اے دوست
ایسے جینے سے تو پہر موت ہی بہتر اے دوست

زہی تو غیر یہ دیکہو نہین ترا سر اے دوست
پہیر دی آکے چہری میرے گلے پر اے دوست

چار کے کاندہے جنازہ تو اوٹہادے میرا
آگ دی گہر کو اور اسباب لٹادی میرا

غصہ کوتاہ بس اب تا بکجا طول کلام
بحر یہ لوگ خداوند ہین ہملوگ غلام

پہوڑی دلکی تو پہپہولی کرد و اسوخت تمام
سر کٹے انکا چین عجب ہمارا ہے کام

انکے برر ونہ یہ تقریر نہ یہ بات رہے
چاہتے ہو اگر ایسو نسے ملاقات رہے

تمام ہوا

جرأت

تخلص ہی یحیی مان عرف میان قلندر بخش
مرحوم کا خلف الرشید ستہے حافظ مان
صاحب کے باشندہ دہلی مقیم لکھنو تہے
صاحب دیوان تہے علم نجوم مین بہی طاق
شعر گوئی مین استاد عدیم المثال شہرۂ آفاق
روشن دل بظاہر نابینا تہے شاگرد تہے
مرزا جعفر علی حسرت کے الحق طبیعت عاشقانہ
تہی کلام درد آمیز ہے

واسوخت جرأت

۱

یارب ہند وہ جدائی سے تو مرنا بہتر
گذری غم جی پہ تو بس جی سے گذرنا بہتر
بحر الفت مین قدم کا نہین دھرنا بہتر
بے کنارا ہی اب اس چال سے کرنا بہتر
رفتہ رفتہ وہ ہوا لجۂ آفت مین غریق
موج زن دل مین ہوا جسکی یہ دریائے عمیق

۲

قیس و فرہاد سے اس بحر مین لاکھون تیراک
آہ کیا جانین کدھر بہ گئے تشکل خاشاک
آشنا مثل صدف کوئی ہو اس سے کیا خاک
حاصل ربط یہی ہے کہ جگر ہووے چاک
اس سے جون موج رواں جسکو پڑا الجھیڑا
نملا پر نملا اوسکا کہین تہل بیڑا

۳

دلکو ہر چند مین سمجھایا کہ اے خانہ خراب
جان اس ہستی موہوم کو تو نقش بر آب
جی لگا کر کسی بر جسم سے مت ہو بیتاب
اب جو دیکھو تو دم آنکھون مین ہے مانند حباب
کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھون سے بہا جاتا ہے

۴

جب ستمگر کی کبھی آ یہ حال دل زار
جیمین آتا ہے کہ روکش ہو نہین وس سے یکبار
یہ کہون صاف کہ ٹک سن تو اب ای ظلم شعار
با قف اس بات کو مین ایک سی لے تا بہ ہزار
محو نظارہ ترا ایا کہ یہ دل تھا نہ مرا
یار کی برگ گل رخسار کب ایسا تھا ترا

ش

آئینہ دیدۂ گریان نے دکھایا تجھکو
اپنی وحشت نے پریزاد بنایا تجھکو
جس سے آگاہ نہ تہا سو وہ جتایا تجھکو
دل کے بیتابی نے کیا کیا نہ سکھایا تجھکو

آنکھہ ورنہ تری ہر ایک سے شرماتی تہی
کل کی ہی بات تجھے بات نہ کر آتی تہی

ش

تجھہ مین یہ خوبی کے گفتار کہان تہی توبہ
طبع عالم کے گرفتار کہان تہے توبہ
ایسی اٹہکیلے کے رفتار کہان تہے توبہ
اسقدر گرمی بازار کہان تہے توبہ

اپنی ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ ترے حسن کا ہر ایک خریدار ہوا

ش

آشنا آنکھہ نہ غمزے سے ذرا تہے واللہ
تہا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی نگاہ
دلبرے کے نہ کچھ انداز سے تو تہا آگاہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ

بیوفا ایسی بہی ہوتی ہے کہین محبوب
اپنی خوبی پہ یہ مغرور ہوا تو کیا خوب

ش

جامہ زیبی سے کہان تیرے بدن تہا یہ لباس
پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سے لینے پاس
آتی محمل سی بدنین سے تہے یہ کب گلی باس
گفتگو غیر محل تہی تری چتون سے تہے اداس

اب جو کچھ اور بنا تو ہمین سمجھا غیر
گر یہی بات تری دلمین سمائی ہی تو خیر

ش

دل نہ تل پاس مرے بیٹھہ نہ بیٹھ آکہ نہ آ
مری ملنے سے او ٹہاتا او نہین پاس بٹہا
تجھکو بہکایا جنہون نے او نہین پاس بلا
پر یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیکھے گا

ایسے محبوب سے دل اپنا لگاؤن مین نہیے
کہ جو کچھ تو نے دکھایا ہی دکھاؤن مین نہیے

ش

چشم پوشی نے تری مجھکو جتایا ہے یہی
چار سو دہوم ہو خوبان جہان مین جسکی
کہ لگاونگا کسی ایسی ہی محبوب سے جی
تا نہ بہجائے جو آزردہ کرے دل نہ کبہی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
جتنوں میں یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر سے لے پاؤں تلک کوئی نہ ایسی ہو جا
ہو وہ اک حسن کے تصویر سے کھینچے سراپا

حسن و خوبی کے مبصر نہ کہیں جسکو ترا
جا ہی دل جب یہ کہ نقاش ازل کا ہے کھینچا

جبکہ ہنس بول کے وہ تجھسے مقابل ہوگا
دلمیں کچھ سوچ کے تو اپنے کیے کو رووے

بال بکھری ہوئی پر دیکھیے جو مکھڑا اوسکا
اور نظر آتے جو اوس ماہ جبین کا ماتھا

جی بکھرنے لگے ہو حال پریشان ترا
عقل و دین کھو کے تو سر دیوے وہیں سجدے جھکا

تیغ ابرو کی جو دریافت کرے برائی
پڑی ایسا ہی تو مارا کہ نہ مانگے پانی

چشم وہ جادو بھری ہو کہ جو ٹک آے نظر
کان وہ کان ملاحت ہوں کہ دیکھے تو اگر

شکل نرگس نہ ہے آنکھوں میں کچھ نور بصر
صورت گل نہ سنے کچھ نہ ہے اپنی خبر

ہو وہیں بالی کی ایسے کہ اگر دیکھے تو
غم خدا جانے لگے کیا ترے بالی جی کو

بینی ایسی ہی کہ دیکھے تو یہ ہو حال ترا
لب یہ نتھنوں کی پھڑک سے ہو آفت برپا

لوگ کیا جانے لالا کے سونگھائیں گلکا
کہ بجوئے آتے پہ بھی جای نہ دل کا دھڑکا

اوسکی بو باس میں گل اور وہ بدن سونگھے اگر
تجکو دکھلاؤں میں اور ناک میں دم لاؤں ترا

رنگ ہو یہ بھبوکا سا کہ تو دیکھے اگر
ہو وہیں رخسار بھرے ایسی کہ مانند قمر

سبکو منہ آتے ترا جوں گل پژمردہ نظر
جان دی دیکھ جنہیں سانس تو ٹھنڈی بھر کر

تیری اور اوسکے کوئی سامنے گر آئینہ لاوے
ہووے روپوش تو ایسا ہی کہ پھر منہ نہ دکھاے

یارۂ لعل ہون لب سلک گہر ہون دندان
تسپہ ہنستا ہو اس انداز سے وہ آفت جان
مطلقاً جاے سخن ہو نہ یہ ستیکے دہان
کہ چمک دانتونکی تو دیکھیے تو جون برق جہان

غرق بیتابی ہو اوقات ہمیشہ کاسے
یاد جب آئین وہ لب ہونٹہ ہی اپنی چانٹے ۱۷

ہووی وہ چاہ زنخدان کہ نظر تجکو جو آے
گردن ایسی ہو کہ خوبی کوی کیا اوسکی بتاے
غوطے تو بحر تفکر مین پڑی لاکہون کہاے
دیکھکر جسکی صفا صبح کی چہاتی پہٹ جاے

حق تو یہ ہے وہ گلا تجکو دکہاوہ دیوے
خون ناحق کوی گردنپہ جو اپنے لیوے ۱۸

بازو و ساعد نازک بہی ہون ایسی تا دست
ہووی انگشت نگارین کا یہ عالم یکدست
شاخ گل جہومی سدا جنکی ہوا مین ہو مست
خوبی پنجہ مرجان ہو جنہین دیکھہ کی پست

سیر تب ہو کہ جو گلشن مین وہ دست گل رو
ہاتہ مین اپنے ہو اور ہاتہ سے ملے بیٹہا تو ۱۹

سخت اور ابہری ہوئین ایسی ہی ان کا فلستان
ہو تہ نخ چمن حسن پہ بہی اون پہ حیران
نکلین جس شکل بہم ہون دو انار صفاہان
دیکھکر دست بدل ہون جنہین خوبان جہان

پہیر کے ہاتہ مزے اونکے جو بندہ لوٹے
یاد کچہ کرکے تو بیٹہا ہوا چہاتی کوٹے ۲۰

شکم ایک مسکہ کی لوتی سا ہو ایسا شفاف
غور کرکہ دیکھے گر اوسکو تو بچشم انصاف
لوح سیمین کوئی ہے جیسے کہ بنا لاوے صاف
صورت چشم ہنی دیکھنے کو اوسکی ناف

گورا گورا وہ شکم دیکھے جو مہتاب سا تو
پیٹ پکڑی ہوی دوڑا پہری بیتاب سا تو ۲۱

وہ کمر جس سے کہ وابستہ ہے تار نفس
دیدۂ حسن کو بہی دید سے ہو جسکے ہوس
ہون سرین گول ابہر آئین ان جیسے کہ گنبد
ساق پا ہو یہ بلورین کہ جلے اوس پہ ہوس

بیٹھکر دست محبت سے دباؤں کیا کیا
تجکو جون شمع میں اس غمسی جلاؤں کیا کیا

۲۲

پاؤں پاؤں وہ دلدار کے جب اونکو پاؤں — کبھی سہلاؤں کف پا کبھی چھاتی سی لگاؤں
اور جو چاہا تو نہیں اوٹھا لوں تو عجب لطف اوٹھاؤں — پھر جو وہ لطف اوٹھانا تجھی بتلا کی دکھاؤں
حسرت وصل دکھا دی تجھے دن ایسی کہ جو
جنکی تھا نام سی ننگ اونکی تو جا پاؤں پڑی

۲۳

گفتگو ایسی کہ ہر بات ہوا اوسکی اعجاز — گرمی و عشوہ و انداز و ادا ہوا ور ناز
گدگدی دیکھے سی ہو دلمین بدن ہو یہ گداز — ہوئی تصویر طلسم ایسی ہی اک خوش آواز
گاکی وہ مستئی حسن جو بیہوش کری
اپنے انداز کو تو صاف فراموش کری

۲۴

اوس سی ہو گرم سخن تجکو جلاؤں ظالم — ظلم جو تو نے دکھایا ہی دکھاؤں ظالم
اپنا دل شاد کروں تجکو کڑھاؤں ظالم — چاہیے اب تجھی ایسا ہی بھلاؤں ظالم
کہ مری یاد میں دن رات تو فریاد کرے
ایسی یاد اپنی لگاؤں کہ بہت یاد کرے

۲۵

ساری عالم سی ترے واسطے منہ موڑا ہای — رشتۂ ربط ہر اک شخص سی تھا توڑا ہای
جز ترے تھا نہ کسی اور سے کچھ جوڑا ہای — تو نے ناحق کا نکالا جو یہ نک توڑا ہای
کیا کہوں دلنے مری کوفت اوٹھائی کیسی
ای تری تفرقہ پردازونکی ایسی تیسی

۲۶

جسمیں تھا لوح سوا تیرے کسی اور کا نام — تو نہ سمجھا کہ برا ہی ابھی اس شخص کو کام
جملہ خوبان جہان جسکے ہیں مشتاق کلام — بیوفا تیکا اس آغاز کی بد ہے انجام
چاہیے اب دیکھیو یوں صبر دل شیدا ہو
چاہیے چاہنے والا کوئی پیدا ہو

دل سے سب مجھ کیے تونے جو تھے قول و قرار	بھولے اے عہد شکن تجھکو وہ سب اردمدار
اب نہین تیری جو نظرون مین مرا عزو وقار	تو غم درد جدائی سے ہون گونبار و نزار

نہ رکھون پر نہ رکھون تجھسی محبت مین ہے
توہی مغرور تو ہون نام کو جرات مین ہے

تمام ہوا

جوہر

تخلص ہے منشی جواہر سنگہ صاحب کا فرزند رشید

ہین بختاور سنگہ راقم کے باشندۂ لکھنو صاحب

دیوان اردو و فارسی ہین فارسی مین شاگرد ہین کلب محمد خان

ناطق مکرانی کے اور اردو مین شاگرد ہین

خواجہ وزیر صاحب مرحوم وزیر تخلص کے

شاعر یکتا صاحب طبع رسا ہین

یہ واسوخت جو شامل اس مجموعہ کے ہوا ہے

انھین کا نتیجہ فکر آسمان پیما ہے فقط



۱

ہای کیون چرخ ستمگار ستایا مجکو لالہ سان داغ دیے خوب جلایا مجکو
پیچ مین گیسوی پر پیچ کے لایا مجکو صورت شانہ دل افگار بنایا مجکو

مہ و خورشید ترے داغ جگر ہو جائین
جلے ایسا کہ ستارے بہی شرر ہو جائین

۲

تیر تنہی مری ہی او چرخ تری ہی تقصیر تیری گردش سی وہ برگشتہ ہوا ماہ منیر
نوجوانی مین دیا داغ مجہے او بے پیر تو ہی اک سفلہ ہی اب تجہسے کرون کیا تقریر

اوس پری سے کہون تم ایسی بداطوار ہوے
عار ہی جنسے زمانیکو وہ اب یار ہوے

۳

باتین وہ کرنی لگے کانو نہین اب آکر لائق حلقہ بگوشی نہ ہے جو بد گوہر
منہ نہتا اونکا جو چڑہتی کبہی سر کے منہ پر صورت نقش قدم رہتی تہی پامال اکثر

سرچڑہائی سے وہ بل کرتی ہین گیسو کیطرح
مجہی دکہلاتی ہین تیغ دودم ابرو کیطرح

۴

چہیڑتی مین تو چہین کیا چہیڑ دے آتی ہین مجہے ہنسی ظاہر مین بگڑتی مین بناتی ہین مجہے
آتش افروزیان کرتی ہین ستاتی ہین مجہے گرمیان کرکی شرارت سی جلاتی ہین مجہے

پاس میرا نہین مجہہ پاس بٹہاتے ہو اونہین
یہ ڈہٹائی کہ مری آگے بلاتی او نہین

اونکو بھلا دست اوٹھے کا کسی دن فتنہ
ہنسنا ای غنچہ دہن اونسی نہین ہے اچھا
دیکھنا میٹھی نگاہونگا دکھائے گا مزا
دیکھہ لینا کہ کوئی تازہ شگوفہ پہولا
لگ گئی اور ہوا ایسے تم اب بھول گئے
مثل گل حسن دو روزہ پہ عبث پھول گئے

قلعی کھولونگی کرونگی آئینہ سارے اوصاف
رشک گلبرگ دوپٹے کی کہان تھی سنجاف
خودنمائی پہ مری روبرو اب کہتی ہو صاف
سبز لیلین لٹون مین کلیونکا یہ کب تھا ہو باف
دھڑی مسی کی جمی تھی یہ کہان ہونٹون پہ
سرخی پان تھی نہ یون آفت جان ہونٹون پہ

عشوہ آتے تھے نہ رعنائی تمہین آتی تھی
زلف ناگن کیطرح رخ پہ نہ لہراتی تھے
صاف باتونسی طبیعت تو اولجھاتی تھی
یہ کمر بال سے اسطرح نہ بل کھاتی تھے
چال ڈھال آپکی سیدہی تھی یہ انداز نہ تھے
ترچھی کب تیغ نگہ رہتی تھی دمساز نہ تھے

رخ گلفام پہ غازہ نہ ملا جاتا تھا
عطر پوشاک مین ایسا نہ ملا جاتا تھا
گوری اندام پہ ابٹنا نہ ملا جاتا تھا
مسی کیا دانتونمین کولا نہ ملا جاتا تھا
لطف دنیا سے خبر ہی نہ تھی کیا ہوتا ہے
کیا ملاقات مین آپس کے مزا ہوتا ہے

غیر در تک بھی بھٹکنے نہین پاتے تھے کبھی
ڈھنگ محبوبی کی ایجان نہ آتی تھی کبھی
باتین عیاری کی تم یون نہ بناتی تھی کبھی
شرم سے سامنے آنکھین نہ اوٹھاتی تھی کبھی
اک فقط حسن خداداد تھا دلدار نہ تھے
سیدھی سادہی تھی انوکھی یہ طرحدار نہ تھے

زرق برق ایسے نہ تھے وضع یہ البیلی نہ تھی
طوق منت کا گلے مین تھا پڑی سیلی نہ تھی
تیز تقریر مین رفتار مین اٹھکیلی نہ تھے
زلف کو کہتی تھی زنجیر کر تھی جیلی

جھوٹی نا حق کے اولتی نہ کبھی آتی تھے
راست یہ ہو کہ ہر اک باتین چپ جاتی ستے

ناز و انداز کا آندازہ بتایا کس سے نے
دل ہو پامال سکھایا چلن ایسا کس نے

یہ تو کہو کہ کیا لب کو مسیحا کس نے
چشم جادو کو کیا دیکھو ستم زا کس نے

ترک و طرار بنائی ہوئی آپ اپنے ہین
سب طرحدار بتائی ہوئی آپ اپنے ہین

وضع پہلی کہو یون ہوش ربا کسکی تھی
تہر چھپی چتون تھی کہان بانکی ادا کسکی تھی

نہین منصف ہو یہ تقریر جفا کسکی تھی
قد قیامت تھا کہان زلف بلا کسکی تھی

مہندی کب ہاتھو نین چھپی تھی یہ سچ کسدن تھی
ایسی کس روز نکہرتی تھی یہ دہج کسدن تھی

یون گلوری کبھی کہاکر نہ ہنسا کرتی تھی
چشم اغیار سی تم پردہ کیا کرتی تھے

باتین شوخیسی چھپاکر نہ سدا کرتی تھی
مردم آسا مری آنکھو نین رہا کرتی تھے

خود بخود گل کی روش یون نہ کہلی جاتی تھے
مسکرانے مین شرارت کی ڈہنگ آتی تھے

بہر گلگشت اگر باغ مین تم جاتے تھے
سرو قد غنچہ دہن کا ہیکو کہلاتی تھے

آنکھہ نرگس سی ملاتی ہوئی شرماتی تھی
بلبل و فاختہ کی ذکر سی کہبراتی تھے

تھی ہمین عاشق شیدا نہ کوئی مفتون تھا
لیلی حسن کا کب غیر کوئی مجنون تھا

قتل عشاق نہ منظور ہوا کرتا تھا
دم بدم خون یہ خنجر نہ کیا کرتا تھا

ایسی کب سر کا دنبالہ جفا کرتا تھا
گرد داماں حیا سرمہ رہا کرتا تھا

چھو نہ سکتی تھی کبھی باد صبا دامن کو
یون اوٹھا کر تو نہ چلتی تہی سدا دامن کو

ذوق کب تھا یہ سام آگھوی نوشی کا
دم لیتے تھے بہک کر نہ ہم آغوشی کا

نشۂ حسن سے عالم نہ تھا بیہوشی کا
تھے یہ گم گو کہ دہن میم تھا خاموشی کا

چپ رہو چپ رہو فقرے سے نہ بتاؤ صاحب
بت بنی رہتے تھے باتین نہ بناؤ صاحب

رخ و گیسو کا نہ حیران و پریشان تھا کوئی
نوحہ گر راتون کو کب بے سر و سامان تھا کوئی

صورت صبح نہ یون چاک گریبان تھا کوئی
ہستی غیر و نسی نہ تھی آپ نہ گریان تھا کوئی

مشتری جمع نہ تھے گرم یہ بازار نہ تھا
ماہ مصر آپ سے پر کوئی خریدار نہ تھا

جالی کرتی کی ہوئی دام بلا اپنی سبب
بڑھ گئی حسن صفا کی صفا اپنی سبب

آئینہ پیش نظر رہنے لگا اپنی سبب
ذوق آراستگی تمکو ہوا اپنی سبب

اپنی صحبت مین سلیقے مری جان سیکھے ہو
جھوٹ کہتا ہون تو سچ کہدو کہان سیکھے ہو

چشم کو آپ کی آشوب نظر ہمنے کیا
پری ہوتا نہین انسان کوئی پر ہمنے کیا

شوخ دیدہ نہ تھے آپ اتنی مگر ہمنے کیا
اچھی کرتا نہین جو کوئی بشر ہمنے کیا

اب تو یا تو ہمین اوڑانے لگے ہر آن ہمین
ای پری آگے سمجھتے تھے سلیمان ہمین

مین وہ بلبل تھا کہ گل مجھ پہ سید اکھاتی تھے
ہم بغل مین جو ہوتا تھا تو گھبراتے تھے

جانکر فاختہ قد سرو ساد کہلاتی تھے
ایسی شیرین تھی کہ فرہاد نظر آتی تھے

کہتے تھے آپ ہین یوسف تو زلیخا مین ہون
گل اگر آپ ہین تو بلبل شیدا مین ہون

اک گھڑی پاس نہ آتا تھا تو تم روتی تھے
جاگتی رہتے تھے شب بہر نہ کبھی سوتی تھے

آہین کر کر کے مری واسطے جی کھوتی تھے
جی سے بیزار آجی میرے لیے ہوتے تھے

زہر وافیون بہی منگاتی تہی سدا کہانی کو
زندگی جانتی تہی یاد ہے مرجانی کو

گہر سے بلواتی تہی سو طرح بمنت مجکو
بوسے کس پیار سے کرتے تہے عنایت مجکو

دل لبہانی کو دکہاتی تہے محبت مجکو
رنج کے بدلے دیا کرتے تہے راحت مجکو

ایکدم مجہسے جدائی کے روادار نہ تہے
یار وںمجکو تہے مری جان دل آزار نہ تہے

پاس الفت کا ہمین بہی بخدا تہا ایسا
جان ودل سے رہے ہر لحظہ تمہین پر شیدا

دور ہی دور پہرے منہ نہ کسیکا دیکہا
جانتا ہوگا اجی دل ہی جو کچہہ ہمنے کیا

اب جو یہ اور نباہینگے وہ دیکہینگے نہ ہم
اسطرح آپکو چاہین گے وہ دیکہینگے نہ ہم

تہے ہمین عاشق صادق کہ پسے مثل حنا
خیر اب غیر سے سیکہوگے نہ تم ایسی وفا

ہوئی پامال مگر رنگ نے اپنا بدلا
بوالہوس سب یہ شیاطین ہین لاحول ولا

لوٹ کر حسن کی دولت کو جدا ہووینگے
کرکے برباد تمہین آپ ہوا ہووینگے

خواب مین بہی نہ کبہی چوک گئے ہم بخدا
عین الفت سی تمہین آنکہہ کا سمجہے تارا

آنکہہ اوٹہاکر بہی نہ دیکہا کسی بت کا نقشا
تمکو آنکہون مین سدا پتلی کی صورت رکہا

ہمنے اسطرح سی چاہا کہ خدا جانتا ہے
عہد الفت یہ نباہا کہ خدا جانتا ہے

ایسی الفت ہی کہ سرپر جو ستم سہتے ہین
اشک خون آنکہون سی فرقت مین سدا بہتے ہین

پاس لی آئی پہر بہی نہین رہتے ہین
ہو تمہین آؤ نہ کہنا تہا سو اب کہتے ہین

اپنی بدمہری سی اے ماہ لقا روئے گا
دل اوٹہا لینگے جو ہم بیٹہے سدا روئے گا

پہر اگر دیکے گا مری روبرو نا آپ آکر	منتین کیجیے گا سیکڑون قسمین کہا کر
مین نمانون گا تو پہر روئیگا چلا کر	چلی پہر منبر و نمین باندہیے گا جا کر

٥٢٨
پہر جو کچھ خوفِ خدا آئیگا تو بوسے لینگے
دل مین رحم ایسا ہی آجائیگا تو بوسے لینگے

ای صنم توڑون اگر عہد وفا مین واللہ	وہ اوڑاؤن مری حسرت ہے کہ جنکی تم آہ
جھنڈ پریون کے مری گرد رہین شام و پگاہ	لطف یہ آئین نظر جس سی بہے نور نگاہ

٥٢٩
سر پہ بٹھلائین بلا کر مجھے خوبانِ جہان
باندہ کر ہاتہ گرین قدمون پر ایکبار جہان

خوبرو ایسی کہ تم چاند ہو وہ ہین خورشید	تم جو اک چھوٹی ستاری ہو تو وہ ہین ناہید
لب جان بخش سی دین مُردونکو عمرِ جاوید	روبرو اونکی ہے ہر سرو چمن صورت بید

٥٣٠
نور رخسارونکا اونکے جو عیان ہو جائے
شعلۂ آتشِ نمرود دہوان ہو جائے

دیکھیی قد تو وہ ہے فتنۂ روزِ محشر	تیر آہ دل عشاق کری جس سے حذر
دیکھ لے زلف کُہلی اونکی کوئی شکو اگر	نازل اک کالی بلا صبح کو ہووی سر پر

٥٣١
عکس انداز جو اوسکا کبھی اک مو ہو جای
چاک چاک آئینۂ شانۂ گیسو ہو جاے

چین گیسو کو اگر چین کہون تو ہے خطا	مشک سی دون اوسے تشبیہ تو ہے سودا
آتشِ رخکی دہوین کا بھی گمان ہی بیجا	گر کہون صبح پیچیدہ نہین ہو سکتا

٥٣٢
رخ گلرنگ پریزاد سے یہ سایا ہے
باغ پر ابر سیاہ آکے گہر چھایا ہے

دیکھکر نور جبین داغ مہِ تابان ہے	چشم حیران سی ہی آئینہ سوا حیران ہے
دل عاشق کیطرح مہرِ فلک قربان ہے	حسن کہتی ہین جسی چشم ہی وہ ہے پنہان

سرنوشت دل غمدیدہ ہی اسپر تحریر
جو کہ پیش آئی ہے اسیری سراسر تحریر

۳۳

چین ابرو جبیں پر نہیں ای گل رخسار	چہرۂ گل ہی تو رگ گل ہی یہ ای رشک بہار
اس سی شرمندہ ہین امواج نسیم گلزار	ہی رگ گل پہ یہ تار نگہہ بلبل زار

چین پیشانی یہ کیا لطف دکھاتی ہی کہ واہ
جوہر اس آئینے مین وہ ہی کہ سبحان اللہ

۳۴

وہ بہوین بند ہو جنبش دم شمشیر دو دم	اک اشارے مین کرین قتل یہ دونون عالم
کہائی جلاد فلک انکی دم قہر قسم	انکی ہی قبضۂ قدرت مین اجل ای ہمدم

جنبش انکی ہے غضب قہر اشارا انکا
سیکے پانی بہی نہین مانگتا مارا انکا

۳۵

پردۂ دیدۂ بادام ہین پلکین اونکی	برگ بادام ہین یا دام ہین پلکین اونکی
دل پہنسی دیکہکر کیا دام ہین پلکین اونکی	جی نہ چہوٹی وہ بلا دام ہین پلکین اونکی

دل تڑپتا ہی اجی ہر بن مژگان کی تلے
روز گردن سے یہان خنجر بران کی تلے

۳۶

انکہین وہ ساغری ہین کہ جوانسا نہ چار	صورت مردم دیدہ ہو کوئی مست اکبار
ایسا مدہوش ہو راحت رہی دلمین نہ قرار	نشۂ بیخبری آ سکے کری ہوش فرار

سحر ہی قہر ہے آفت سب ہے نظارہ اونکا
غضب آشوب قیامت سے نظارہ اونکا

۳۷

پیاری پیاری وہ پری چاہ ذقن رخساری	حور جنت کی بہی ہو ونگی نہ عارض ایسی
شاخ ہی گردن نازک پہ وہ پہول کہلے	طاق ابرو مین ہین یا آئینہ گلدستی کے

ہے عکس ہے جو انکو جو لب آب گرے
موج کہلے تسے بجلی زمین بیتاب گرے

بینی دیکھی تو اگر اونکی تو حیران ہو جای
ناک میں آئی دم اسدرجہ پریشان ہو جای

ہو یہ دم بند کہ سکتا تجھے ایجان ہو جای
اپنی خود بینیوں سے دل میں پشیمان ہو جای

آفتاب رخ روشن کا الف ہے بینی
چشمۂ مہر کا پل یا ہے بطرمی نسب بینی

۵۳۹

دہن تنگ ہی اونکا کہ کوئی غنچہ سا ہے
تنگ شکر ہے کوئی قند کا یا کوزا ہے

صدف گوہر اسرار خفی ہے کیا ہے
رخ ہی آئینہ دہن طوطی شکر خا ہے

بات اسدرجہ ہے شیرین کہ نبات ایسی نہین
سنی شیرین سے بہی خسرو نے تو بات ایسی نہین

۵۴۰

لب جان بخش پہ ہو جائین مسیحا قربان
اونکی بوسی کا اگر دلمین ہو اپنے ارمان

چشمۂ خضر نے دیکھہ کے چشم گریان
شیرۂ قند مکرر ہو وہین شیرۂ جان

کیا کہون مین کہ شکر پارہ ہین یا غرمی ہین
روبرو اونکی تو حنظل سی سوا خرمی ہین

۵۴۱

تکری ہیرے کی ہین کسطرح کہون گوہر ہین
ابر مین مسی کی چہٹکے ہوی یہہ اختر ہین

در شہوار سی بہی بلکہ کہین بہتر ہین
صاف یا تیغ تبسم کی عیان جوہر ہین

دانت پیسین جو کبہی حورین وہ دندان دیکہین
ہیری کہالیوین اگر خواب مین یہ یان دیکہین

۵۴۲

سیب جنت سی کہین سیب ذقن بہتر ہے
رنگ سے انکے کہان رنگ سمن بہتر ہے

ثمر باغ سی ای رشک چمن بہتر ہے
ہر گل تر سے وہ ای غنچہ دہن بہتر ہے

گر لب چاہ ذقن ایناد کہا مین تمکو
چشمۂ مہر یہ عیسی لطف آئین تمکو

۵۴۳

شیشۂ می کہون گردن کو کہ شمع کا نور
دستۂ آئینہ سے ہے یہ کہ صراحے بلور

کوئی روشن ہی کنول یا کوئی فوارۂ نور
ہاتہ اگر اوسمین حمائل ہو تو ہو ل مسرور

صدفِ گوش کی ایجان تب وصاف کری
آب گوہر سے اگر دہو کی زبان صاف کری
[illegible]

شانی ہین شان خدا نور کی سانچی مین ڈہلے
دل پہڑک جاے نظر آئین جو بازو اوسکے

گوری گوری ہین وہ ایسی کہ قمر ہو صدقے
سینے مین ماہی بی آب کی صورت ترپے

آستینو نمین چمکتی وہ نہین ہین باہین
شمعین کافور کی دو جلتی ہین فانوسون مین
[illegible]

دیکہی جب اونکی کلائی تر کل آیے واللہ
آستین سی جو چمک کر نکل آیے واللہ

کبہی دیکہی نہین ایسی تو کلائی واللہ
سر پر اک برق بلا آج کل آیے واللہ

پہنچی کو پنجۂ خورشید درخشان کہیے
بی حنا سرخ یہ ہے پنجۂ مرجان کہیے
[illegible]

چال وہ جس سے دل خلق کرین لے آرام
رنگ ماہی ہو سر اک نقش قدم وقت خرام

اثر شوخی رفتار دکہاوین وہ تمام
سحر کیا بلکہ کرامت ہو اسی چال کا نام

روش ناز سے باد سحری پیدا ہو
گہنگرو سے قہقہہ کبک دری پیدا ہو
[illegible]

الغرض تمنی جلایا تو جلاون مین بہی
بی بلائی ہوی گہر غیر و نکی جاؤن مین بہی

منتو نسے جو بلاؤ تو نہ آؤن مین بہی
جسقدر تمنی ستایا ہی ستاؤن مین بہی

خیر اب ایسی ہی مین بہی تمہین ایذا دونگا
دل جلانیکا مزا دیکہنا دکہلا دونگا
[illegible]

تو سہی آؤ ذرا انکو مین پیار کرون تم دیکہو
ہاتہہ مین ہاتہہ مین لو تم کف افسوس ملو

جو سون مین گال تو تم غصے مین پیٹو منہ کو
یہ ہنسی دل لگی ہو دل مین کہو تم رودو

جام ہو کی ہو صراحی ہو بیت مہوش ہو
دیکہکر بزم طرب تم یہ جلو آتش ہو

١٤٩

پڑی آنکھہ اور چشمک سی ستاؤن تمکو — مژہ سان آنکھون پہ بٹھلاؤن دکھاؤن تمکو
دم اگر آنکھو نہین آئی نہ بلاؤن تمکو — صورت اشک یہہ نظر و نسی گراؤن تمکو

عار سب تمسے کرین جان سی تم عاری ہو
ہو سبک ایسے کہ جینا ہی تمہین بھاری ہو

١٥٠

کیون نہ کہتی تہی کہ پہر روئیگا رونے لگے — اتہہ سی ننہا کلیجا نہ تمہارا رونے لگے
ٹہنڈی سانسین لگی یون بہرنے پہ کیا رونے لگے — واہ دامن کی تلے منہ کو چہپا رونے لگے

صاحب اب فائدہ ان باتون پر آجانی سے
یو ہین پہر کیجیے گا غیر و نکے بہڑکانی سے

١٥١

خیر ہی خیر ہی کچہہ ہو تمہین آؤ صاحب — آگ اس بیلی لگاوٹ کو لگاؤ صاحب
ٹہنڈی سانسین نہ بہرو بیٹہہ کی جاؤ صاحب — دیکہی دلسوزی بس اب جی نہ جلاؤ صاحب

گر میان غیر و نسے ہون میرا کلیجا سلگے
جب کہیو دلمین تمہارا بہی دل ایسا سلگے

١٥٢

جائیے جائیے سب جہوٹی محبت دیکہی — بہی پابند ہماری تہی بس الفت دیکہی
چاہ کی باتین یہی ہوتی ہین چاہت دیکہی — خوب کی ہمسے وفا واہ مروت دیکہی

اوجی ایسی ہی دنیا مین اگر الفت ہے
گذری ہم ملنی سی اس ملنی پہ بہی لعنت ہے

١٥٣

تمکو غیر و نسے ملاقات مبارک ہووی — انس اونسے تمہین دن رات مبارک ہووی
ہنسنا اور بولنا ہر بات مبارک ہووی — دمبدم لطف و عنایات مبارک ہووی

گر نہین تمکو غرض ہی تو ہمین کیا پروا
تم برا سمجہے ہمین ہی نہین اچہا پروا

١٥٤

سنکے یہ باتین میری اور بہی بیتاب ہوئی — تڑپی بجلی کیطرح ابر کیصورت روئی
رعد کیطرح سی کرنے لگے بیحد نالے — ہچکیان لینے لگی آہین لگے وہ بہرنے

پیٹ کر ران کو اک حشر بپا کرنے لگے
عذر یون کر کی فریاد و بکا کرنے لگے

۵۵۵

بات کی غیر سی کیون گونگی زبان ہو نہ گئی
آئی کیون اس لب خاموش پہ کمبخت ہنسی

لگ گئی کیون نہ عوض ہمسخنی کے چپکے
گر پڑی موج تبسم سی نہ ہی سن بجلے

جانب غیر جو دیکھا تو یہ آفت دیکھے
اک نظارے مین یہ فتنہ یہ قیامت دیکھے

۵۵۶

دل جلی ہین بہت اتنا نہ جلاؤ جوہر
بیٹھے جھٹلائے تو ناحق نہ رلاؤ جوہر

تمہین واللہ ہے بس اب نہ ستاؤ جوہر
ہائے اتنی تو رو کھائی نہ بتاؤ جوہر

قسمین دیتے ہین خدا کی لیے بولو ہمسے
منتین کرتے ہین اتنا نہ خفا ہو ہمسے

۵۵۷

غیر کے فقرے مین ہم آگئے تقصیر ہوئی
دل بڑی رنج یہ دکھلاگئے تقصیر ہوئی

اپنی شامت تہی کہ کچہ کہا گئے تقصیر ہوئی
ہای اس درجہ کو پہونچا گئے تقصیر ہوئی

اب کبہی ایسی ہو تقصیر تو جو چاہو کرو
نہ ملو پہر کبہی تعزیر دو جو چاہو کرو

۵۵۸

اب جو اقرار ہی اپنی ہو کوئی بی اقرار
کربلا چلیے تو کہاؤن مین ابہی قسمین ہزار

اوس پہ ہو حضرت عباس علمدار کی مار
لو خدا کی لیے اسیر ہی ہی بس مجہسے انکار

موت آئی مری آسان یہ وقت ہو جای
کہین لگجاؤن ٹہکانے تو فراغت ہو جای

۵۵۹

کہین ورانکہہ لگی کا ہمکو اب بولو گے
پہر گیا مجہسے دل آو کتا گئی اب چہوڑو گے

اب تو ہر بات پہ بگڑو گی خفا تم ہو گے
اور دلبر ہے کوئی دل تم اوسی اب دو گے

زہر دیدو مجھے گر ایسے ہی بیزار ہو تم
مار ڈالو جو یوہین قتل پہ طیار ہو تم

۶۰

عذر کرتا ہی وہ دلبر جو اب اتنا ہے مجھے
کہ چلا صبر دل زار کنارا ہم سے

لاکھ کہتا ہین نہین تہمت ہی کلیجا ہے مجھے
اب تو واللہ نہ اوٹھے گا یہ صدما ہے مجھے

ضبط کیونکر کرین آنسو کو نہین رکتا ہے
اشک امنڈا ہوا روکے سے نہین رکتا ہے

۶۱

لو ہم اب صاف ہین تم سی بخدا چپ بہی رہو
ہم بہی رو دینگی تو پہر فائدہ کیا چپ بہی رہو

اب نہین دلمین غبار اپنی ذرا چپ بہی رہو
عذر کرتی ہین لبس ای ماہ لقا چپ بہی رہو

بدلے شکوے کے ہو اب تذکرۂ الفت دل
آؤ سینے سے لپٹ جاؤ مرے صورت دل

۶۲

ہو وہی کام زبان بولین اگر غیر سے بہی
ہاتہ شل ہون کبہی گیسو جو چہوی اور کسی

آنکہین پہوٹین جو نگاہ اور کسی پر ڈالی
جی پہ بنجائے اگر اور کسیکو دل دی

جہوٹی باتین نہین یہ سب تمکو جلانے کے لیئے
چہیڑ کرتے تہے مری جان ستانے کے لیے

۶۳

اب اگر اشک بہاؤ تو مجہی کو پیٹو
منہ سے دامن جو ہٹاؤ تو مجہی کو پیٹو

لب پہ شکوہ کبہی لاؤ تو مجہی کو پیٹو
گر نہ آغوش مین آؤ تو مجہی کو پیٹو

ہنسکے جو منہ نہ ہلا دے مرا مردہ دیکہیے
گر کلیجے سے نہ لپٹے تو جنازا دیکہیے

۶۴

لو چلو آؤ مسہری مین لپٹ کر سوئین
جاگ اوٹہین بخت رقیبونکی مقدر سوئین

بیحجابانہ شب وصل ہی دلبر سوئین
ایک کروٹ یہ تمنا ہے کہ شب بہر سوئین

رنجشین دور ہون بشاش ابہی دل ہو جائین
آرزوئین جو دلونکی ہین وہ حاصل ہو جائین

۶۵

وصل دلدار کی امید بر آئی صد شکر
ہو گئی اوس آئینہ طلعت سی صفائی صد شکر

بات بگڑی ہوئی خالق نی بنائی صد شکر
پہر شب عیش مقدر نی دکہائی صد شکر

ہم بغل ہی وہ پری عیش مین جو بہرین ہم
عہد کی اپنی سلیمان ہین سکندر ہین ہم

جذب

تخلص ہے سید علی حسین صاحب کا شاعر اچھے ہین

صاحب طبع رسا ہین ملازم اور شاگرد نواب مرزا محمد

سعید یعقوبخان بہادر متخلص بہ افسون کے ہین اور وہ شاگرد

ہین جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص کے

سوا اس واسوخت کے جو شامل اس مجموعہ کے

کیا گیا ہے اور کچھ کلام ان کا نہین ہے

تعجب نہین جو صاحب دیوان بھی ہون اس سے زیادہ حال انکا

دریافت نہین ہوا باقی العلم عند اللہ فقط



ہے عجب کیون تجھے اے دل خفقان رہتا ہے | یاد کسکی ہے ترا دھیان کہان رہتا ہے
ہر دم کیون طرف در نگران رہتا ہے | کسلیے راتونکو سرگرم فغان رہتا ہے

کس پریزاد پہ مرتا ہے جو دیوانہ ہے
کیون جلا کرتا ہے کس شمع کا پروانہ ہے

بیقراری کبھی ایسی نہ تھی تجھکو اے دل | یون تڑپتا ہی طپان رہتا ہے جیسے بسمل
رنج پر رنج اوٹھاتا ہے بھلا کیا حاصل | تو تو نادان بنا جاتا ہے ہو کر عاقل

کونسی بات کا کس چیز کا خواہان ہے تو
ایسی باتونسی تو ثابت ہے کہ نادان ہے تو

گیسوؤن کا جو تصور ہے تو سودائی ہے | ایسی باتون مین بڑی ذلت و رسوائی ہے
تیری قسمت مین مگر بادیہ پیمائی ہے | اری نادان مگر تیری اجل آئی ہے

درد سر مول نہ لے دیکھ یہ نادانی ہے
عشق مین کاکل پیچان کی پریشانی ہے

فرقت زلف دکھائینگے شب تار تجھے | عشق کاکل کبھی ہوگا نہ سزاوار تجھے
دیکھکر دیگا یہ رسوا سر بازار تجھے | غل و زنجیر مین کر دیگا گرفتار تجھے

شب گیسو یہ تری سر پہ بلا لائینگے
ظلمت گور یقین ہے تجھے دکھلائینگے

یاد پیشانی جاناں سے ہے تو حیرانی سے
ایسی باتوں کا تصور ہے تو نادانی ہے

ذلت اک روز ترے واسطے ہے پیشانی
اسمیں آخر کو مرے جان پشیمانی ہے

زندگی کرتا ہی برباد جو نادان اپنی
باز رہ ایسے خیالوں سے ندوی جان تجھے

گوشش محبوب ہے لازم ہے تجھی لو نہ لگا
کچھ بجز ذلت و خواری کے نہ حاصل ہوگا

ہوگا مشہور فسانہ ترے رسوائی کا
یہ برا دن نہ کسیکو کبھی دکھلائے خدا

تنکے ہر کوچہ و بازار کی چھنی ہونگے
طعنے غیروں کے تجھے کانسے سننے ہونگے

یاد ابرو میں یقیں ہے کہ چلیں گے خنجر
غم و اندوہ میں گذرے گی تجھے آٹھ پہر

نوک مژگاں کی تصور میں چبھیں گے نشتر
زندگی بھی تجھے ہوجائیگی اے دل دوبھر

فرقت چشم سیہ سے تجھے جو ہوجائیگی
اجل آنکھیں تجھے پھر دیکھنا دکھلائیگی

چشم میگوں کا کبھی تجکو جو دھیان آئیگا
خواب میں بھی کبھی آرام نہ تو پائے گا

جام لبریز ترے عمر کا ہو جائے گا
آسماں حسرت دیدار میں ترسائے گا

آنکھیں پتھرائینگی پھر دیکھنا بیخوابی سے
دم نکل جائیگا آخر ترا بیتابی سے

بینی صاف کی یاد آئے تو حیران ہوگا
لب جاں بخش جو یاد آئی تو بیجان ہوگا

وجہ حیرت کی یقیں ہے رخ جاناں ہوگا
دیکھ سمجھاتا ہوں ناحق کو پشیماں ہوگا

تلخی مرگ کا ہو نشو نیہ مزا آئیگا
دیکھ نہ سمجھا تو سمجھیگا پچھتائیگا

اوسکی دانتونکی صفائی سے تجھے یاد آئیگی
بلا مستی کے تجھے خاک پہ تڑپائیگی

خرمن صبر پہ اک برق چمک جائیگی
آبرو خاک میں اے دل تری ملجائیگی

کبھی حیران کبھی انگشت بدندان ہوگا
گاہ گریان کبھی خندان کبھی نالان ہوگا

۱۱
لالی اوسکی لب رنگین کے جو یاد آئیگی
چاہ اوس چاہ زنخدان کی بلا لائیگی

خون دل آنکھوں سے ہر دم تجھے رلوائیگی
غرق بحر غم و اندوہ مین کر جائیگی

نہ ہر کھلوا سکے گا وہ سبزۂ رخسار تجھے
کوئی مونس نظر آئیگا نہ غمخوار تجھے

۱۲
ہوگا آسیب تری واسطے وہ سیب ذقن
یاد آئیگا تجھے جب وہ گلوے روشن

خار دیگا تجھے فرقت کا جو وہ غنچہ دہن
خود بخود کاٹکے مرجائیگا اپنے گردن

سینہ اوبھرا ہوا اوسکا جو یاد آئیگا
کف افسوس یقین ہے کہ تجھے ملوائیگا

۱۳
مچھلے بازو کی جو یاد آئیگی تجھکو نادان
نہ گلے آئیگی کلائی سے تجھے تیر بجان

ریگ ماہی کی طرح خاک پہ تو ہوگا طپان
دست رنگین کی تصور مین بھلا چین کہان

مرض ہجر سے دشوار سنبھلنا ہوگا
کف افسوس یقین ہے تجھے ملتا ہوگا

۱۴
شکم صاف کی تجکو جو محبت ہوگی
دیکھ لینا تجھے پھر ایک سی وحشت ہوگی

ہر گھڑی آئینہ سان دیکھنا حیرت ہوگی
مرد کی حیرتیہ چپ لگیگی بہ صورت ہوگی

ناف حکمین تیرے پنچائیگی بس ایک بھنور
راہ معدوم دکھائیگی وہ موہوم کمر

۱۵
رانین آئینہ دکھائینگے تجھے حیرت کا
پاس باقی نہ رہیگا تجھے کچھ عزت کا

ہر گھڑی سامنا تجکو رہیگا آفت کا
گو یہ گزری کی سو ادمیان کہان ذلت کا

ناز کی چال کریگی کبھی مفتون تجکو
وار دکھلائیگا ہر دم قد موزون تجکو

دیکھ کہتا ہون کچھ اسمین نہین حاصل ای دل
نہ دکھا پھر خدا کو جہۂ قاتل اے دل
ابروؤں سی نہ ہو اوس شوخ کی بسمل ای دل
دیکھ کیا کرتا ہے کیا کرتا ہے ای دل ای دل

دام گیسو مین نہین جان سے آنا اچھا
جان آفت مین نہین مفت پھسانا اچھا

جو کہ سمجھانیکا حق تھا وہ تجھے سمجھایا
راستہ تجھکو خرابے کا بہت بتلایا
آئینہ پند و نصیحت کا تجھے دکھلایا
پر وہ سمجھانا ترے ذہن مین نہ کب آیا

خنجر ناز کا بسمل ہے خدا خیر کرے
ایک بیدرد یہ قاتل ہی خدا خیر کرے

تپش غم سے ہر اک لحظہ پھکا کرتا ہے
دھیان مین چشم سیہ کے جو بکا کرتا ہے
نالہ و آہ یہ ہر وقت کیا کرتا ہے
دیکھ ای دشمن جان دیکھ یہ کیا کرتا ہے

دھیان اسکو نہین کچھ ذلت و رسوائی کا
حال مین کس سے کہون اس دل سودائی کا

سنئیے آگے کبھی الفت سے مین آگاہ نہ تھا
راہ مین عشق کے اسطرح سے گمراہ نہ تھا
غم و اندوہ نہ تھا نالۂ جانکاہ نہ تھا
ایسی باتون سے مین واقف کبھی اللہ نہ تھا

شمع عارض کا کسیکے نہ مین پروانہ تھا
کبھی پریونکی محبت مین نہ دیوانہ تھا

زلف شبگون سے کسیکے نہ پریشانی تھی
غم و اندوہ کے دلمین نہین مہمانی تھی
آئینے سے نہ رخ صاف کی حیرانی تھی
کوچکو خاک نہین مین نے کبھی چھانی تھی

مائل کاکل پیچان یہ دل زار نہ تھا
اسکے سودے سے کبھی مجکو سروکار نہ تھا

نرگس چشم دل آزار سے بیمار نہ تھا
مائل ابرو خمدار دل زار نہ تھا
کسی گلرو کی محبت کا مجھے خار نہ تھا
وہی دن خوب تھی جب عشق کا آزار نہ تھا

بیکلی کچھ بھی نہ تھی گل کی روش شاد تھا میں
سرو کی طرح سے اس باغ میں آزاد تھا میں

۲۲
دوستوں سے ہوئی القصہ یکایک صحبت
میلے ٹھیلے میں بھی جانیکی ہوئی پھر عادت
بڑھ گئی اونسے روابط ہوئی باہم الفت
ایسی ہی جا لو میں بس آ گئی مجھپر آفت

گردش بخت نے کیا کیا نہ ستایا مجھکو
دربدر خاک بسر ہائے پھرایا مجھکو

۲۳
میلا اٹھونکا جو آیا تو یہ بولے ہمدم
متفق ہو کے چلے سیر کو سب یار اور ہم
سیر کے واسطے اب چاہیے چلنا باہم
آفت آنیکی ہی اب حال کو کرتا ہوں رقم

۲۴
ہر طرف میلے میں برپا تھا حسینونکا ہجوم
خوشی اسطرح سے تھی جیسی کہ شادی میں دھوم

غول کی غول حسینونکی نظر آتے تھے
جوبن اپنے وہ پریزاد جو دکھلاتے تھے
خوب عشاق کو بسمل سا وہ تڑپاتے تھے
دل ہر اک کا مرے یہ لوگوں کے لیسے جاتے تھے

۲۵
کوئی ملبوس زری پہنے ہوئے آتا تھا
سادی پوشاک ہی میں کوئی حسین بھاتا تھا

تھا تبس پہ کوئی گگرو کوئی بگھی پہ سوار
کیا کہوں جیسی حسینونکی تھی میلے میں نکھار
آمد فصل بہار کی ہو جسطرح بہار
ساقنین کھنچی تھیں اک ایک سی بر انکھار

۲۶
پیاری جا سے ہو کہاں لگی جلانی والے
آؤ اکدم تو لگا لو میاں جانے والے

خوانچے والی کہیں پہ کہیں گانے والے
تھے بہشتی جو وہاں پانی پلانے والے
حقے والے کہیں پر دسکے جلانے والے
تھی مگر دسکے لگے کے وہ بجھانے والے

گلفروشونکی دکانونپہ یہی سے گلگے بہار
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا او سجا پہ نثار

ماہرو کوئی تہی ساقن کوئی خورشید جمال　　دلکی لے لینے کا ہر دم مین وہ کرتی تہین سوال
دیکہے ابرو جو کبہی اونکی تو شرمائی ہلال　　چاندسی مکہڑے پہ غرہ تہا اونہین لسنے کمال

برق رخسار ونسی اونکی جو چمک جاتی تہی
آنکہ خورشید درخشانکی جہپک جاتی تہے

بند ۲۸

الغرض سب سے جب یارون نی فرصت پائی　　چاندنی زینونپہ تالاب کے اک بہرائی
دوست سب بیٹہے مگر مجہپہ یہ آفت آئی　　گردش بخت نی یہ راہ نہ مجہے دکہلاتے

چہپ کے سب یارونسی لبِ جا کر وہ ٹہلایا
اکطرف مین نے نیا ایک تماشا دیکہا

بند ۲۹

ہے ہجوم ایک جگہ لوگونکی یہ کثرت ہی　　پاؤن رکہنے کی بہی اوسجا پہ بہت قلت ہی
دلمین مین اپنی یہ سمجہا کہ کوئی آفت ہی　　جمع اسواسطے بس ایک جگہ خلقت ہی

پر کہا لوگون نے یہ ایک حسین بیٹہا ہی
آکے اس غول مین وہ زہرہ جبین بیٹہا ہے

بند ۳۰

جا کی اوس غول مین مین نے یہ تماشا دیکہا　　اک پریزاد کو اوس غول مین بیٹہا دیکہا
ہر طرف حسن خداداد کا جلوہ دیکہا　　کیا کہون دیدۂ مشتاق نے سے کیا دیکہا

سیکڑون طالب دیدار تہی اوس یوسف کے
لاکہون ہی دلسی خریدار تہی اوس یوسف کو

بند ۳۱

سر سے پا تک تہا وہ مہ نور کے سانچے مین ڈہلا　　بس گئے لاکہون ہی دل نازسی جسدم وہ چلا
دیکہکر زلف سیہ آئی مرے سر پہ بلا　　چیخ کر مین نے پکارا کہ مرا دم نکلا

غش پہ غش آنی لگی جان سی بیزار ہوا
دلمین پیدا ہوا مین بس عشق کا آزار ہوا

بند ۳۲

مانگ نکلی ہوئی اوسکے جو نظر آتی تہی　　راہ سیدہی شب تاریک مین کہلاتی تہے
چمک افشانکی اوسی اور بہی چمکاتی تہی　　آنکہ پڑتی ہی ستارونکی جہپک جاتی تہے

زلف شبگوں پہ وہ افشاں جو کبھی یاد آئے
تارے گنتے ہوئی وہ رات بسر ہو جائے

ت ۳۳

دیکھ کر زلف سیہ آنکھوں میں اندھیر ہوا
کہتے تھے لوگ کہ آسیب کا کچھ پھیر ہوا

جوش سودا یہ ہوا جینی سی مین سیر ہوا
ایکدم مین دل مضطر زبر و زیر ہوا

زلف شبگوں نکا مین وس شوخکی دیوانہ بنا
دل صد چاک مرا گیسوؤں کا شانہ بنا

ت ۳۴

بارہ کچھ ایسی خم ابرو خمدار مین تھی
خنجر تیز سے دہشت یہ تن زار مین تھی

برش ایسی نہ کسی ترک کی تلوار مین ہے
جان باقی نہین مجہ تازہ گرفتار مین ہے

تیغ مژگان پہ بسمل وس شوخ کی مائل ہوکر
شل بسمل مین تڑپنے لگا بسمل ہوکر

ت ۳۵

نوک مژگان سی مری سینے مین اک خار ہوا
تیر نگہ کا جو مہ سے مجھے دیدار ہوا

چشم بیمار سی بیمار دل زار ہوا
آنکھیں تیہر گئین جینا مجھے دشوار ہوا

کردیا دیدہ نے اون آنکھوں کی اندھا مجکو
رخ کی آئینے سے حسرت ہوئی پیدا مجکو

ت ۳۶

روشنی ایسی تھی اوس مہر کی رخسارونمین
چمک اون دانتوں نے چھوڑی نہ تھی کچھ تارونمین

لو ہو جسطرح دمکتی ہوئی انگارونمین
سبزۂ رخ نے گھسیٹا مجھی بس خارونمین

رنگ چہرہ سے اوڑا صبر گیا سینے کا
لب شیرین سی ہوا تلخ مزا جینے کا

جو ہنسی کوئی جو اوسکے لب و دندان دیکھے
ہوکے آئینہ رخ صاف کو حیران دیکھے

یہ یقین ہے نہ کبھی گوہر و مرجان دیکھے
ڈوبنے یوسف بھی جو وہ چاہ زنخدان دیکھے

کھولکر اپنا گریبان جو وہ نکلے گھر سے
سیکڑوں کا نکلے مر جائین گلے خنجر سے

قدرت حق کے بناتے ہوئی وہ شانی تہی　　　کول شانے نہ تہے دو نوے پیمانے تہے
شمع بازو کے مگر سیکڑون پروانے تہے　　　دم نظارہ پر ہزار دستہ دیوانے تہے

۳۹
یاد آتی تہی نور کی اوس گل نی کلائی ایسے
شمع نے بہی نہین دیکھی ہی صفائی ایسی

یہ تو دیکھے اگر صاف کلائی اوسکی　　　عمر بھر ہوسے نہ بہر دستے صفائی وصل
یاد آتی تہی ہتھیلے جو حنا تے اوسکے　　　ہاتھ ملولتے تہے عاشق کو جدائی وسکی

۴۰
چور مہندیکا وہ دکہلای اگر موسی کو
محو ایسے ہون کہ بہولین وہ ید بیضا کو

شکم صاف سی آئینے کو اک حیرت تہی　　　سکتہ سا ہو گیا تہا اوسکو عجب صورت تہی
نازکی ہین کمر یار کے یہ نوبت تہی　　　رگ گل اوس سی مقابل ہو بہر کیا طاقت تہی

۴۱
اوس گل حسن کی جو ناف نظر آتی تہی
دیکھکر بلبل گلزار بہڑک جاتی تہی

کالستہ زانو روشن جو دکہا دیتا تہا　　　کا نستہ مہر کو سٹے مین ملا دیتا تہا
شمع ساقین یہ پروانہ بنا دیتا تہا　　　نتل نقش کف پا محب کو مٹا دیتا تہا

۴۲
ہر قدم ناز سے اک حشر مچاتے تہا وہ
کبک و طاوس کو رفتار بہلاتے تہا وہ

تہی سراپا شجر حسن یہ اوس گلکی بہار　　　گل فدا تہے کبہی اوس پر کبہی بلبل تہی نثار
شوخ اس مرتبہ تقریر مین تہا وہ عیار　　　ایک کہتا تہا اگر کوئی وہ کہتا تہا ہزار

۴۳
دلکو زلفونکا کبہی شانہ بنا دیتا تہا
شمع رخ کا کبہی پروانہ بنا دیتا تہا

الغرض جانیکا اوس شوخکے سامان ہوا　　　جاتی ہی اوسکے ہوی مجھپہ قیامت برپا
فرقت یار نے ایسا مجہے بیتاب کیا　　　ضبط ہر چند کیا مین نے مگر ہو نہ سکا

۴۴

ننگ و ناموس کا سب پاس فراموش ہوا
نالے اسطرح کیے مین نے کہ بیہوش ہوا

ہوش کچھ سر کا نہ تھا مجکو نہ پاؤن کی خبر
گر پڑا خاک پہ بس تھام کے ہاتھون سے جگر
ہو گیا جامے سے بیساختہ اپنے باہر
اتفاقاً ہوا اک دوست کا اوسجا پہ گذر

۴۵

غیر حالت پہ مری جبکہ نظر کی اوسنے
اور سب دوستونسے جا کی خبر کی اوسنے

ہو کے بیتاب چلے آئے وہ سب میرے پاس
کوئی روتا تھا مرے حال پہ کوئی تھا اوداس
مجھ مین دیکھا جو نہ اون یارون نے کچھ ہوش و حواس
دل مین کرنے لگے احباب وہ کیا کیا وسواس

۴۶

عطر مٹی کا وہین لا کے سنگھایا مجکو
بستر خاک سے اون سب نے اوٹھایا مجکو

کوئی بھرتا تھا مرے واسطے اوسدم دم سرد
دیکھکر کوئی یہ کہتا تھا مری رنگت زرد
پونچھتا تھا کوئی دامن سے مرے آکر گرد
اسکے سینے مین کسی وجہ سے اوٹھا ہے درد

۴۷

کوئی کہتا تھا کہ اب اسپہ غش طاری ہے
خوب ہم سمجھے اسی عشق کی بیماری ہے

الغرض مشورے آپس مین یہی ہونے لگے
کوئی تدبیر سواری کی مہیا کر کے
کہ بہر طور یہان سے انہین لیکے چلیے
ساتھ پھر میری سواری کے وہ احباب چلے

۴۸

اک نیس پر وہ اوٹھا کر مجھے لائے گھر مین
ساتھ ہی ساتھ وہ سب دوست بھی آئے گھر مین

اقربا دیکھکے حالت مری سب روتے تھے
ہو گئے بیتاب بہت اشکونسے منہ دھوتے تھے
جان رو رو کے مرے واسطے وہ کھوتے تھے
میری خاطر وہ شب و روز نہین سوتے تھے

نسخے لکھوا کے طبیبونسے کوئی لاتا تھا
گنڈے تعویذ کوئی دوست لیے آتا تھا

دیر کے بعد غرض ہوش جو آیا مجکو
یاد دلدار نے دیوانہ بنایا مجکو
دل بیتاب نے بس اور ستایا مجکو
ایسا بیتاب جو سب لوگون نے پایا مجکو

۵۰
مری تسکین کو سب مجکو وہ سمجہانے لگے
آتش دلکو مری اور بہی بہڑکانے لگے

مضطرب حد سے سوا اسکو جو پایا مین نے
اونکی تسکین کو کہانا تو منگایا مین نے
ضبط کرکے وہ غم و رنج بہلایا مین نے
پر بجز غم کے ذرا کچہ نہ کہایا مین نے

۵۱
ساتہ صحت کے میسر جو مری دید ہوئی
یہ خوشی اونکو ہوئی جیسی کہ اک عید ہوئی

بولے احباب ذرا حال تو کہیے اپنا
کسلیے مائل ہوئے اور کس پہ ہوئے تم شیدا
کسلیے آپ نے اپنا یہ برا حال کیا
جلدی سے کہیے کہ بیتاب سب ہے دل بہر خدا

۵۲
حال دل اپنا غرض اونکو سنایا مین نے
روکے سب اوسکا پتا اونکو بتایا مین نے

سنکے وہ بولے اسیواسطے بس مرتے تہے
بس اسیواسطے یہ سرد نفس بہرتے تہے
نالہ و آہ اسی واسطے تم کرتے تہے
موت سے بہی نہین تم اپنی ذرا ڈرتے تہے

۵۳
جستجو مین لگی اوس شوخ کی ہم جاتی ہین
ڈہونڈہ کر اوس ستم ایجاد کو لا دیتی ہین

وہ گئے اوسطرف اور اسطرف اپنا تہا یہ حال
اک گہڑی ایسی گذرتی تہی کہ جیسے اک سال
غم و اندوہ سوا ہوتا تہا اور رنج و ملال
موت کا کرتا تہا خالق سے ہر اک لحظہ سوال

۵۴
کیا خرابی سے مری عمر بسر ہوتی ہے
شب تڑپتے ہوئے فرقت مین سحر ہوتی ہے

آتش ہجر سے ہر لحظہ جگر جلتا تہا
دل مجروح پہ اک خنجر غم چلتا تہا
ہر گہڑی کوئی کلیجے کو مرے ملتا تہا
فرقت یار کا صدمہ مجہے کیا کہلتا تہا

شعر

شمع کا حال تھا ہر وقت مرا فرقت مین
ڈنکے غم مین ہمین رہتا تھا گہرا فرقت مین

پھر دلدار کا صدمہ جب مجھے تڑپاتا تھا
آ نسیے آپ مرا دل بھی بھر آتا تھا

تن بدن آتش فرقت سے پھکا جاتا تھا
منہ کو آتا تھا کلیجا جو مین گھبراتا تھا

شعر

[illegible]

اتنے مین یار دوستون نے آ کے اوٹھایا مجھکو
اوسی گھر کا جو پتا تھا دیا مجھکو

مژدہ وصل صنم سب نے سنایا مجھکو
شادی وصل سے اوس گل کو ہنسایا مجھکو

شعر

پھر لگے کہنے کہ ہم عام نہین لائی ہین
تو مبارک ہو کہ ہم اونکو بھی لے آئی ہین

لا کے پہلو مین مرے اوسکو بٹھایا آخر
گل خندان نے مری دلکو ہنسایا آخر

مجھکو اوس عیسی دوران نے جلایا آخر
حال مین نے دل مضطر کا سنایا آخر

شعر

شکوی ایام جدائی کے بہم ہونے لگے
گلے مل ملکے بہت درد بہم ہونے لگے

رونے دھونے سے غرض ہمنے جو فرصت پائی
پھر تو احباب نے میرے بھی فراغت پائی

دل مضطر نے مرے رنج سے راحت پائی
اپنے گھر جانیکی اون یارون نے مہلت پائی

شعر

ہوئے اسکے وہ غم و رنج گیا دلکا ملال
ہنسی ٹھٹھی مین بسر ہوتی ہے ہین شاد دکمال

میری پہلو مین جو وہ رشک قمر رہتا ہے
درد پہلو نہ کبھی درد جگر رہتا ہے

شمع رخسار سے روشن مرا گھر رہتا ہی
سامنا عیش کا اب آٹھ پہر رہتا ہے

سیر کرتا ہون کبھی ورد کبھی بوس وکنار
لوٹا کرتے ہین مزے وصل کے ہم لیل و نہار

ق

میری مالک کی رہے مجھ پہ عنایت کی نظر	اب دعا ہے یہی خالق سے مری شام و سحر
غم و اندوہ کی اصلا نہ ہو اب مجھ کو خبر	زندگی جذب کی اک لطف سے ہو جائے بسر

مثل بسمل دل مضطر نہ کبھی بسمل ہو
فرقت یار کا صدمہ نہ مجھے حاصل ہو

تمام ہوا

جوش

تخلص ہے نواب احمد حسن خان عرف
اچھی صاحب کا خلف الرشید ہیں نواب
محمد مقیم خان مرحوم کے ابن نواب محبت خان
مغفور ابن نواب حافظ الملک رحمت خان
بہادر سیر ور والی ملک کٹھیر ساکن شہر لکھنؤ
محلہ رستم نگر متصل درگاہ جناب حضرت
عباس علیہ السلام اندرون کٹرہ نواب
محبت خان مرحوم شاعر خوش فکر عمدہ کلام ہیں فقط



۱
یاد ایام کہ کچھہ غمسی سر و کار نہ تھا — عشقکی نام سی دل اپنا خبردار نہ تھا
آنکھہ سی جوش روان آنسوونکا تار نہ تھا — کاہش ہجر سی کاہیدہ تن زار نہ تھا

کیا ہی عشرت مین شب و روز بسر ہوتی تھے
دین کا ہوش نہ دنیا کی خبر ہوتی تھے

۲
شمع رویون پہ دل زار کا آنا کیسا — جان کو صورت پروانہ جلانا کیسا
داغ پر داغ نیا روز یہہ کہانا کیسا — جی عبث آتش فرقت مین کہپانا کیسا

ایکدن عیش کا برسونکی مصیبت کسکی
سحر وصل کہان کی شب فرقت کسکی

۳
عشق ہی باعث اندوہ و غم و رسوائے — گرد اسکی جو پھرا اوسنی اذیت پائے
رابطہ گرچہ بڑہایا تو یہہ آفت آئے — کہ رہی دلپہ نشان رنج و الم کی چھائے

اسکی سودی مین اگر سود ہو سودا نکرے
اسطرف کعبہ ہو ای قبلہ تو سجدا نکرے

۴
عشق دریا ہی وہ آفت کا عیاذاً باللہ — جسکی ڈوبی نہین وچھلی کہین خالق ہی گواہ
صورت موج ہوئی سیکڑون تیراک تباہ — ہاتہہ آئی نہ کسی کو بہی کبہی اسکی تہاہ

حضرت خضر نی پایا نہ کنارا اسکا
دہار ہی خنجر جوشش آب کی دہارا اسکا

کہین صورت معشوق عیان ہوتا ہے	کہین عشاق کے سینے مین نہان ہوتا ہے
بنکر افسانہ کہین زیب بیان ہوتا ہے	کہین دلسوز کی آہو نکا دہوان ہوتا ہے

اسکی سایہ سی اوڑی ہوش پریزادونکے
مطلب دل نہ بر آئی کبھی ناشادونکے

گیسو و رخپہ کسیکے جو طبیعت آئے	سر پہ اک ٹہی بٹہائے نئی آفت آئے
پہنس گیا پیچین سو طرح کے شامت آئے	صبح عشرت تو گئی شام مصیبت آئے

لا دوا ہی یہہ مرض اسکی دوا مشکل ہے
ملک الموت ہی آئے تو شفا مشکل ہے

دل کا آجانا حقیقت مین ہی اک تیر خدا	کچہہ بشر کو نہین آنکہون سے دکہائی دیتا
اوسکے نزدیک برابر ہی برا اور بہلا	سچ ہی یہہ بات بلا ریب نہین جہوٹ ذرا

سنین احباب بدل کچہہ مین بیان کرتا ہون
ہین جو اسرار نہان اونکو عیان کرتا ہون

تہی کبہی ایک پریزاد سی الفت مجکو	اپنی تاثیر دکہاتی سے تہے محبت مجکو
جانتا تہا بخدا رونق صحبت مجکو	ہان سلیمان زمان کہتی تہی خلقت مجکو

میری پہلو مین وہ گل صبح و مسا رہتا تہا
مین ہی بلبل کی روش اوسپہ فدا رہتا تہا

جام می بہر کے پلاتا تہا وہ مجکو ہر بار	نشی کی دہن مین ہی کیفیت لوسش کنار
رنج کا نام نہ آتا تہا زبان پر زنہار	میری فرقت مین کسیوقت نہ تہا اوسکو قرار

لب سی لب سینے سی سینے جو ملی رہتی تہی
دور محفلسی جدائی کی سگلے رہتی تہے

پنجشنبہ کو جو درگاہ مین وہ آتا تہا	اپنی ہمراہ مجہی گرچہ نہین پاتا تہا
صدمہ ہای الم و رنج سی گہبراتا تہا	غصی ہو کی سے بیساختہ فرماتا تہا

جوشش نے اب مجھے صورت بھی دکھانا چھوڑا
آج سے بیٹھے تو درگاہ کا آنا چھوڑا

درد ہوتا تھا اگر سر میں ہماری پیدا
دم بدم مصحف رخسار کی دیتا تھا ہوا
اسکی صندل کو لگاتا تھا وہ ہر صبح و مسا
ہر گھڑی پھونکتا تھا پڑھ کی دعائیں جدا

بار غم سے دل نازک کو قلق رہتا تھا
رنگ رخسارۂ گلرنگ کا فق رہتا تھا

بارہا پیار میں از راہ محبت یہ کہا
بلکہ ہر بار خدا سے بھی میری یہی دعا
زندگی تک کبھی دم بھر نہ ہونگا میں جدا
تیری ہی سامنے ہو سوی عدم کوچ مرا

سوگ میں تیری نہ اللہ بھائی مجھکو
گور کی شکل ان آنکھوں سے دکھائی مجھکو

اوسکی باتیں تھیں محبت کی جو منظور نظر
نیر حسن چمکتا رہے ہر شام و سحر
جوش الفت سے میں کہتا تھا کہ اے شکل قمر
مجھسے سو لاکھ تصدق ہوں ابھی قدمو پر

غیر کے سمت اگر دیکھوں تو اندھا ہو جاؤں
بولوں جو تیری سوا اور سے گونگا ہو جاؤں

سینے پر داغ محبت کو عیاں کرتا ہوں
سر میں سودائی جنوں خیز نہاں کرتا ہوں
تیری رہنے کی لیے دل سا مکاں کرتا ہوں
شعر یہ آٹھ پہر ورد زباں کرتا ہوں

کوچۂ زلف مسلسل میں گرفتار رہوں
مردم چشم فسوں ساز کا بیمار رہوں

دلکو اب جوشش کی ہی صف سراپا منظور
دیکھلی کوی جو شفاف جبین پر نور
حسن و حسن کہ پہنچی نہ جسے عارض حور
شام غربت نظر آئی سحر جلوۂ طور

زلفیں بکھری ہوئی عارض کی قریب آتی ہیں
ناگنیں گلشن فردوس میں لہراتی ہیں

ط۱۶

لب جان بخش سی شرمندہ عقیق یمنی — ہی بجا کہئی اگر دانتونکو ہیرکی کنی
شوخیان چشم کی دیکھین جو غزال ختنی — ہوش اوڑین کہائین جو ہین نیزۂ مژگان کی انی

قاتل خلق ہے شمشیر تبسم کی چمک
ناک کی کیل کی ہیرونمین ہی انجم کی چمک

ط۱۷

کیا ڈہلی نور کی سانچیمین ہے گوری گردن — سحر عید کی جلوسی زیادہ روشن
قہر ہی چال کا انداز قیامت کی چلن — رہگذر نقش قدم سی ہے زمین گلشن

چاند ہی دیکھکی سینی کی صفا کٹ جاے
قرص خورشید مقابل ہو تو رتبہ گہٹ جاے

ط۱۸

ساعد و بازوی ہمیشل ہین نازک ایسے — شاخ گل جسکے نزاکت کو نہ اصلا پہنچی
غیب و انکو بہی نہ مضمون کمر ہاتہہ آتے — صرف ہین تار نظر دام مین اس عنقا کی

سب حسینان جہان گرد ہین نایاب ہی وہ
ناف ہی یا کہ یم حسن کا گرداب ہے وہ

ط۱۹

چہاتیان سخت جو سینی پہ ہین اوسکی موجود — ثمر نخل جوانی نے یہ پکڑی ہے نمود
دسترس اپنا بہی اوس تک ہو کہین شد ود — دیکہکی قد کو ملک پڑہتی ہین ہر بار درود

ساق کی وصف کی ہے شمع گواہ کامل
ہان کف پاسے خجالت زدہ ماہ کامل

ط۲۰

مسی و آئینہ و سرمہ پاانسی نہین ذوق — تنگ پوشاک سی مطلب ہے نہ خود بینی کا شوق
سادگی نام خدا یار کی ہے سب پہ فوق — رات دن زیب گلو رہتی ہین منت کی طوق

کبہی شانی سے نہین زلف کو سلجھاتا ہی
دل عشاق ہر ایک پیچ مین اولجہاتا ہے

ط۲۱

غیرتین وید کی معشوق بنایا اوسکو — ناز کا طرز نہ آتا تہا سکہایا اوسکو
دلبری کا جو طریقہ تہا بتایا اوسکو — وقعیت جس سے نہ تہی سب جتایا اوسکو

غمزہ و عشوہ و انداز مین کیا طاق ہے آپ
دلفریبی و خود آرائی مین مشاق ہے اب

بند ۲۲
ابتو ہر مہ اوسی منظور نظر رہتا ہے
شغل آرایش تن آٹھ پہر رہتا ہے
شوق خوبینی کا ہر شام و سحر رہتا ہے
اک نہ اک آگی وہان روز ہی مر رہتا ہے
دیکھ کچھ اور ہے اطوار ہین ایدل اوسکی
راتدن رہتا ہی آئینہ مقابل اوسکے

بند ۲۳
ہر جگہ وہ مہ نو ابتو پہرا کرتا ہے
رات بہر سیر شب ماہ کیا کرتا ہے
شہر مین حسن کو انگشت نما کرتا ہے
ہان رقیبان بد اختر کا کہا کرتا ہے
مجہسے سوچ بچار وسے بگڑ جاتا ہے
صلح کی بات جو کہتا ہون تو لڑ جاتا ہے

بند ۲۴
شہرہ حسن ہی ابتو سر بازار اوسکا
شکل سی ہے ہر اک طالب دیدار اوسکا
یوسف مصر ہے سو جانسی خریدار اوسکا
اک زمانہ ہے بدل آج طلبگار اوسکا
اپنی انداز پہ کس طرح اوسے ناز نہو
دل مین مغرور رہے بہلا کیون بت طناز نہو

بند ۲۵
ملتمس کوئی ہی کہ کوئی لیجئے فدویکا سلام
بہیجتا ہی کوئی نادیدہ زبانی یہ پیام
کوئی کہتا ہی کہ ای شاہ حسینان میرے غلام
لی خبر جلد کہ اب عمر دو روزہ ہی تمام
طالب دید ہین ایجا ہی کسی عاشق کا
جان دینے ہی منشا ہے کسی عاشق کا

بند ۲۶
کہینچتا ہی کوئی دلسوختہ جلکے دم سرد
کوئی چپ بیٹہا ہی اک سمت کو با چہرہ زرد
کہہ رہا ہی کوئی بیمار کہ سینہ مین ہی درد
کوئی پڑہتا ہی باواز ملائم یہ فرد
ای نسیم سحر آرامگہ یار کجا است
منزل آن مہ عاشق کش عیار کجا است

دیکھا جب اوسنی کہ دم بھرتی ہیں اغیار مرا — اسکو یوسف کی طرح گرم ہی بازار مرا
ایک عالم ہی دل و جان سی خریدار مرا — سرکشی پر ہی بہت شعلۂ رخسار مرا

امتحان کا جو ذرا دلمین خیال اوسنی کیا
پہ جواب اوسکو ملا جس سے سوال اوسنی کیا

سیم و نقرہ و الماس و طلائے احمر — نقد دل و دولت دین پارۂ یاقوت جگر
سب یہ کیا مال ہین ای غیرت خورشید قمر — کیسۂ جسم مین ہے گوہر جان مضطر

رونمائی مین اسے دون جو دکھاؤ رخسار
پردۂ شرم و حیا سے نہ چھپاؤ رخسار

سنکے ان باتونکو پھولا وہ گل رشک بہار — ایک میری نہ سنی مینے کہین لاکھ ہزار
پھرہ باغی بدخواہ رہا بوس و کنار — بلبل خاطر غمگین کو نہایت ہوا خار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اوس پریزاد کی غصے مین بنا دیوانہ — دل ناشاد کو مرغوب ہوا ویرانہ
قیس و فرہاد کا سب بھول گئی افسانہ — ذکر بلبل نہ کہین تذکرۂ پروانہ

شور ہے چار طرف اب مری رسوائی کا
شغل ہے آٹھ پہر بادیہ پیمائی کا

یاد آئے جو کبھی وہ گل رخسار مجھی — شوق دیدار نی اسطرح کیا زار مجھے
وحشی آبلہ پا جانتی ہین خار مجھے — اس صعوبات پہ لاحق ہی یہ آزار مجھے

شکل بلبل کے نکلنی لگی نالی دل سے
اشک حسرت صفت شمع نکالی دل سے

ہی یہان لخت جگر ہونی کی تیاری — گرم رہتا ہے وہان جلسۂ بادہ خواری
ورد اپنا ہے یہان نالہ و آہ و زاری — ہین وہان قہقہے ہر وقت ہی جاری

لب پہ ہی شور و فغان دلمین نہان حسرت ہے
شعر خوانی کی وہان آٹھہ پہر صحبت ہے

۴۳۲
اس تپ غم نی بنادی ہی مرہ حالت اپنے
صورتِ مردہ صد سالہ ہی صورت اپنے
ہوش کا کوچ ہوا سلب ہے طاقت اپنے
زعفران زار خزان دیدہ ہی رنگت اپنے

وقت آنست کزین دار فنا درگذریم +
کاروان رفتہ و ما نیز براہِ سفریم + ++

۴۳۳
دیکھکر حال زبون مجھسی شفیقون نی کہا
ورنہ اس درد و غم اندوز نی گھیرا ہی برا
تو بہی اپنی دل محزون کو کسی سی بہلا
جان جائیگی تری یار کا کیا جائی گا

اس سی وصل بت یکرنگ رہے مد نظر
لشکر ہجر سی یان جنگ رہی مد نظر +

۴۳۴
اونکی سمجھانیسی کچھ آیا مری دلمین خیال
ڈہونڈہا اپنی لیی معشوق حسین نیک خصال
ناخن فکر سی کہولی گرہ رنج و ملال +
جسکی آنکھونسی خجالت زدہ چشمان غزال

اب اوسی شمع پہ دن رات مین پروانہ ہون
ہان اوسی رشک پریزاد کا دیوانہ ہون

۴۳۵
دی ہی اوس بت کو خدانی وہ محبت میرے
ایکدم بہر جو نہین دیکھتا صورت میرے
نہین منظور نظر رنجش فرقت میرے
در و دیوار سی رہتی شکایت میرے

لیکے رخصت کہین گر لمحہ کو مین جاتا ہون
پہر جو آتا ہون تو بیچین اوسی پاتا ہون

۴۳۶
راز مستور مرا جبکہ یہ مشہور ہوا +
پیش چشم اوسکی زمانہ شب دیجور ہوا
سنکے آزردہ نہایت بت مغرور ہوا
نشۂ کبر جو سر مین تہا وہ سب دور ہوا

میری لینے کے لیی آدمی اپنا بہیجا +
مندرج جسمین یہ مطلب تہا وہ نامہ بہیجا

۳۸
آج اے جوش اگر تو نہ یہاں آئیگا
لاکھ ڈھونڈھیگا جہاں میں نہ کبھی پائیگا
دیکھ پچتائیگا پچتائیگا پچتائیگا
سیر ہو جائیگا جبتی سی یہ غم کھائیگا

جو آنا تراے غیرت مجنون ہوگا
جان جاتی رہیگی تجپہ مرا خون ہوگا

۳۹
دل پر خوف میں یہ سنکے بہت آئی ہراس
خود قدم او ٹھگئے باقی نہ رہی ہوش وحواس
ربط سابق کا جو تہا مد نظر تہوڑا پاس
پی گئے حسرت دیدار بھی بی وسواس

شادمان دیکھتی ہے وہ بت بی پیر ہوا
ہاتھ کس ناز سی پہیلاکے بغلگیر ہوا

۴۰
پہر کہا ہنسکے کہ یہ خلق تمہاری کبھی
گل تازہ کوئی ثابت ہی کہلایا تمنے
دور از حال کبھی پاس نہ آئی میرے
مثل بلبل ادھی سے لطف اوٹھائی ہوگے

جلوی مردیکے قسم ہانکھیں دیتا ہوگا
سیکڑون قول نہ آنیکے وہ لیتا ہوگا

۴۱
کیونجی تہا میرے تمہاری تو یہی قول اقرار
تم تو کہتی ستہے اگر جورہی آئی اکبار
بنگئی اور ریرزادکے جو عاشق زار
بی تری آنکہ اوٹہاکر نہ میں دیکھون تہا

اب کہاں بولیں وہ عہد وہ پیمان گیا
جو حقیقت تہی تمہاری میں ادہی جان گیا

۴۲
تہامکی دلکو یہ سید ہا سا جواب ایک دیا
پہلے کسنی مری گردن پہ چہری کو پہیرا
واہ جی واہ اسے کہتی ہیں شکوا ادلنا
ابتو میں جانتا ہون یاد نہوگا اصلا

تونی وہ خار دیے ہین مجھے اوغنچہ دہن
دل من داند و من دانم و داند دل من

۴۳
ایک جہاں آگی بہلا حسن کا خواہان کب تہا
آگی تو غیرت بلقیس و سلیمان کب تہا
آگی مرتا یون کوئی گبر و مسلمان کب تہا
آگی ہر جن و بشر تابع فرمان کب تہا

جان من ہمنی ہے معشوق بنایا تجھکو
عشوہ و غمزہ و انداز سکھایا تجھکو

۴۴۴

میری الفت سی زمانہمین ہوا تو مشہور
جن ہی یا آدم خاکی ہی پری ہی یا حور
ورنہ اتنا کوئی جانتا تھا او مغرور
پھو نکتا ابتو ہی بڑہ بڑہکی ہر اک سو ر گڈ ور

آگی یون اوج پہ یہ حسن کا تارا کب تھا
آگی خون دل عشاق گوارا کب تھا

۴۴۵

آگی ایسی تو پہنتا تھا نہ انگیا بھاری
زینت پای حنائی تھا نہ جوتا بھاری
اوڑہتا تھا نہ کبھی ایسا دوپٹا بھارے
زیب سر رہتا تھا اسطرح نہ جھمکا بھارے

کب لب لعل پہ مسی کی دہڑی رہتی تھی
شائق دید نہ مخلوق کھڑی رہتے تھے

۴۴۶

آگی سایہ سی جھجکنا نہ تجھی آتا تھا
صورت برق چمکنا نہ تجھی آتا تھا
بیٹھی بیٹھی یہ مسکنا نہ تجھی آتا تھا
مثل شعلہ کے بھڑکنا نہ تجھی آتا تھا

آگی رنگینی کا یہ شوق کہان تھا تجھکو
آگی خود بینی کا یہ ذوق کہان تھا تجھکو

۴۴۷

جبکہ اس طور کے اطوار نظر آئی تجھ
رند و بد وضع طلبگار نظر آئی سب مجھے
ہان نئی روز خریدار نظر آئی سب مجھے
سیکڑون طالب دیدار نظر آئی تجھ

تنگی مجبور کیا تجھسی کنارا میتے
ڈہونڈہا اپنی سیلیے ایک او رپیارا مینے

۴۴۸

پھول گرتی ہین منہ سے جو ہو گرم گفتار
ایسا طرار ہی ای غیرت گل رشک بہار
طرز رفتار پہ مفتون تدرو کہسار +
تو کہی اک اگر اوسکو تو سنائی وہ ہزار

قد قیامت ہی بلا زلف ہی رخ لالہ ہے
اور تو کیا کہون آفت کا وہ پرکالہ ہے

استغنا سر محفل جو لطیفے بولے
مثل تصویر سے گلے شرم سے بت بنجاے

دم ترا بند ہوا اک بات نہ منہ سے نکلی
بیٹھی بیٹھی تجھی کچھ بن نہ پڑے اوٹھ بھاگے

قہقہی ایسے لگاے کہ رولا دو تجب
چٹکیو نمین وہ جگت بازا وڑا دی سبکو

کہنکی یہ عینی کھا ای بت خورشید لقب
اوسکے حق مین یہ جدائی ہی مری سخت غضب

لی خدا حافظ جان ترا مین گہر جاتا ہون اب
گذری ہوگی دل نازک پہ بہت رنج و تعب

راستہ ٹہیا ہوا دیر سے تکتا ہوگا
جانی کیا غصے مین اوٹہہ او بہکی وہ بکتا ہوگا

بعد ازین قصد کیا مینی سے چلے جانیکا
کیا قصور اب بہلا مجہسی ہوا تہا تیرا

ناز سے کہینچکے دامن کو مری یون کہنچ لا
بی سبب آج سنائین ہین جو باتین صدہا

غیر کے ملنے کی تہمت تہی یہ میرے اوپر
مین تو سو جلسے قربان ہون تیرے اوپر

اب تو جسطرح سے کہے اوسکو بجا لاؤنگین
جلکی درگاہ مین یہ آج قسم کہاؤن مین

نہ یقین آے تو قرآن اوٹہا لاؤنگین
جو خلاف اسمین ذرا سا بہی ہو مرجاؤنگین

جہوٹ سے سچ میرا خدا اسکو دکہا دینا تو
ورنہ اس کافر بدظن کو سزا دینا تو

پہر بنا وٹسی بگڑکر یہ جواب اوسکو دیا
بہول سکے بہی نہ کبہی ہای غضب یاد کیا

مین وہی ہون تو سمجہتا تہا جسی دلمین برا
آج کیا ایسی عنایت ہوئی للہ بتا

خوب مین جانتا ہون ای بت سفاک تجہے
اور کوئی بہی نہ سمجہا بجز اخاک تجہے

صدمۂ ہجر اوٹہاتا ہی ابہی یاد ہے مجہے
دلنشین وزسکے پاتا ہی ابہی یاد مجہے

بی سبب تیرا ستاتا ہی ابہی یاد ہے مجہے
آہین کر کر کے گلہ ملاتے ابہی یاد ہے مجہے

اب مین کافر ہون اگر تجھسے لگاؤن دلکو
شمع کیطرح سے کیون مفت جلاؤن دلکو

۵۵۲

مجھسے از بہر خدا ترک ملاقات رہے
اور کے پہانسنے کی مد نظر گھات رہے
واسطے میرے نہ اب فکر مدارات رہے
جان جاۓ تو بلا سے مگر اک بات رہے

دل مرا پھر گیا ہے او بت ترسا تجھسے
بخدا اب نہ ملون گا نہ ملون گا تجھسے

۵۵۳

سنکے باتون کو مری آگ بگولا ہونا
توبہ ہے کیا حال کہ ہوگی مجھے جسکی پروا
صورت برق تڑپکر یہ شرارت سے کہا
لاکھون پھرتی ہین زلیخا کیطرح دم میرا

ہوگی خود یوسف ثانی تری رکھون مین جاہ
اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ

۵۵۴

مجکو بھی مد نظر دل سے خوشامد میری
ہان جو کہتا تھا خسارہ دکھا دیتی تھی
اور مین بھول کے بھی بات نکرتا تھا کبھی
با لعوض اوسکی دکھاتا تھا مین اپنی بے رخی

پس دیوار پھٹکنے نہ تجھے دیتا تھا
ہاتھ سے تیرے گلوری بھی نہین لیتا تھا

۵۵۵

منہ لگانے سے ملے تجکو یہ اسنے تقریر
جا ہوا کہا کہ بت کی مرے عزت توقیر
ایسی بیباک جو آجاتی ہی ہر دم تقریر
اور ہوتا تو سزا دیتا نکرتا تاخیر

خیر اچھا ہوا جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا
مجکو اب جان یہ تو ملین کہین ڈوب موا

۵۵۶

اوسکو ہی ہی کری بولی جو کبھی پھر مجھسے
جو میری آرزو رکھی اوسی مردہ دیکھی
گور مین گاڑی اوسی جو یہان زندہ آۓ
حلوا اوس شوخ کا کھا لی جو مرا نام لیے

میری کوچے کی طرف سے نہ نکلنا زنہار
اک قدم دیکھ نہ اس راہ مین چلنا زنہار

۶۰
جا خدا کی لئی جی چاہی جہاں جان سے بچے
جان اوسی چشم و چراغ دل و جان جان تجھے
بس وہی نام رہی ورد زبان چاہئے
یاد رکھ بھول کی آنا نہ یہاں جان مجھے

۶۱
تجکو پروا اگر اکبار نہ میرے ہوگے
کبھی سو بار نہ خواہش مجھی تیرے ہوگے

ہنسکے اوس کافر بی پیر سی پھر عینی کہا
بخدا تیری ہی ملنی کا تھا سارا جھگڑا
ایک اسی فقر یمین یہ دشمنوں کا حال
ورنہ معشوق کہان ہم یہاں کد سر

۶۲
تیرے جلنی کی لئی چرب زبانی سب تھے
ہان اسیواسطے کہتا ہون کہانی سب تھے

پھر وہ گل رنگ جان آکی گلے سے لپٹا
ایسے بی پر کے اوڑائی نہ رہی ہوش بجا
تو بھی اک شخص بڑا جعلیہ ہے فرمایا
یہ بکھیڑا تھا فقط میرے لئی آج کہا

۶۳
دل غمگین مین اب آرام ذرا آنی دیے
رنج کا نام نہ لے پھر خدا جانے دیے

قصہ کوتاہ غم و درد و الم دور ہوئے
ہم بہت شاد ہوئی خوش ہوئی مسرور ہوئے
پھر یہاں وصل کے سامان سبھی ہو
جو کلام آئے زبان پر اوسی منظور ہوئے

۶۴
اب وہی ہم ہین وہی ہے وہی صحبت ہے
وہی جلسہ ہی وہی دن ہین وہی عشرت ہے

راغب اوس سمت جو ہی جو کہ ہی مرغوب مجھے
اوس سی سیکھا ہی پسند آیا جو اسلوب مجھے
طالب اوس بات کا ہی جو کہ ہی مطلوب مجھے
آپ عاشق ہی بنا سمجھا ہی محبوب مجھے

۶۵
اب تو ہر وقت مری پاس رہا کرتا ہے
گوش دل سی جو مین کہتا ہون سنا کرتا ہے

ہاتھ بھی جوشش تری سامنی وہ جوڑتا ہے
ملنے سے حاسد غماز کے منہ موڑتا ہے
رشتہ مہر و مروت کو نہین توڑتا ہے
ہی پشیمان بہت بد وضعی چھوڑتا ہے

جولان

ان کا نام معلوم نہین مگر تذکرہ سراپا سخن سے
اسقدر معلوم ہوا کہ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش
مرحوم کے ہین یہ واسوخت انکا جو شامل مجموعہ ہذا
ہوا ہے اسکے طرز اور مضمون سے دریافت ہوتا ہے
کہ شاعر خوش فکر ہین طبیعت بھی اچھی ہے
سوا اس واسوخت کے اور کوئی کلام
ان کا نظر سے نہین گذرا مولد اور مسکن
بھی انکا معلوم نہین فقط



واسوخت جولان

یا تو وہ دن تھے کہ جب فصلِ بہار آگئی تھی — سیرِ گلشن کو طبیعت مری لہر آتی تھی
وحشتِ دل سوی گلزار جو لیجاتی تھی — نذر کو ڈالیاں پھولونکی صبا لاتی تھی

ساتھ احباب تھی اور زمزمہ پردازی تھی
قہقہے گاہ تھے باہم گہے گلبازی تھی

۵۲

باغِ عالم میں نہ غنچے کیطرح تھا دل تنگ — واشدِ دل سے تھا ہر گل صفتِ آئینہ رنگ
رات دن جوش پہ رہتا تھا گلِ عیش کا رنگ — اوٹھتی ہر رُت و طبیعت سے تھی اک تازہ امنگ

گلرخوں سے چمنِ دہر میں کچھ کام نہ تھا
کسیکا شیفتہ عارضِ گلفام نہ تھا

۵۳

جانتا کاہیکو تھا صرِ اندوہ کا نام — آتی پاتا نہ تھا لب پر کبھی افسردہ کلام
بادہ نوشی سے سروکار تھا ہر رات مدام — روز ہی سیر بسر ہوتی تھی ہر صبح سے شام

سیرِ گلشن تھی بہم دوستوں سے مے نوشی تھی
یادِ گلگشت تھی اور غم سے فراموشی تھی

۵۴

آہ اک بار نہ تھا دامنِ خاطر پہ غبار — روبرو آنکھ کی پھرتا تھا کھلا باغ و بہار
شاہدِ عیش سے حاصل تھی سدا بوس و کنار — یا تو دکھلائی نئی چرخ نے اب لیل و نہار

صرصرِ عشق نے یہ شیفتہ جا لے ڈالی
شجرِ دل کی جدا ہوگئی ڈالے ڈالی

دفعتہ زرد ہوا برگ خزانکی صورت
اوٹھہ گئی پہلو سے اکبار عروس رحمت

گل عشرت سے ہوئی باد بہاری رخصت
چرخ نے اوسکو عوض رنج کے بخشی صحبت

گل پژمردہ کے مانند جھکائی سر ہون
شکل نرگس کے مین حیران و ششدر رہون

۵۶
ہوگئی لال زبان صورت برگ سوسن
چپکے بیٹھے نہ کچھہ یاد رہی سیر چمن

خود بخود چاک ہوا صورت گل پیراہن
صورت طائر پربستہ ہون ڈالے گردن

بگو حلقہ غم صورت قمری دارم
وہ کہ کردست بمن کار مرا دشوارم

۵۷
بحر خون چشم سی ہر وقت پڑا بہتا ہی
قصر تن اشک کی طوفان مین پڑا بہتا ہی

ہاتھہ حیرت سی زنخدان کا ستون بنتا ہے
دل ہی واقف ہی جو کچھہ درد و الم سہتا ہی

طاقت ضبط نماندست خدایا چہ کنم
درد دل با کہ بگویم و مداوا چہ کنم

۵۸
سیل دریای تالم مین گھرا ہون ایسا
موج ہر ایک ہی اک سلسلہ رنج و بلا

نظر آتا کسی جانب نہین ساحل جسکا
دیکھیے خوبی تقدیر دکھائے کیا کیا

آشنا کوئی نہ غمخوار ہے اسوقت مرا
کون جز ذات خدا یار ہے اسوقت مرا

۵۹
کیا کرون کس سی کہون سخت ہون آفت مین پھنسا
سانس کے ساتھ نکلتا ہی دہن سے شعلا

آتش عشق مین دن رات مین جلتا ہون پڑا
ضبط اس سوز نہانی کو کرون تا بکجا

شرح این آتش جان سوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

۶۰
ضبط اب اسکا ہی دشوار خدا ہی آگاہ
جسنے اکدم مین کیے سیکڑون گھر خاک سیاہ

آتش عشق ہے یہ آگ عیاذاً باللہ
گر پڑا مین بھی اسی آگ مین قصہ کوتاہ

جلوۂ حسن جہان سوز دکہا کر مارا
ایک پرکالۂ آتش سے جلا کر مارا

سنہ ١١

گہر مین اوس شوخ کی ہی دخل رانداز ونکا
منہ لگے ہین وہ بہت دور ہے غماز ونکا

چل رہا جوڑ ہی وہان مفسدہ پرداز ونکا
آج کل تیز بڑا فقرہ ہے دم باز ونکا

آتش افروزی کی باتین اوسی سکہلاتی ہین
مدعی میر بطرفسے اوسے بہکاتے ہین

سنہ ١٢

دلمین ہر بار یہ آتا ہے جو ہونا ہو سو ہو
جو جلاتا ہی مجہے مین ہی جلاؤن اوسکو

کر چکا ضبط بہت قصد یہی ہے ابتو
جا کی گہر او سکے کہون سن تو بہلا ای بدخو

پیشتر میری سوا اوسکو تری پروا ستہے
شہرت حسن تری کا ہیکو یون ہرجا تہے

سنہ ١٣

محفل عام مین زرخسار تو جاتا تہا
بات کرنی کسی دنا کس سے تو شرماتا تہا

بی حجابانہ سخن لب پہ نتولاتا تہا
غمزہ و ناز و کنایہ نہ تجہی آتا تہا

وضع دارون کی سخن لاکہہ تو لاوی لب پر
تو وہی ہی کہ ترا حال عیان ہی سب پر

سنہ ١٤

آگی یہ ناز یہ انداز یہ غمزہ کب تہا
مثل خورشید درخشان ترا چہرہ کب تہا

سیر بازار یہ تن تنکے نکلنا کب تہا
تجکو معشوق نہین ظالم کوئی گنتا کب تہا

گرچہ کوئی تو گل اندام گلستانی بود
خوب بفرما کہ کسے بلبل نالانی بود

سنہ ١٥

اسقدر آگی نہ مد نظر آرایش تہی
غیر کی سرمہ سے سواد لمین گنجایش تہی

سادگی حسن خداداد کی زیبایش تہی
ہم بغل تہی دل بیتاب کو آسایش تہی

رنجش کر [illegible]
دل دادہ [illegible] ہاتہون ہی پہرتی ستے

٥١٦

حال ہسیرا جو کسی رات پریشان ہوتا
دیکھتے غنچۂ [illegible] جو مرا پڑ مردہ

آپ بہلاتی تہی تم زلف مسلسل کو دکہا
گل رخسار کا ہوتا تہا وہین رنگ ہوا

تمپہ ہم مرتی تہی اور ہمسی محبت تہی تمہین
چہین صاحب سی تہا اور بندیسی رحمت تہی تمہین

٥١٧

نہ مسی سی لب گلفام کبہی تہے آگاہ
سنبلین لف مین کسی زتہی شانی کو راہ

سوی غازہ نہ کیا کرتی تہی بہولیسی نگاہ
نیک و بد کچہنہ سمجہتی تہے جہانکا واللہ

بہولی بہولی تہی لڑکپن تہا عیان چہرسیے
شوخیان تہین یہ نمودار کہان چہرسیے

٥١٨

منفعل رنگ سی ایماء تہی لب کا پکشتان
ماریپیچ ایسے تہی گیسوی مسلسل مین کہان

جعد شبگون یہ شب قدر کہان تہی قربان
اسطرح چلتی تہی کب مہ سی جبین برافشان

تیغ ابرو سی تری تہا نہین بسمل کوئی
ڈالتا آنکہہ نہ تہا تجپہ ای قاتل کوئی

٥١٩

کب کہی تہا خنجر مژگان سی کسیکا نہ جگر
شوخیان آگی نہ تہین ایسی تری مد نظر

چہریان چلتی نہ تہین اسطرح دل عاشق پر
عشوہ اور غمزیسی زنہار نہ تہی تجکو خبر

چشم فتان تری یون مفسدہ پرداز نہ تہی
گردش مردمک چشم فسون ساز نہ تہی

٥٢٠

رنگ رخسار پہ شوخی نہی یہ کب امیر یجان
خال عارض تہا صداً دیدہ مردم سی نہان

نا کمین دم گل شبو کا تہا بینی سی کہان
شوکت حسن نہ اسدرجہ تہی چہریسی عیان

دہن تنگ سی غنچہ کو خجالت کب تہے
لب نازک کی یہ گلبرگ سی رنگت کب تہے

٥٢١

[illegible]
تہا نشیب ذقن اک ساغر واژون واللہ

[illegible]
بادۂ حسن کو نہ تہا نہ تہی جس سی راہ

سیب جنت سی بھی نایاب ترا غبغب تھا
دسترس خامونکو اسطرحسی وس تک کب تھا
۲۲

غرقۂ چاہ زنخدان دل عشاق نتھے
بی حجابانہ تھی کب سینہ اوٹھا کر چلتے

کب تھی استر مندہ بیاض سحری گردن سے
ساعد و دست نگارین کی کہان تھی چرچے

سینہ و دوش و کمر مین یہ کہان خوبی تھی
کان مین بات نہ یہ تھی نہ خوش اسلوبی تھی
۲۳

ساغر حسن نتھا ناف کا سابق مین لقب
ساق سیمین مین نہ یہ تیج جیسا کہ ہی اب

نور آئینہ زانو نمین صفائی تھی یہ کب
فندق پای نگارین کا نتھا رنگ غضب

چابکی یون تری رفتار مین کب پیدا تھی
تجھپہ اسطرحسی کب خلق خدا شیدا تھی
۲۴

یا یہ انداز تھی کب تجکو خود آرائی کے
تھی نہ غارت گر تسکین و شکیبائی کے

راہ رو تھی نہ کبھی منزل زیبائی کے
تذکرہ ہوتی نہ تھی آپ کی رعنائی کے

عشق اپنا ہوا اس نشو و نما کا باعث
میرا مٹ جانا ہوا تیری صفا کا باعث
۲۵

جانفشانی نی مری تجکو بنایا محبوب
ہوئی بد وضعونسی اکبار یہ صحبت مرغوب

قطع دارونمین جو مشہور رہی خوش اسلوب
کہ ملاقات سمجھتی ہو ہماری معیوب

دن مین چین آپ کو جز بزم خرابات نہین
بادہ نوشی نہ کرو ایسی کوئی رات نہین
۲۶

کوچہ گرد آپ کی اب رہتی ہین ہمراہ تمام
بزم رندانمین تمہین صبح سی پہر تا با شام

شغل ہے بادہ پرستی سی شب و روز مدام
نیکنامی سی نہ مطلب ہے نہ بدنامی ہی کام

ایک دم راہ تامل کو نہین دیتے ہو
دل مین جو آتا ہے فوراً اوسی کر لیتے ہو

اگلی زنہار نہ تھی رسم جفا سے آگاہ
بات کا اپنی نہیں بسکہ تھا ملحوظ نباہ
بیوفائی کو نہ مطلق تھی طبیعت مین راہ
پاس رکھتی تھی مراد نظر خاطر خواہ
آنکھہ مین مردم بد وضع سماتی کب تھی
تھقتی کاہی کو اسطرحسی زیر لب سے تھے
۵۲۸

ہوئی آگاہ جواب رسم سی معشوقی کی
کہتی جو بات ہین اغیار وہی ہو کرتی
یک قلم ترک ملاقات صنم کی ہم سی
ایسی بھولی ہین گویا کہ کبھی یاد نہ تھی
واہ ای شوخ یہی شرط وفاداری ہی
یا تو وہ لطف تھا یا اب یہ جفاکاری ہی
۵۲۹

ہمسی برعکس ہوئی ایسی عیاذاً باللہ
اپنی وعدون کی کیی آپنی کیا خوب نباہ
کہ مری نام کا لینا بھی سمجھتے ہو گناہ
آفرین آفرین صد آفرین ای غیرت ماہ
نہین کہتا کہ برا آپ سے نے مجبوب کیا
اپنی اپنی　　ہی خوشی خوب کیا خوب کیا
۵۳۰

گر کیا کوئی مروت سی سفر بہتر ہے
رنج میرا ہی خوشی آپکی گر بہتر ہے
ہمسی بدلی جو محبت کی نظر بہتر ہے
اب حذر النسی تمہین دیدۂ تر بہتر ہے
تنگ بد وضعی سی ایسا ہون ستمگار تری
اب نہ دیکھونگا مین صورت کبھی زنہار تری
۵۳۱

تو اگر ماہ لقا ہے تو نہین مطلب ہی
کوکب برج صفا ہی تو نہین مطلب ہی
مرض دل کی دوا ہی تو نہین مطلب ہے
سبب دفع بلا ہی تو نہین مطلب ہے
وضع اپنی کبھی ای یار نہ دین ہاتہ سی ہم
جان دین بات پہ زنہار نہ دین ہاتہ سی ہم
۵۳۲

گر یہ سمجھے ہو کہ مجہا نہین دلبر کوئی
یہ غلط فہمی ہی کیونکر کری باور کوئی
کشور حسن مین میرا نہین ہمسر کوئی
قدرت اللہ کی ہی جانتا ہی ہر کوئی

خاتمہ حسن و ادا کا نہین کچھ تمپر سے ہے
ایک سی ایک زمانہ مین حسین بہتر سے ہے
۳۳

خوبصورت سی جہان خالی ہو کیا ممکن ہے | تو تو کیا تجہسی پریزاد سوا ممکن ہے
چاشنی عشق کی بہولو نہین یہ کیا ممکن ہے | مین نہ اور چاہون کسیکو یہ بہلا ممکن ہے

دل لگاتا ہون مین اب ایسی کسی گلرو سے
چمن دہر معطر رہی جسکی بو سے
۳۴

دیکہکر کوئی بشر اوسکو کوئی حور کہے | کوئی خورشید اوسی ہمجہی کوئی نور کہے
ہو کی بیتاب کوئی صاعقۂ طور کہے | قدرت حق کوئی کوئی بت مغرور کہے

سامنا تیرا اور اوسکا ہو کسی محفل مین
عقل زائل ہو تیری سوچ کی کچہہ کچہہ دل مین
۳۵

زلف ایسی ہو سیہ فام بلائی سرم | سائی مین جسکی نہ پہر آ کی کوئی ماری دم
بدر کی روبرو پیشانی کی ہو وشنی کم | رہی مشتاق جسی دیکہنے کا اک عالم

اگر نظر اوسکی تجہی ابروی خمدار پڑے
رشک کی دل پہ دستی تری تلوار پڑے
۳۶

چشم فتانسی تری آنکہہ سدا شرمائی | تیر غم ناوک مژگان سی جگر پر کہائی
سبزۂ خط پہ اگر تیری نظر پڑ جائے | شوق تو یہ تجہی جنجال مین پہنسوائے

سرمہ وا چشم فسون ساز کا تو مفتون ہو
خال شبرنگ جو دیکہی تو ترا دل خون ہو
۳۷

راست بیتی کا الف ایسا میرجان ہووی | دیکہی یاقوت رقم خان بہی تو حیران ہووی
لب گلگون سی خجل لعل بدخشان ہووے | یا انکی لالی سی خون دل مرجان ہووے

لب پان خوردۂ او در نظرت چون آید
آن قدر رشک خوری کز جگرت خون آید

برقِ رخسار وہ گر اپنی دکہا دی تجکو
شوقِ سرگوشی اگر لاکہہ سکہا دی تجکو
آتشِ رشک سی کیا کیا نہ جلا دی تجکو
کان تک یار گر اوسکی نہ آوی تجکو

درِ گوشِ اپنا تہِ زلف وہ گر چمکا دے
اور ایک داغ نیا دل پہ تری غم کا دے
۵۳۹

لبِ شیرین کا مزا مجکو چکہا دی ہردم
نورِ دندان تجہی منہہ ہنسکے دکہا دی ہردم
تلخ کامی کا تجہی جام پلا دی ہردم
لبِ تو دندان تاسف سی چبا دی ہردم

حسن رفتار سی وہ ہوش ترے کو کہووے
اسطرحسی وہ ہنسی مجسی کہ تو رو رو دے
۵۴۰

نظر آجاوی تجہی اوسکا اگر حسنِ گلو
شانی گول اور بہری اوسکی جو دیکہی بازو
شرم کی ماری سدا سر بگریبان رہی تو
سمجہی تو اونکو جی حسن کا مینا و سبو

دسترس ہو نہ ترا شرم سی بیہوش رہی
ہم بغل مجسے سدا وہ بت مینوش رہی
۵۴۱

ہو وی سینی کی صفائی سی خجل نورِ سحر
ہو نشانِ عدمی اوس بت کافر کی کمر
داغِ حسرت تو اوسی دیکہہ کی کہا وی دلبر
رہی کوتاہ سدا جسکی طرف دستِ نظر

چشمۂ ناف وہ اوس بت کا دکہاؤن تجکو
چاہ مین رنج و الم کی جو ڈوباؤن تجکو
۵۴۲

دیکہہ لی تو اگر آئینۂ زانو اوسکا
نظر آجاوی اگر ساقِ بلورین کی صفا
رہی زانوی ندامت پہ سدا سر تیرا
شعلۂ رشک تجہی شمع صفت دیوی جلا

دیکہکر پای حنائی کو تو بسمل ہو وے
منہ ترا اوسکی نہ تلووں سی مقابل ہو وے
۵۴۳

ہو وی اک شورِ قیامت کا نمونہ قامت
تیرِ غمزہ کیا ندی طائر جانکو فرصت
ہر روش مین جو بہری جسکی سراپا آفت
پر نہ لاوی وہ کبہی مجسی کلام فرقت

شیفتہ اوسکا ہوں میں وہ رہی یار مرا
میں ہوں پروانہ وہ ہو شمع شب تار مرا

۳۴۹

اختلاط اوس سی ہی مجکو وہ مجسی مانوس
ہو بغل میں نہ تری طرح لباس مانوس

ہاتہ چومی مری اور میں ہوں اوسکا پابوس
دیکھہ یہ ربط بہم تو ملے دست افسوس

۳۵۰

نب دریا ہی ہوا اور وہ مری آغوش میں ہو
قلزم اشک ترا سیل صفت جوش میں ہو

شب مہتاب ہو گلزار ہوا اور فصل بہار
میں پلاؤں اوسی وہ مجکو پلاوی ہر بار

بزم عشرت ہو مئی ناب ہوای ظلم شعار
ہاتہ گردن میں کبھی ہو وی کبھی بوس و کنار

۳۵۱

دونو جانب سی یہ ہو جوش مئی الفت کا
کہ جسی دیکھہ کی پتلا تو بنی حسرت کا

یاد کر کر کے وفادار کو سیری اے ظلم
ہو جدائی کا مری دل پہ تری ایسی غم

سر وآئین تو بھرے رنج والم سی ہر دم
کہ فراموش کری رسم خوشی ایک قلم

۳۵۲

چاہیی کوئی نہو مونس و ہمراز ترا
ہاں مگر گوشہ تنہائی ہو دمساز ترا

ہوشیں آ تو کدہر ہیاں ہی جولان ترا
نہیں ان خانہ برانداز و سی ملنا اچھا

ایک مٹی کی یہ پتلی ہیں سبھی بت بخدا
دور اس قوم فسون گرسی ہی لازم ہنا

مل نہ تو ان سی کہاں ان لی نادان باز آ
باز آ انکی ملاقات سی جولان باز آ

تمام ہوا

جانصاحب

تخلص ہے میر یار علی صاحب کا ابتداے شعر گوئی سے ریختی کہتے ہین اور محلات عالی کی محاوری اور اونکی زبان کو خوب جانتے ہین انکی ریختی مین غزل کا لطف ملتا ہے پڑہنا بھی ریختی کا انہین پر ختم ہے شاگرد رشید ہین نواب عاشور علیخانصاحب مرحوم کے فی الحال رامپور مین تشریف رکھتے ہین ملازم ہین نوابصاحب رامپور کے یہ واسوخت انہین کی طبعزاد داخل مجموعہ ہذا کی گئی فقط +



واسوخت جانصاحب

۱

عشق کی نام سے مین تو کبھی اگاہ نتھے / کچھہ خبر میرے فرشتونکو بھی واللہ نتھی
دائی بندگی تو گبھی مین پڑی چاہ نتھے / نیک بختون مین رہا کرتی تھی بدراہ نتھی

پاؤن پھیلا کے سدا شام سے مین سوتی تھی
مجکو معلوم نتھا صبح کدہر ہوتے تھے

۲

جھوٹہ کہتی نہین سچی یہ قسم کہاتی ہون / آگ مین غم کی اری لوگون جلی جاتی ہون
کس مصیبت مین پہنسی اوہی مین گھبراتی ہون / کیا کہون کھول کے اس حال کو شرماتی ہون

چین ایکدم نہین آتا ہے خدا خیر کرے
دل کا کچھہ اور ہی نقشا ہے خدا خیر کرے

۳

بیکلی سے جو مجھے چین نہین ہے دمبہر / کچھہ نہ کچھہ ہووے گا گل دل ہی دیتا ہی خبر
چاہ اس بات کی رہتی ہے مجھے آٹھ پہر / مجھہ زلیخا کو وہ یوسف کہین آجائے نظر

روبرو مجھسے کہین آکے وہ اب بات کرے
آرزو نکلے مری دل کی ملاقات کرے

۴

اتنی سے اتنی ہوئی ہوش سنبھالا جو کبھی / مرد و آج تک ایسا نہین دیکھا مین نے
مجکو اس سر کی قسم کہب گیا دلبر میرے / اوسکی تعریف مین کرتی ہون تمہاری آگی

سر سے لی پاؤن تلک حسن کا اوسکے عالم
نور اللہ کا تہا اور کہون کیا عالم

۵

مین فرشتہ کہون یا حور کہون یا غلمان — جن کہون یا مین پریزاد کہون یا انسان

کیا کہون اوسکو مرے عقل ہی ہی حیران — اپنی دلہن کبہی لیجاتی ہون یہ بہی ہین گمان

جن تو عاشق اجی ہوتی ہین پری جلتی ہی

پر فرشتون کی یہان دال نہین گلتی ہے

۶

چاند سا جسمے نظر آیا ہے اوسکا ماتہا — سر پٹکتی ہون ذرا چین نہین دلکو پڑا

اور اون بالون کا جبہ نسی ہوا ہی سودا — پہنس گئی جان بلا مین یہ تماشا دیکہا

دم اولجہتا ہے مرا جیسے نظر آئی وہ بال

میری جندڑی کا پڑی چاہ نگوڑی پہ وبال

۷

مجکو معلوم ہوے بال وہ گہونگہر ولے — رات برسات کی ہے چہٹی ہین اکیا کالے

جٹی جٹی وہ بہوین دیدے عجب متوالی — گر ہرن دیکہے پڑین جان کی اوسکو لالے

سو توان ناک بہی وہ دلکو مری بہاتی ہے

اوسکی نتہنون کی پہڑک ناک مین دم لاتی ہے

۸

عقل نے کان مری کہولی کیا مجہسے بیان — پہری کیا بیٹہی ہی سن بات مری ونادان

حور کی کان کہڑی ہووین اگر دیکہے وہ کان — مینا بازار لگا حسن کے یہ ہے دکان

توبہی دل بیچ خریدار ترا آیا ہے

حسن تو دیکہہ تو اوس لکڑی نی کیا پایا ہی

۹

اوٹہتی کوپل وہ جوانی کا بنا ہی انداز — ہونٹہہ پتلے ہین مسین بہیگتی سبزہ آغاز

گل سے گالون پہ نہین پہولا سماتا ہی ناز — چشم بد دور رہے نام خدا خوش آواز

اوسکے بوسو نگہنے کا کیون جی مین ارمان کرون

سیب جنت کا بہی اوس ٹہوڑی پہ قربان کرون

۱۰

موتی اون دانتون کی تعریف اگر سن پاتی — دائی نیسان کو نہ منہ اپنا کبہی دکہلاتی

سیپ میا ہی کے وہ پیٹ مین مر جاتی — پہوئی نظرون نہ کسی جوہری کو بہر بہاتی

رہتی ہی باپ سدا چھنیان در در کر تین
بالیہان کو اوبو نکی لوہو سمجھ کر ڈر تین

کیا کہون تمسی اجی کیسی ہی وہ ہای زبان
بہینا شیرین نہ بات آئی یہ ہکلاسے زبان

جان آجای مری منہ مین جو وہ آئی بر زبان
میٹھی باتون پہ ہوا او سکی جو آجائی زبان

زہر کو قند کہے قند سے بہتر ہو جاسے
نام میٹھی کا اگر ہو وے تو شکر ہو جائی

کبھی پروار سے بی پر کا لگا ہے جوڑا
لاکہہ ہی ماما مسی سنے کیا آنبر کو ڑا

کام تالو سے کیا کو می سی تاتا ہو نڈا
ساتھ دانتون سنے مسوڑہ ہو نکا نہ ہر گز چھوڑا

پانکی سرخی جو رخون مین نظر آتے ہی
شان اللہ کی وہ سرخی دکہا جاتی ہی

کنٹھہ نکلا نہین ہے صاف صراحی سا گلا
دائی بندیکی نہ کیون ہنسلی پہ ہو جان فدا

ہونٹہ ہے خوش ڈول عجب کلی ہو نکی پانکی ادا
ڈہگدگی دیکھکے وہ پریون کا دم ہی بہڑکا

آنلی چہاتی سے وہ سینہ کہ دم رکہتا ہے
یاد اوس کو نگی ہی اب ہمین غم رکہتا ہی

شان خالق کی ہے شانون کی کہون شان کیا
دلکی بیتابی سے رہتا ہی یہ اب حال مرا

اون بہرے بازوون مین نور کا عالم دیکہا
مچھلی بازو کی او دہر پہڑکی ادہر ان کی پہڑکا

کج ادائی نی بہی اون کہنیو نکے مارے
اب ستم سہنے کا بند یکو ہمین یارا ہے

چاہ اون پہنچو نکی اب گور مین پہنچائی گی
مہندی اون ہاتہو نکی اب رنگ نیا لائی گی

آج کل آئی کلائی سے نہ کل آئی کی
او نگلیان او سکی بہرمی خون ہی ہوا کہا نگی

چور مہندی کی بہتان دہرین گی لوگو
خون مہندیکا وہ ناحق ہی کرین گی لوگو

دمبدم اوسکی بغل کو جو یہ دل کرتا ہے یاد رات دن کرتی ہون درگاہ مین اوسکی فریاد	بغلی کہونسا ہی میری جانکا بیری ناشاد اپنی نندہی گی کہین جلد خدا دیوے مراد

رات جاڑے کی کہین آکی بغل گرم کرے
اوس سے کہل کہیلون مین اور مجہسی وہ شرم کرے

گد گدا اوہی سا وہ پیٹ ملائم شفاف دل گرا اوسمین تو یوسف کی طرح چہہ سے گیا ناف	اور اوس ناف کی کیا مسی کرون مین وصاف مجکو وہ اندہی کہوین سی بہی سوا ہو گئی ناف

جیسے یعقوب کو یوسف کی پڑی تہی لالے
اسطرح دل مرا اب اوسکے پڑا ہے پالے

پھر نہ آیا میرے گہر مین کبہی آکر جو گیا ہان سلاتی گا وہی مجکو جگا کر جو گیا	مڑ کی کروٹ بہی نہ لی پیٹھ دکہا کر جو گیا نیند وہ لی گیا دل مجہسی لگا کر جو گیا

اب لگی ہاتہہ تو مضبوط کمر پکڑونگی
لون گی کولون کی بلائین نہین جانی دونگی

شرم کی بات ہی کیا مردونکی لون خیر کا نام کام لینا ہے جنہین وہ ہوتا ہے یہان کام تمام	جسکے تابع مین یہ رہتی ہین حلال اور حرام دو دو کاغذ مین اسی سوچ مین گہستی ہون مدام

رانون سی رانین ملین پیڑو سی پیڑو ملجائین
جیسے مچہلی ہین ملین ایسے کہ دونو چہلجائین

اس سی تو نی کی جہری کوئی کری مجکو حلال پیاری پیاس ہین عجب پنڈلیان کی چال	غم سی دم گہٹتا ہی آتا ہی جو گہٹنونکا خیال روندا اون پیرونے دل مجہین نہین اتنا بہی حال

مین تو بولا کئی کس کس کی ادا یاد کرون
جینی بہایانی مین اس جینے سے اب ڈوب مرون

مچہیان گہٹنون کی لون ایڑیان آنکہون سی لگان ستونکو پیر کا ناخون ہی اوسکی ہد کہان	تلوہی دہو دہو کی پیون اونگلیان وسکی چہچہاون چہاتی کی بیٹہو لنسی گہائیان اسکی سہلاون

ایکدم پہلو سے اپنے نہ جدا اوسکو کرون
آنکھکی پتلی سے مین پیار سوا اوسکو کرون
٢٤

شاد ہو جاؤن جو دلکی مری آجای مراد
چلّہ باندہ آی جو درگاہ مین تو آی مراد
نامرادون مین ہون خالق کبہی دلوای مراد
صدقے عباس علی کی مری دلوای مراد

دسے غم دور رہے عیش کا سامان ملے
جسکے ملنے کا ہے ارمان سو وہ آن ملے
٢٥

کیا کہون تمسے عجب داغ دکہایا مجکو
گرمیان اور وہنسی کین اور جلایا مجکو
دل لگانا تو ذرا اس نہ آیا مجکو
جسقدر تمنی ہنسایا تہا رولایا مجکو

غم کے لشکر نے مجھے آن کے پہر گہیرا ہے
آج کل اگلا سا پہر حال وہ ہے میرا ہے
٢٦

اوس سی یہ میری زبانی کوئی کہتا نہین آہ
میری چاہت کا بہت خوب کیا تمنے نباہ
اپنی بیگانی تو اس حال سبہی ہین آگاہ
رحمت اللہ کی ہی تمکو یہ نہین چاہیے واہ

تم پہ مین مرتی ہون تم اور کا دم بہرتی ہو
اسکا شاہد ہے خدا جانکے شر کرتے ہو
٢٧

سچ صاحب نے جدائیکا دیا مجکو کمال
پانون گہر سے جو نکالی تو چلی بینڈی چال
اب ملاقات کا گذرا ہی نہین پورا سال
گہر مین رنڈی سے گئی میرا کیا دل پامال

بیٹ سی پاؤن اگر ایسی نگالون مین ہے
ایک کیا دیکھنا گہر سیکڑون گہالون مین ہے
٢٨

پہر دن اب سوتی ہون اور آگی ہنہنا نہین تم
پہولسی گال مری منہ مین لگاتی نہین تم
پاینچا ایسا کیا بہاری کہ آتی نہین تم
منہ بند ہی پائی کلی پہولون سماتی نہین تم

تو سی تمکو کبہی منہ ندکہاؤن مین ہے
آگی ان آنکھون کی ہان یار بلا کہین ہے

تم چھوڑ دوگی اوسی دن نی بھی تمکو چھوڑا | مینی بھی ڈھونڈھ نکالا اجی اپنا جوڑا
سوت کا رنڈیکی حق مین نہین ہی غم تھوڑا | کردیا دلکو جلا کی مرے پکا پھوڑا
تمسے بہتر ہے مجھے یہہ بات مری یاد رہے
میرے جوبن کا بغیچا مگر آباد رہے

۳۰
منہ تھوتھا یا مرے گھر آگی ہوئی آپ ودار | جائی رنڈیکی گھر مین بھی چلی یار کے پاس
سوسی ملوا چکی تم ایک سی کر آئی مساس | نوج ملنی کی تمہاری ہو مرے دلکو ہوس
تم ہو ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور رہے
تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

۳۱
جو مرے دلپہ مصیبت ہی خدا ہی محرم | کیا کہون اگلی محبت کا تمہارے عالم
اپنی بالونمین مری کنگھی تھی کرتی جسدم | چار قل پڑھ کی تم اوس کنگھی پہ کر لیتی تھی دم
میرے اور آپ سے اخلاص کی یہ صورت تھی
بغض سی ڈرتی تھی مجھسی نہ تمہین نفرت تھی

۳۲
ابتو مین دیکھکے صاحب کو بہت ہون حیران | ایک ادنی یہ محبت کا تمہاری ہے بیان
چھیان لی لیکی سہلاتی تھی تم بندیکی ران | دلسی مین آپکی لونڈی تھی مگر آپ تھی جان
آپکے زانو پہ سر رکھکے مین سو جاتی تھی
مجھسے کرتی تھے مساس ایسا کہ ہو جاتی تھی

۳۳
تم پہ مین مرتی تھی اور تم مجھی کرتی تھی پیار | مین تھی محبوبہ تمہاری مگر تم تھی دلدار
آپکے دلسی نہ آتا تھا مرے دلپہ غبار | صاف دل آئینہ سی رہتی تھی دونون ہر بار
مین تو اوباش تھی آپ بھی عیاش تھے
مین بین بین کرتی تھی مارتے تم باش تھے

۳۴
چھوڑ دو رنڈی کو ان باتونسی ہی کیا حاصل | روز کی اچھی نہین ہوتی ہے دوگانا کل کل
آپکا سے مجھے پھرا میرا پھر آپ سے دل | جھوٹ مین کہتی ہون تو کیجیی مجھکو قائل

۳۵

چھوڑن کی سوت پہ مٹی سا بھی کا ہی کلام برا
اسکا آغاز برا اوسکا ہے انجام برا

تم تو موجے سے گرمی مین کرو ن تم سے نرمی
میری گھر آئی گر اس نرمی پر شرم با شرمی
اپنی باتو نسی ہو قائل نہ کرو ہٹ دھرمی
ہوس کی آگ مین ہوتی نہین ایسی گرمی

۳۶

دیکھنا بات پہ اپنی اگر آجاؤن گی
کیسا تگنی کا تمہین ناچ مین نچواؤنگی

یہ ادا تی سے نکالے ہین نرالے انداز
گھر مین تم سوت کے جاتی ہو مری کمو کی نماز
اپنے بدذاتیون سے ایک دم آتی نہین باز
مجھسے اوٹھنی کی نہین آپکی یہ بیجا ناز

۳۷

اوسکی چاہت ہے تو گھر مین مرے آیا نکرو
جھوٹی باتین مرے آگے یہ بنایا نکرو

سفت دنیا کی مزہ مین نکرو دین خراب
دل جلا کر میرا سوتی کا نہین تمکو ثواب
اری لی جن تو ذرا دیکھ یہ نصیحت کی کتاب
ہی بڑی روئی مین آیا ہو مری ظالم عذاب

۳۸

مجھسی دیوانی سے تم او ہی یہ کیا کرتی ہو
دو میانون مین اجی ایک چھری دھرتی ہو

غصہ اب تہوک دو جو کچھ کیا وہ خوب کیا
کیا خطا تھی مری جسکا یہ عوض تمنے لیا
مین تو ہر طرح سے لونڈی ہون تمہین دن بھر
سچ ہی وہ ہو وہی سہاگن کہ جسے چاہے پیا

۳۹

زور معشوق پہ عاشق کا نہین چلتا ہے
ہان مگر جانے والی ہی کا دل جلتا ہے

کل سوا کل کا تہا دن آجکی پر گو سہی ہے شام
دل بھی کچھ صبح سے دیتا تھا خوشی کی پیغام
چاندنی رات وہ اچھی جو ہو دلکو آرام
مین تنہائی ہون کہین آپ بھی پیکر جام

شکر اللہ کا پھر دور ہوئے دل کے رنج
پھر مری حسن کا آباد ہوا دولت گنج

سب مینے جو کچھ کہا واللہ ہی سب جھوٹ خلاف — میرے چوٹی کا کسینی نہیں دیکھا موباف
رنج جب ہوتا ہی دل دونوں نہیں رہتے ہیں صاف — جو کہ ہونا تھا ہوا کیجیے تقصیر معاف

آپکے ملنی کی پھر دھوم سے ہووے شادی
جانصاحب دی مجھے آکے مبارکبادی

تمام ہوا

حکیم

تخلص ہے سید غضنفر علی صاحب کا
خلف الرشید ہیں تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علیخان
بہادر بہادر جنگ اسیر تخلص باشندہ لکھنو کے اور وہ شاگرد
رشید ہیں میان مصحفی صاحب مرحوم کے بزرگ انکے ہمیشہ سے باشندہ
قصبہ امیٹھی منمضافات لکھنو سے تھے منشی صاحب موصوف مشاہیر
اساتذہ لکھنو سے ہیں عہد حضرت امجد علی شاہ جنت مکان
مین میر منشی تھے محکمہ وزارت کے نواب امین الدولہ بہادر
ذوالفقار جنگ مرحوم کی سرکار مین نہایت رسوخ
رکھتے تھے فقط



واسوخت

حکیم

۱

کارخانی عجب اس عشق فسونساز کی ہین — پردی اس ساز مین سو طرح کی آواز کی ہین
کوی آگاہ نہین ہی یہہ سخن راز کی ہین — وہی واقف ہین جو کشتی نگہ ناز کی ہین
کردی چاک جگر سیکڑون شانیکی طرح
رنگ ہر دم یہہ بدلتا ہی زمانی کیطرح

۲

بعد مدت کی دکہای ہی اگر صبح وصال — شام ہوتی ہی نہ پائی کہ دیا داغ ملال
دولت وصل کا منظور اسی جلد زوال — لی پہری عاشق مہجور کو کرتا ہی حلال
کون کشتہ نہ ہوا تیغ سخن سازی کا
جور کس پر نہ پڑا تفرقہ پردازی کا

۳

کوہکن کوہ پہ سرگشتہ محل مین شیرین — قیس آوارہ ہی لیلی رہی محمل مین مکین
حال کچہہ وامق و عذرا کا بہی پوشیدہ نہین — نل کہین اور دمن گردش قسمت سی کہین
خلق پر قصۂ محمود و ایاز آئینہ ہے
ناز یوسف کا زلیخا کا نیاز آئینہ ہے

۴

دام صیاد مین بلبل ہی تو گل زیب چمن — سرو گلزار مین قمری کا قفس ہی مسکن
ذرہ بالای زمین مہر فلک پر روشن — کبہی پروانی کی پرسان ہوی شمع لگن
گر نظر نور اگر دیدۂ انصاف مین ہے
قید زندان مین ہی دیوانہ پری قاف مین ہے

۵

الغرض عشق مین آفات ہین بیحد و شمار — نشہ اس بادۂ پر زور کا ہی عین خمار
یہہ وہ ہی باغ کہ توام ہی خزان اور بہار — روز رہتی ہین یہان دست و گریبان گل و خار

تعزیت خانہ حقیقت مین ہی یہہ باغ نہین
گل بیجا نہین لالہ بیداغ نہین

٥٦

یہہ جو تمہید ہی اس سی ہی یہہ حاصل مجکو
مل گیا ایک جو رشک مہ کامل مجکو
دل مرا مجھسی لیا اپنا دیا دل مجکو
دلستانی مین کیا اپنی مقابل مجکو

بعد چندی کی جو دیکھا تو کوی بات نتھی
پھر گیا یہہ کہ کبھی گویا ملاقات نتھی

٥٧

آہ اوس شوخ کا قسمت نی کیا عاشق زار
ایک جا جسکو نہین برق کی مانند قرار
آئی جب گرم مزاجی پہ وہ خورشید عذار
پھونک دی بینہٗ افلاک کو بھی جنکی شرار

نہین ممکن کہ سکون اوسکو ہو اک آن کہین
دل کہین وہ ہیان کہین آنکھہ کہین کان کہین

٥٨

کام اس دل کو پڑا طرفہ بت مہوش سی
برق سی تیز کہین گرم کہین آتش سی
شعلۂ طور کو نسبت نہین اوس کش سی
دیکھین ہو سی جو اوسی آنکھہ نکھولین غش سی

دل کو کیا اوس سی نظر آئی تسلی کیطرح
پھونک دی طور کو جو برق تجلی کیطرح

٥٩

لو بیان کرتا ہون وہ قصۂ عبرت آمیز
تازہ افسون ہی یہہ افسانۂ شورش انگیز
ایک زن سی ہوی صحبت کہ وہ تھی آفت خیز
گرم صحبت جو ہوی شوق کی آتش ہوی تیز

دل مین رسکی کیطرح بسکہ نظر بیٹھہ گئی
بڑہ گئی ایسی ملاقات کہ گھر بیٹھہ گئی

٦٠

بیبی دلدار اوسی جانکی دلداری کی
رسم جو مہر و محبت کی تھی وہ جاری کی
بزم پر نور ہوی جشن کی طیاری کی
شمع آئی تو شبستان سی گئی تاریکی

قلب صافی مین کدورت کا کوئی ڈھنگ کہان
صاف صیقل ہی جو آئینہ ہو پھر زنگ کہان

واسطی اوسکی مہیا کئی ساماں کیا کیا | فرش و اسباب سی آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستاں کیا کیا | چاندی سونیکی قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا دو مینیاں سامنی گانی کی لیے
ساز سب طرحکی موجود بجانی کی لیے
۱۲

اسقدر جامۂ زیبا کہ نہیں جسکا حساب | پیرنیاں حد سی زیادہ خز و دیبا نایاب
اطلس ایسی کہ نہ ہو اطلس چرخ اوسکا جواب | خواب اوڑہی دیدۂ انجم سی حضور کمخواب
گوٹا پٹھا بنت انمول کناری بہارے
جوڑی طیار کیی سیکڑوں بھاری بھارے
۱۳

جو ندیکھی ہوں فلک نی وہ مرصع زیور | رشک عقد ثریا کو وہ سلک گوہر
مانند فیروزہ سی فیروزۂ چرخ اخضر | لعل و یاقوت کی انبار ادہر اور ادہر
شاخ مرجاں کیطرح دست ہوس کاٹ دیا
مجتمع اتنی جواہر کیی گھر پاٹ دیا
۱۴

نرم کردیں دل مریخ وہ پرزیب کڑے | جو لگائیں دل زہرہ کو بھی چھڑیاں جھڑکے
آگی وہ ماہ دو ہفتہ ہیں جو رتنی سی بڑے | دیکھی پازیب تو خورشید فلک پاؤں پڑی
ڈھنگ بالوں سی عیاں دائرۂ نور کی تھی
بینی وہ برق کہ بینی شجر طور کی تھی
۱۵

وہ خواصیں کہ جو آراستہ زیور سی تمام | وہ چلبلیں کہ می حسن سی سرمست مدام
جنکی دیوانی ہیں غلماں وہ پریچہرہ غلام | وہ کنیزیں کہ میسر جنہیں حوروں کی مقام
لائیں جنت سی شرابیں جو طلب جام کیا
پاؤں چھی کو وہ بیٹھیں اگر آرام کیا
۱۶

بادہ نوشی کا مزا بزم میں ہنگام نشست | سامنی جتنی پرستار وہ سب بادہ پرست
کف بکف ساغر می اور سبو دست بدست | طاق میں شیشہ کہ ابرو کی تلی نرگس مست

مرغ عشرت کو اگر خواہش پرواز ہوی
بط می اوڑ کی اوسی چنگل شہباز ہوی

رقص کا شغل کسی شب جو ہوا مد نظر
اس ادا سی دم رفتار لگائی ٹہوکر

زہرہ گردون سی اوترای زمین کی اوپر
پاون پر اکی گرا فتنہ روز محشر

پہک گیا صور قیامت سی نمودار ہوئی
مردمی جی اوٹہی جو بازیب کی جہنکار ہوی

وہ مجیرونکی چمک جن پہ مہ و مہر نثار
زخم دل چہڑ گئی عشاق کی چہیڑا جو ستار

گئی طبلہ کی گمک گنبد افلاک کی پار
ہوی شاداب گل نغمہ چلی باد بہار

خوش ہوئین دیکہکی یہہ بزم خوش آئین پریان
ہوگی مشتاق ہوا سی اوترائین پریان

وقت خاصی کا جو آیا تو کئی خوان طلب
ہمنشینونکی جو تہی غول وہ بیٹہی باادب

نعمتین جتنی ہین دنیا کی وہ حاضر ہوئین سب
کیا کہی خوان عنایت ہین کہ رزاق ہی رب

پر ہمانی لیی وا اپنی ہاتہ سر اسی کو
روح حاتم کی بہی حاضر ہوی مہمانی کو

آب خاصی کا وہ عالم کہ بہ از آبحیات
وصف پانو نکا کری کوی تو سر سبز ہو بات

ٹکیان برف کی موجود ہمیشہ دن رات
بازی غنچہ گل جنکی لطافت سی تہی مات

پان ڈلیو نسی بہری تشتریان خوانونمین
چاندی سونی کی ورق لپٹی ہوی پانونمین

ایا سکہپال مکمل ہوی جب روز سوار
برچھی والونکی صفین اور پیادونکی قطار

وردیان پہنی ہوی ساتہ ہوی خدمتگار
راست و چپ عہدہ لیی ہاتہونمین علم بردار

دہوم سی شہر مین جس سمت سواری کی
باغ بازار ہوا باد بہاری آئی

حلیم ٢٢

عیش و عشرت مین بسر ہونی لگی آخر کار
مین بہی سرمست مئی ذائقہ بوس و کنار

مجہسی الفت کا یہہ عالم کہ دل و جان سی نثار
ایک سی دونون طرف باغ جوانی کی بہار

واوہ گیسوی سیہ دوش پہ بادل کیطرح
ہاتہہ گردن مین تیری شوقسی ہیکل کیطرح

دیر گذری جو کسی روز تو گریبان ہونا
آپ ہی سوچکی کچہہ دل مین پشیمان ہونا

نازسی ہوکی خفا دست و گریبان ہونا
عذر کو خم صفت زلف پریشان ہونا

ہای گلبرگ سی ہونٹہون مین تکلم کی ادا
گریۂ شوق مین پیچیدہ تبسم کی ادا

مین یہہ کہتا تہا یہہ خواب ہی یارب کیا ہی
دل یہہ کہتا تہا کسی بات سی مطلب کیا ہی

یہہ ضیا اسمین مری بخت کا کوکب کیا ہی
تمہین ہر بات کی مالک ہو کوئی اب کیا ہی

صحبت خسرو و شیرین کی صفت یہان کیسی
رونق محفل بلقیس و سلیمان کیسی

فلک تفرقہ پرداز کو بہایا نہ یہ طور
بس پلک مارتی سامان نیا اور ہی دور

رنگ تبدیل ہوا بزم طرب کا فی الفور
تہا در انداز کوئی دشمن جان صاحب جور

مار غم روزن دیوار محل سی نکلا
خانگی گرگ تہا یوسف کی بغل سی نکلا

وقت پاکر یہ کہا گوشۂ تنہائی مین
پر وفائی کا یہان طور ہی یکتائی مین

شک نہین آپکی کچہہ خوبی و رعنائی مین
لطف کیا دوستی عاشق ہرجائی مین

صلح تا چند لڑائی کا یہان طور ہی ہی
تم ہی تنہا نہین معشوق کوئی اور ہی ہی

بات یہہ سنتی ہی تیور تہی اوسکی درشت
بولی ہان ہم تو یہ سمجہی ہوئی تہی روز نخست

غم سی دل بیٹہہ گیا رنج سی اعضا ہوی سست
ڈہیلی بندش نہین رکہتی کبہی مضمون کو چست

مکر و پردہ محبتون سی برا ہوتا ہے
خیر آئین تو سہی دیکھیں کیا ہوتا ہے

٢٨

آخر اوس روز کی جب شام ہوئی غم انجام
داخل خوابگہ خاص ہوا مین سر شام
سست سست آئی میری سامنی وہ گل اندام
لب پہ شکوی کا بظاہر تو نہ لائی وہ کلام

دل پریشان تھا مگر زلف پریشان کیطرح
پھیر لی آنکھہ میری سمت سی مژگان کیطرح

٢٩

دہیان آیا کہ ہی کچھہ آج دگرگون احوال
کچھہ کہا اس سی کسینی جو یہہ ہی رنج و ملال
ہین تو اس سوچ مین اور خشم سی وہ مالامال
زیر لب سر کو جھکا کر یہ لگی کرنی مقال

تم نی کیا اور کوئی آفت جان دیکھا ہے
بولی ہم آئینہ دکھلا کی کہان دیکھا ہے

٣٠

ہنس کی بولی کہ یہ دیدہ کی صفائی کیا خوب
دہیان چور کیطرف اوسنی ہٹایا کیا خوب
جو بھلا چاہتی ہون اونسی برائی کی چوب
صلح ظاہر مین تو باطن مین لڑائی کیا خوب

مال کیا ہو تمہین کیا اہل نظر گنتی ہین
ہم تو اوڑتی ہوئی چڑیا کی ہی پر گنتی ہین

٣١

مین نی چاہا کہ کسیطرح کرون رفع ملال
وہ رہو دل سی نکہین اوسکو جو آیا ہی خیال
مرغ زیرک کہین پھنستا ہی بگرد دیکھی جال
الغرض مجھکو ہی اوس رات رہا رنج و ملال

نہ ہوئین صبح تلک سامنی اوسکی آنکھین
تاری گنتی رہین انگشت مژہ سی آنکھین

٣٢

ہر طرح رات ہوئی فکر و تردد مین بسر
کھل گئی آنکھہ وہم صبح تو پہنچی یہ خبر
وہ کسی سمت روانہ ہوئی خالی ہی گھر
باغ سی جیسی روان ہوتی ہی بوئی گل تر

یوسف مصر روان جانب بازار ہوا
نجم ثابت جسی سمجھی تھی وہ سیارہ ہوا

۳۳

دل نی پہلی تو کہا خیر گئی وہ تو گئے
بعد کچھ دیر کی پیدا ہوی تشویش نئی
دل لگی کی لئی ہو سکتی ہین معشوق کئی
صدمۂ ہجر نی دی آگ در دل پہ ڈہی

ضبط کرتا تہا پہ دل سینہ مین گہبراتا تہا
کچھ مین کہتا تہا تو کچھ مونہہ سی نکل جاتا تہا

۳۴

صبح کو دوست جو ہی جمع ہوی پیر حضور
آج کچھ طور طبیعت ہی خلاف دستور
رنگ پہچان کی لبِ لولی کہ بلائین ہین دور
ٹال کر مینی کہا کچھ ہی طبیعت رنجور

دل کو آرام کی درخواست ہوا چاہتی ہی
جلد اس جلسی کی برخاست ہوا چاہتی ہی

۳۵

سنکی یہہ بات رہی گو کہ وہ مخلص خاموش
پہر کہا سب نی کہ ہم لوگ تو ہین حلقہ بگوش
پیر چہپای سی بہی چہپتا ہی کوئی عشق کا جوش
کوئی مشکل ہو کبہی اپنی اوڑاتی نہین ہوش

واقف حال ہین ہم نوش ہم اک جام کی ہین
کام آئین نہ اگر آج تو کس کام کی ہین

۳۶

مینی آخر یہ کہا دیکھہ کی اونکا اصرار
کسی جانب کو گئی صبح سی ہو کر بیزار
وہ جو تہی گہر مین مری غنچہ دہن لالہ عذار
دہیان اپنا نہین آجائیگا آخر کو قرار

کس مصیبت مین وہ ہوگی یہ ملال آتا ہی
اوسکی تکلیف کا ہر وقت خیال آتا ہی

۳۷

سب لگی کہنی کہ یہ کونسی ہی بات حضور
کام پڑ جای تو نزدیک ہی ہمکو رہ دور
ابہی لاتی ہین اوسی ہی جو خدا کو منظور
قاف سی لائین پری گلشن فردوس سی حور

وہی منظور خدا ہی ہو جو تدبیر کرین
آپ قابو مین قمر مہر کو تسخیر کرین

۳۸

دل کو تسکین ہوی کچھ جو سنی اونکی کلام
ہوی رخصت گئی وہ لوگ پی نیل مرام
اذن جانیکا دیا اونکو بتعجیل تمام
سخت ششدر رہی کہ معلوم تہا اوسکا مقام

۱۳۹
گو کہ پیدا تھا کہین گھر نہ کہین در اوسکا
چھان کر شہر کو دریافت کیا گھر اوسکا

جا کی دروازی پہ سب نی جو ہلائی زنجیر — ایک اصیل آئی کہ تھی زال جہان کی ہمشیر
پہنچی اوسکو جو خبر بہلی تو کچھ کی تاخیر — پھر کہا آئین درا اونکی ہی سن لون تقریر

۱۴۰
پردہ ہلکا سا کیا گھر مین بلایا سبکو
بیٹھ کر آپ پس پردہ بٹھایا سبکو

بولی اوٹھی آپ ہی بھلی کہو کیا کہتی ہو — آپ آئی ہو کہ بھیجا ہی کسی نی تمکو
پر یہ کہتی ہون ذرا کان لگا کر سن لو — اونکا پیغام جو لائی ہو تو خاموش رہو

۱۴۱
کام جس سی نہین اوس سی مجھی کچھ کام نہین
دردسر دو نہ مجھی خواہش پیغام نہین

بولی سب ہوش تمھین دور سی آئی ہین ہم — کیجی اتنا توقف کہ ذرا ست ہو دم
بعد کچھ دیر کی دی سب نی یہ اوس بت کو قسم — جو کہین اوسکو سنو بعد کرو لا و نعم

۱۴۲
کاٹنا بات کا آئین مسلمان ہی کہے
بات جو چاہو کہو خلق کا دربان ہی کوئے

کھلکی یہ سب نی کہا تم تو ہو خود واقف راز — جانتی سب ہو زمانہ کی نشیب او فراز
ہم جو آئی ہین یہان ہمکو بھی ہی تمسی نیاز — خیرخواہ ہو تمہین ہین بدخواہ نہین بندہ نواز

۱۴۳
دل مین سوچو تو ذرا روٹھ کی آنا کیا
قدردان کوئی نہین ہی آزمانہ کیا

لکھنو لٹ گیا دلی سا ہوا شہر خراب — ہین جو شہزادیان پھرتی ہین بیشتر بے حجاب
کون معشوقونکو پوچھی کہ ہوا بند یہ باب — کھیل یہ زر کا ہی سو زر ہی جہان مین نایاب

عشق پیشہ تھا امیرونکا مگر بھول گئی
فاقہ مستی کی سبب نشہ زر بھول گئی

۲۴

وہ تو سب طرح کی کرتی تھی تمہاری خاطر
ہمنشین خواجہ سرا اور مصاحب ناظر
ساری اسباب امیرانہ مہیا حاضر
زیور ایسی کہ زبان وصف مین جسکی قاصر
فرش ایوانمین قماش پری و حور کی تھی
گھری آراستہ جنت تھی مکان نور کی تھی

۲۵

اب بھی ہو جو یہان لیکی کرایہ کا مکان
پاس ہی ایک اصیل ایسی کہ بی تاب و توان
نہ ملازم ہی کوئی اور نہ کوئی دربان
کام کو کل وہ اوٹھی آج جو پای فرمان
لوگ بد غیر محلہ مین تمہارا گھر ہے
دشمنون کا نہ کوئی بال ہو بیکا ڈر ہے

۲۶

حال افلاس سی کیسو کیطرح سی ابتر
روز جاتی ہی اصیل آپ کی بہنی کی گھر
کپڑی میلی ہین نہین ہاتھہ گلی مین زیور
قرض کچھہ آی تو تا شام ہوا وقات بسر
گھر مین دانہ نہین کیونکر نہ کلیجا پکے
رہن ہو آی کوئی چیز تو کھانا پکے

۲۷

گھر سی بیفائدہ تمکو نکل آنا کیا تھا
ایک مشتاق جو تھا اوسکا ستانا کیا تھا
بیٹھی بٹھلای یہ تکلیف اوٹھانا کیا تھا
نہا گھٹانا تو محبت کا بڑھانا کیا تھا
سہیلی تعویذ محبت کی پلائی گو سے
دل لگی پھرنی سو جی کہ لگائی گو سے

۲۸

خیر ہونی تھی جو کچھہ ہو گئی اب جانی دو
گھر چلو جانی دو یہ غیظ و غضب جانی دو
دلمین جو شکوہ شکایت ہو وہ سب جانی دو
دل سی آزردگی غیر سبب جانی دو
پھولی کیون بیٹھی ہو ایسا نہین منہ تا صاحب
رحم مین اپنی کوئی کانٹی نہین بوتا صاحب

۲۹

سنکی اوسنی یہہ کہا بات بڑھاؤ نہ بہت
دیکھو بگڑو نہ عبث باتین بناؤ نہ بہت
کچھہ تو میری ہی سنو اپنی ہی گاؤ نہ بہت
آپ جلتی ہو نہین تم لوگ جلاؤ نہ بہت

ہو مبارک اونہین جو زلورہ زرا ونکا ہو
مین تو سجدہ نکرون کعبہ جو گھر اونکا ہو

۱۵۰

پہلی کس شوق سی گھر اپنی بلایا مجھکو
کرکی قابو مین دیا داغ جلایا مجھکو
دم ولی ایسی کہ پیر دیکے مین بٹھایا مجھکو
موت اجڑی کا کیا پاس ستایا مجھکو

داغ احباب کو دین پیشۂ احباب نہین
اس جلاپی کی کبھی دل کو مری تاب نہین

۱۵۱

چین آئی گا وہان مجکو نہ بیٹھی نہ کھڑی
ہین مری حق مین یہ جڑیان نہین در کار چھڑی
لطف اوٹھائی ہین تو صد یہ بھی اوٹھائی ہین بڑی
پانو نکو حلقۂ زنجیر ہین سونی کی کڑی

ساتھ ذلت کی نہین چاہتی ہین اوج نہو
ایسی دولت کو ابھی آگ لگی نوج نہو

۱۵۲

گرم یہ لوگ بھی آخر ہوی سنکر یہ سخن
مونھ بناو یہ بڑی بات یہ چھوٹا سا دہن
بولی کیا خوب زہی ذہن وذکا شستگی بین
خاص معشوقہ جو اونکی ہی وہی رشک چمن

خیر ہی خیر ہی اوس سی نہین رہتا کیا ہے
سامنی مہر جہانتاب کی ذرا کیا ہے

۱۵۳

اوسکی ہوتی جو ہی اتنی ہی تمہاری توقیر
ہین رئیسونکی رئیس اور امیرونکی امیر
تم سمجھو اسی قدر یہ دولت ہی کثیر
ایک پر بند بھی رہتی ہین کبھی شاہ و وزیر

ایک کیا دس جو محل ہون تو تعجب کیا ہی
یہ تنک جو کرو تم تو بہت بیجا ہے

۱۵۴

حال پرویز کی بھی کچھ نہین پہنچی ہی خبر
ہو مسلمان تو اسلام پہ لازم ہی نظر
ایک شیرین ہی تو تھی دوسری معشوقہ شکر
عقد مین چار شریعت مین بحکم داور

بعد زہرا کی بھی حیدر کرار کی تھے
تو محل جانتی ہو احمد مختار کی تھے

حلیم

۵۵۵

یہ تو کرتی رہی احکام شریعت کی بیان | بہرہ ایمان سے کب کہتی تھی وہ بی ایمان
بولی جھنجلا کے کہ آفت مین پڑا تو نادان | شرع کی صدقے ہے جا اور علی کی قربان

اس سے بہتر کہو ہے کلمہ مری ضد مین کبھو
وعظ کہنا ہے تو جا کر کسی مسجد مین کہو

۵۵۶

الغرض دام مین وہ طائر وحشی پہنسا | ہاتہ ملتی ہوئی آئی جو گئی تھی رفقا
یہ خبر مجکو جو پہنچی تو ہوا رنج بڑا | کی نظر جانب افلاک کہ قادر ہے خدا

محض بے سود تھی تدبیر جو احباب نے کی
دستگیری مری آخر دل بیتاب نے کی

۵۵۷

اب اس اجمال کی تفصیل مین کرتا ہون بیان | اوسکی ملنے کا نہ جب کوئی بندہا کچھ سامان
صبر باقی نہ رہا ضبط کی تھی تاب کہان | لب تلک آگیا شکوہ نہ رکی منہ مین زبان

طنز آمیز سخن طالع واژون کیطرف
حسرت آلود نگاہین کبھی گردون کیطرف

۵۵۸

وہی واقف ہے جو اس درد کا رکہتا ہے مزا | نہ ہوئی جب تپ فرقت کی طبیبونسے دوا
جوش وحشت ہو تو ناموس کہان تک کہجا | آخر کار مین اک گوشہ مین جا کر بیٹھا

ہوگئی تنہا رخ احباب پہ در بند کیا
چشم بد دور سے قدر نے نظر بند کیا

۵۵۹

تہا یہی سوچ کہ اب دیکہیے کیا ہوتا ہے | آج جیتا ہے مرا ہوعم کہ فنا ہوتا ہے
صدمۂ ہجر حقیقت مین برا ہوتا ہے | ہجر معشوق کا پیغام قضا ہوتا ہے

بیقراری غم فرقت کی کوئی کیا جانے
چوٹ جس دل کو لگی ہو وہ یہ صدما جانے

۵۶۰

بڑہ گئی بسکہ اسی فکر مین بیتابی دل | دلسے فریاد کا آنا ہوا لب تک مشکل
ہوسکا ضبط نہ دل سے گذرے تھی منزل | غرق منجدہار مین تہم دور نہایت ساحل

عزم اشکون نی کیا گوشۂ داماں کیطرف
خود بخود ہاتھ لگا اوٹھنی گریباں کیطرف

٦١

ضبط سی اور مری شوقسی ہونی لگی جنگ | غنچۂ دل ہوگیا آگی غم سخت کا سنگ
لخت دل آی نظر اشک کی دریا میں نہنگ | پہاڑ کھائی تو انگشت سی ہی ٹر بکی پلنگ

ہاتھ زلفوں پہ کبھی گاہ دل زار پہ تھا
سر کو تکیی سی اوٹھایا تھا کہ دیوار پہ تھا

٦٢

عشق کامل کی ہی مشہور جہان میں تاثیر | دور ہی سی کاٹتی ہی یہ وہ ہی بران شمشیر
اس کمان کا نہیں کہتا ہی خطا ایک بھی تیر | دل وہ ذرہ ہی کہ خورشید کو کرلی تسخیر

مرغ مطلب کی لیی چنگل شہباز ہی عشق
سحر پرداز نہیں صاحب اعجاز ہی عشق

٦٣

دل کی بیتابی نی آخر اوسی بیتاب کیا | خود جو سیماب تہا اوسکو بھی سیماب کیا
جل کی پروانہ اوسی صورت مہتاب کیا | گرم نالی نی کیی سنگ کو بھی آب کیا

نالہ جو لب تلک آیا وہ اوسی تیر ہوا
نفس گرم چمک کر دم شمشیر ہوا

٦٤

خشکی لب نی بتدریج دکھایا یہ اثر | منہ وا تو لبنی لگی کاٹنی وہ شاخ ثمر
ابر کیطرح سی برسی جو ادہر دیدۂ تر | صدف چشم او دہر ہی ہوی لبریز گہر

دل پہ صدمہ تو کچھ جو بدلی کو اٹھی گہری آئی
پہ ہوا سرد چلی اوسکو پہر سرکی آئی

٦٥

ہم جو بیچین ہوی اوسکا بھی کھویا آرام | تھی کبھی صحن میں کٹا نہیں ہم کبھی وہ لب بام
اور الجھن ہوی جسوقت کہ ہونی لگی شام | تھی اُٹھیں ایک کیا اوس سی یہ گہبرا کی کلام

شام ہوتی ہی مری جان چلی جاتی ہے
ابھی رات قیامت کی نظر آتی ہے

۶۶

کہدی ہمسائیونسی جلد کہ آوین لللہ
نہین معلوم کہ کیا دل پہ ہی صدمہ جانکاہ
وہ جو آئین تو کہا حال نہایت ہی تباہ
خود بخود آج مری منہہ سی نکل جاتی ہی آہ

اثر نالۂ پر درد دکہاتا ہی کوئی
دل مری سینی سی کہینچی لیی جاتا ہی کوئی

۶۷

رات فرقت کی کسیکو نہ خدا دکہلائی
دیر گذری ہی کہانتک مرا جی گہبرائی
کوئی افسانہ کہو تا مجہی نیند آجائی
ڈرتی ہو نمین نہ کہین منہہ کو کلیجا آئی

کر دیا ہی کسی ناشادنی ناشاد مجہی
ہچکیان آتی ہین کرتا ہی کوئی یاد مجہی

۶۸

کہلکی یہ بات جو تکیہ پہ ذرا رکہا سر
چونک کر چیخ کی بولی کہ اوٹہاو بستر
آنکھ جھپکی تہی کہ یک آئی سپاہی نظر
نوج کوئی رہی اس گہر مین بلا نکلا ہی گہر

جی بہت تنگ ہی دولہی کہ عماری لاؤ
اپنی گہر جاؤن کہین جلد سواری لاؤ

۶۹

صبح ہونی کی تہی پہر تو نہ ذرا دیکہی راہ
دی خبر دارنی مجہکو یہ خبر وقت پگاہ
آئی کچہہ رات رہی گہر مین مری غیرت ماہ
تو مبارک ہو ترقی پہ رہی دولت و جاہ

ہمین عیش کہلانی بہاری آئی
جن کی مشتاق تہی ہم اونکی سواری آئی

۷۰

امر مشکل تہا ہوا مین متعجب از بس دم
جان مین جان پڑی سینی مین آیا مری دم
اوس خبردار نی کہائی مری قدمونکی قسم
نخل امید ہوا پہر ہری سرسی خرم

بخت یاور ہوئی اللہ کی تائید ہوئی
کٹ گئی شام محرم سحر عید ہوئی

۷۱

سامنا ہوتی ہی سلمی ہوئی باہم کہبال
دونون جانب سی پہر کیفیت ہوئی رفع ملال
جتنی احوال گذشتہ تہی ہوئی سب خیال
کر دیا زیور و اسباب سی پہر مالا مال

دل ملا دینے میں کس درجہ ہیں عیّار آنکھیں
اوڑ گئی ساری شکایت جو ہوئیں چار آنکھیں

پھر وہی بزم طرب اور وہی عشرت ہے
وہی محفل وہی جلسہ وہی صحبت ہے

بخت و اقبال موافق ہیں رسا قسمت ہے
ہاتھ گردن میں ہی ہر روز شب وصلت ہے

یا رہی خواب عجب بخت کی بیداری ہے
پھر وہی عیش وہی جشن کی طیاری ہے

واہ کیا صاف ہر یک گوہر غلطان ہی حکیم
تجھسا عالم میں نہیں کوئی سخندان ہی حکیم

دل سے اب دور غم گردش دوران ہی حکیم
اب تو سب بزم نشینوں کو یہ فرمان ہی حکیم

عیش جانی یہ جو مائل ہو نجانی پائے
نیج آسی تو خبر دار نہ آنی پائے

تمام ہوا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تمام

حشمت

معلوم نہین کہ انکا نام کیا ہے اور کہان کے
رہنے والے ہین اور کس کے
شاگرد ہین سوا اس واسوخت کے
جو اس مجموعہ مین درج ہے کچھ کلام انکا
نہ کسی سے سنا نہ بچشم خود دیکھا
مگر شاعر بہت اچھے معلوم ہوتے ہین
ظاہرا فارسی گو ہین شاید ریختہ بھی فرماتے
ہون واللہ اعلم بالصواب فقط



واسوخت حشمت

بلبلان گر نه مرا بار سخن باید داد
فرصت یک دو سه آه بچمن باید داد

مسکنی در قدم سرو سمن باید داد
فرش خاری پئ آسایش تن باید داد

پر عنبر نسیم نفسی یاد وطن باید داد
بعد ازین گوش بر افسانۂ من باید داد

که من از تازه گلی تازه حکایت دارم
از وفائی که در و نیست شکایت دارم

طرفه حالیست که با شرح و بیان نتوان گفت
تازه دردیست که با آه و فغان نتوان گفت

حرفی از دیدہ خونناب فشان نتوان گفت
شمهٔ از دل بی تاب و توان نتوان گفت

شرح بیدادی آن آفت جان نتوان گفت
بقلم راست نیاید بزبان نتوان گفت

ریخت خون از لب تقریر و شکایت باقیست
قلم نوک زبان سود و حکایت باقیست

بود وابستۂ ایمان دل صد پارهٔ من
داشت در معبد اسلام جو تسبیح وطن

نرگس رهزن دین گشت بصد فتنه و فن
کرد در دوستی خود بجهانم دشمن

حالیا هیچ نمی پرسد ازان بار سخن
گر همین رسم بتان ست دریغ پیرکهن

نیستم کافر اگر آه مسلمان نشوم
منکر کفر اگر قائل ایمان نشوم

دست در گردن اغیار چه معنی دارد
سیر هر کوچه و بازار چه معنی دارد

مست گشتن بشب تار چه معنی دارد
تو و این شیوهٔ رفتار چه معنی دارد

باز در پیش من انکار چه معنی دارد
اینقدر سادگی ای یار چه معنی دارد

بخدا کس بصفائی دل من یار تو نیست
غیر من آینه درخور رخسار تو نیست

دل ز غم بسر کوی تو سرگردانست
دیده چون آینه در یاد رخت حیرانست

جان بشوق دم شمشیر تو بال افشانست
تن بخاک رهت از روز ازل یکسانست

قدرم از پیش تو امروز هم از یارانست
امتحان من و یاران دگر آسانست

نقد جان گو بفشانند ترا بر سر راه
با من امروز دهم جان برهت بسم الله

گرم جوشی بچنین مرده دلان کمتر کن
کار من پرده دری نیست بیا باور کن

عهد و پیمان بمن ای عهدشکن از سر کن
بنگاهی دل رنجور مرا بهتر کن

قصد جمعیت اوراق دل ابتر کن
دلبری های قدیمانه به ابرو سر کن

جان و کر پیش کش نرگس فتان تو باد
محرم پردهٔ دل سوزن مژگان تو باد

یاد عهدی که خریدار تو من بودم و بس
بلبل تو گل رخسار تو من بودم و بس

بجهان محرم اسرار تو من بودم و بس
همه بودند ولی یار تو من بودم و بس

یار و همخلوت و غمخوار تو من بودم و بس
در کمند تو گرفتار تو من بودم و بس

این زمان نیست اسیران ترا هیچ شمار
بیشمار در سر زلف تو مرا در چه قطار

خیر باشد چه شدان طرز غزلخوانی تو
رو بمن کردن صد رنگ گل افشانی تو

شوخی و ناز و اشارات و ادا و ادانی تو
خنده زیر لب و دیدن پنهانی تو

کشتن غیر بعشاق ادایی دگرست
ور کنی جور بتخصیص جفایی دگرست

۹۹

طفلی و رسم وفا هیچ نمیدانی تو
موقع جور و جفا هیچ نمیدانی تو
آیینهٔ اهل صفا هیچ نمیدانی تو
ناز و تمکین و ادا هیچ نمیدانی تو
شیوهٔ لطف و عطا هیچ نمیدانی تو
بخدا قدر مرا هیچ نمیدانی تو

همچو من عاشق دل خسته کجا خواهی یافت
از پی مشق ستم باز کرا خواهی یافت

۱۰۰

چند نالد بغم نرگس جادوی تو دل
چند آزار کشد این همه از خوی تو دل
سردی مهر تو برداشته از روی تو دل
چند بیند ستم از گوشهٔ ابروی تو دل
چند ناکام بود از لب خوشگوی تو دل
چند افسرده شود بیهده در کوی تو دل

به که رخت خود ازین کوچه براهی بکشم
بر سر تخت کنم خاکی و آهی بکشم

۱۰۱

یاد آن روز که دل کشتهٔ انداز تو بود
سالها پیشتر از آیینه دمساز تو بود
سایه پروردهٔ مژگان فسونساز تو بود
واله طرز تو و شیفتهٔ ناز تو بود
پیش از ان دم که کنی جلوه نظر باز تو بود
آشنا با نگه نرگس غماز تو بود

این زمان مشق رسیدن ز من انداز تو شد
یک قلم حرف محبت قلم انداز تو شد

۱۰۲

شمع سان اشک من افشاگر بیداد تو نیست
شکوه ام از ستم غمزهٔ جلاد تو نیست
از که آموختی این شیوه گر ایجاد تو نیست
دود آه جگرم در پی فریاد تو نیست
لیک یک ذره اثر در دل فولاد تو نیست
کرد شب ناز توام قتل و سحر یاد تو نیست

یاد آن صحبت و با تیغ تو دمسازی من
بهر این روز نبود این همه سربازی من

حقیقت

۱۳

چه شد آن خنده کنان آمدن و پرسیدن | حرف با من زدن و از دگران نشنیدن
سوی من پیش سوی آینه کمتر دیدن | به تبسم سوی من دیده نگه دزدیدن
این زمان نیست ترا آن نگه خندیدن | بلکه از حیرت که آموخته رنجیدن

سبق آموز صفا نرگس تماشاگر تست
از پی مشق ستم چین جبین مسطر تست

۱۴

چه شد آن خنده یاقوت صفا گوهر تو | چه شد آن صاف منی دلبری از ساغر تو
چه شد آن جنبش مژگان فسون گستر تو | چه شد آن عهد که ره داشت بدل نشتر تو
چه شد آن عهد که دل بود ستم پرور تو | چه شد آن دم که سر داشت بمن خنجر تو

شب نگاهت همه شب گرم جفا سازی بود
همچو شمعم بدم تیغ تو گلبازی بود

۱۵

برده این بار الم بیشتر از کار مرا | سخت آورده بجان درد تو این بار مرا
صبر را کرد غمت بسمل و افگار مرا | تهمتی نیست دلم سید آزار مرا
که گرو کرده بدست تو ستمگار مرا | کرد با همچو تو بیداد گری یار مرا

چه بسر خاک کنم گر نشوم زار چنین
دل چنین صبر چنین درد چنین یار چنین

۱۶

ساخت تا با تو بمن یار نمیگردد دل | غمگسار من بیمار نمیگردد دل
گرد بالین من زار نمیگردد دل | از تو و جور تو زنهار نمیگردد دل
در وفائی تو ز اقرار نمیگردد دل | غرض از سوی تو زنهار نمیگردد دل

شکوهٔ جور ترا در دلم اصلا ره نیست
از زبان تا بلب است این گله دل آگه نیست

۱۷

من که از کوی تو عمری بجفا ساخته ام | با دل زار و غم سر و پا ساخته ام
در وفائی تو بصد گونه بلا ساخته ام | سر خود پیشکش راه وفا ساخته ام

حق شمشیر تو صد بار ادا ساخته ام — دین و ایمان و دل و جان بر تو فدا ساخته ام

خجل از لطف نگاہت بدو بادام نیم
وز لب لعل تو شرمندہ دشنام نیم

غزل

نه ز لعل لبت امید دوائی دارم — نه دگر از نگهت چشم وفائی دارم
با تو میگویم اگر درد جفائی دارم — کافرم گر ز غمت شکوه بجائی دارم
من که دل در گره دام بلائی دارم — چون رہائی ز غمت نیست دعائی دارم

گر بنالد بہمین درد چو حشمت روزی
وحشی چشم تو آغاز کند واسوزی

تمام ہوا

ذکی

تخلص ہے اسد الدولہ رستم الملک نواب محمد ذکی خان بہادر فیل جنگ عرف نواب بہادر مرحوم کا یہ خلف اکبر تھے نواب لیر الدولہ مرزا حیدر صاحب مغفور حیدر تخلص کے بزرگ انکے سب نیشاپوری ہین بڑے سیر چشم امیر ابن امیر اور رئیس ابن رئیس اسم بامسمی طبیعت نہایت ذکی رکھتے ہین صاحب دیوان ہین مگر دیوان انکا نظر راقم سے نہین گذرا فقط



یاد ایام کہ کچھ دل کو غم و درد نہ تہا
گرم آہین یہ نہین لب پہ دم سرد نہ تہا
اشک سرخ آنکہون سے نہ تہے رخ تہا نہ زرد نہ تہا
جامۂ تن پہ مرے پیرہن گرد نہ تہا
کام رکہتے نہ تہے ہرگز کسی خودکام سے ہم
رات دن زیست بسر کرتے تہے آرام سی ہم

دلکو جون ماہی بی آب نہ بیتابی سے تہے
نہ یہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی سے تہے
چمن طبع مین اک رونق و شادابی سے تہے
حسرت و یاس غم و درد کی نایابی سے تہے
باغ عالم سے ہوا اوسسے دل افسردہ نہ تہا
غنچۂ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تہا

کوئی روتا تہا تو کہتے تہے کہ رونا کیا
غم کسے کہتے ہین منہ اسکو نسی ہونا دکہ کیا
والہ و شیفتہ محبوبون پہ ہونا کیا
دل و دین ہوش و خرد عشق مین کہونا کیسا
لوگ معشوقون سے کیون جور و ستم سہتے ہین
عاشقی چیز ہے کیا عشق کسے کہتے ہین

اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہے عشق / قہر ہے ظلم ہے بیداد ہے آفت ہی عشق

بجز باعث صد طعن و ملامت ہے عشق / شعلۂ خرمن دین و دل و طاقت ہی عشق

راہ بتلائیے جسکو وہ ہے رہزن ہوجائے

دوست کیجے جسے وہی دشمن ہوجائے

آتش افروزی الفت سے نہ ہم تھے آگاہ / اک شراری سے کیا خانۂ دل خاک سیاہ

لب پہ اب نالۂ جان سوز ہے یا شعلۂ آہ / جلگئے لبکہ اسے آگ سے ہمو واحد

ہے امان مانگے اسی سے کرۂ ناری سے

لاکھون گھر پھونک دیئے ہین اسی چنگاری نے

قیس کو اسی کیا ساکن صحرائے جنون / کیسے شیرین اسکے سر پہ فرہاد کا خون

اسنے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون / اس فسون ساز نے مجھپر ہے کیاہی فسون

عشق کے رنج مین راحت کا سر انجام کہان

اب ترستا ہے دل آرام کو آرام کہان

اسنے اک جانکی دشمن سے پڑا ہے پالا / ہے جگر سینہ مین پر داغ برنگ لالہ

دے سے آشفتہ سخن آتا ہے تا لب نالا / آنکھ دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا

گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کیطرف

دھیان کرنا تھا اوسکے رخ و کاکل کیطرف

کھینچ لائی ہے آخر مجھے وہ زلف سیاہ / کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان پہ نگاہ

سخت تاریک سے بدتر ہے مرا دل و بہ / ہوگیا گھر ہے سیہ خانۂ زندان مجھے آہ

موجب بر ہے عشق دل بیغم سے

زلف جانانکی عوض مشک کی بو کیا کم ہے

دیکھے عہد نہ مجھے چاندسی وہ پیشانی / تھے گر عشق کی قسمت مین بلا پیش آنی

آب شمشیر سے بہتر ہے شہادت پانی / اوسکے ابرو کے تلوا بھی بڑھ کر کھانی

خار خار غم ہجر اون کا ستم سہنا تھا
برچھیان کھاتی تھین اون پلکو نسے جو رہنا تھا

چشم بیمار سے تھا اوسکے مناسب پرہیز
تن میں دم کو نگاہ ہوگئے ہین سو خنجر تیز

یہ نہ سمجھے کہ ہے سفاک وہ ترک خونریز
اوس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھا گریز

دیدہ نرگس بستان پہ نظر کرنے سے
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرتے تھے

گرچہ رخسارے تھے اوس شوخ کی مہ پر نور
مار کر ہمکو جلاتا تو کبھی تھا مقدور

چاک دل کرتا تھا مانند کتان عقل سی دور
لب جان بخش کا لاتے نہ زبان پر مذکور

سے آلودہ نہ اون آنکھوں پہ مرتے ہم کاش
شب تاریک مین انجم پہ نظر کرتے کاش

مین تو اندھا ہو نکیطرح چاہ زنخدان مین گرا
وسکے گردن کی صفائی یہ عبث دل [illegible]

ڈوب مرتا جو کنوئین مین تو بہت بہتر تھا
دیکھتا گردن مینا کی بلورین کی صفا

گو کہ تھا رشک سحر نور صفای سینہ
دیکھنا آئنہ تھا مجکو بجاے سینہ

دست رنگین سے نزاکت پہ ہوا کیون مائل
لعل پہ بیچہ مرجان ہی سے کرتے حاصل

ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سی دل
پیچ سے موی کمر کے ہے نکلنا مشکل

کام ساق و کف پا سے نہ کچھ تھا مجکو
کردیا عشق نے پامال سراپا مجکو

جیسا رسوا ہو نہین اسطرح کوئی خوار نہو
جو مرض مجکو ہے ایسا کوئی بیمار نہو

اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو
اور بیماریان ہووین یہ یہ آزار نہو

دن جو گذرا تو یہ و تیرہ کا ہے کہ شب آتی ہے
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آتی ہے

عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ اوچھلنا معلوم
سیر گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معلوم

ہوش بلبل کی بھی ناوسے مین کھو دیتا ہون
مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا ہون

اسقدر سوز محبت نے دیا ہے مجھے داغ
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہے آشفتہ دماغ
مثل آتشکدہ آتی ہے نظر صورت باغ
روش غنچہ ہون دل تنگ نہین غم سی فراغ

مثل شبنم کبھی گلشن کے تلے روتا ہون
اور کبھی سرو کے لگ لگ کی گلے روتا ہون

گھر مین دنرات تڑپنے سی مجھے ہی سروکار
کچھ عجب طرح بسر ہوتے ہی لیل و نہار
ہمدم و مونس ہی کوئی نہ کوئی مونس و یار
بیقرار ایسے نہین ایک جگہ مجھکو قرار

شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کیطرف
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف

کسطرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
کون سنتا ہے کہان جاکے مین فریاد کرون
کیونکر اس خانۂ ویرانکو مین آباد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سی طلب داد کرون

آپ رسوا تو ہوے اور کسے رسوا کیجے
شکوۂ دوست جو کیجے تو بھلا کیا کیجے

بخت ناساز کا اپنے ہی گلا لازم ہے
جور معشوق کو عاشق کو وفا لازم ہے
کہنا دشمن کو بھی دشمن نہین کیا لازم ہے
تو جو دشنام بھی دیوی تو دعا لازم ہے

کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے
وہ وفا کیجے عالم مین بہت یاد رہے

آتش عشق سے ہو جاے اگر جسم گداز
کاٹ لی سر کو اگر تن سی تو ای مایۂ ناز
شمع سان آئے زبان پر نہ کبھی دلکا راز
تو بھی ثابت قدمی سے نہ کبھی آؤن باز

دنے

سوجنت اسکے نہ ہے کہ تہا غیرت ملنا نہ تجہے
رشک سے مین تو جلون اور ہو پروانہ تجہے

نہ ہے ہم ہین کہ نہ آئی تو بلاتی تہے ہمین
کہوی جاتے تہے تم آزردہ جو پاتی تہے ہمین
روٹہتے تہے تو صاحب کے مناتی تہی ہمین
چین پڑتا نہ تہا جبتک نہ ہنساتی تہے ہمین

دہین سو بار مگر قتل پہ اب کستے ہو
قہقہے مارکے رونے پہ مری ہنستے ہو

دردسر مین مری ہوتا تہا تو پڑتی تہی کل
نہ جدا ہوتے تہے مجہسے کوئی ساعت کوئی پل
آپ ماتہے پہ لگاتی تہے رگڑ کر صندل
اب تو تیغ خم ابرو سے نکلتا نہین بل

خوب بیمار محبت کے دوا کرتے ہو
سر پٹکتا ہون تو کہتے نہین کیا کرتے ہو

شمع رخ کا ترے پہلے کوئی پروانہ تہا
دخل اپنا ہے فقط تہا کوئی بیگانہ نہ تہا
حسن تہا پر نظر سے کوئی دیوانہ نہ تہا
کس و ناکس کے زبان پر مرا افسانہ نہ تہا

اے گلستان جہان مین ہے یہ شہرت تیرے
ہر خس و خار سے سنتا ہون حکایت تیرے

رشک کس کسکا کرون ایک ہین مرا لاکہہ رقیب
تجکو پروا نہین کچہ اور مری حالت ہے عجیب
لا دوا درد یہ ایسا ہے کہ عاجز ہین طبیب
اب بہے کر رحم کہ پہونچا ہون ہلاکت کے قریب

کسطرح رتبہ عیسے برابر دیکہون
جو کبہی ظلم نہ دیکہا ہو وہ کیونکر دیکہون

جسکو ہر روز ترے حکم تہا آنے کا
شوق ہے پہلو مین اغیار کے بہلانے کا
اب مزہ پڑ گیا اون لوگون کے گہر جانے کا
دہیان مطلق نہین تجکو مری غم کہانی کا

یہ فرومایہ خریدار ترے گسیدن سے
اے پری چہرہ یہ اطوار تری گسیدن تہے

چاند سے چہرے کا زلفون مین چھپانا کب تھا ۔ آنکھون مین مدنظر منہ لگانا کب تھا
لاکھا یون پان کا ہونٹھون مین جمانا کب تھا ۔ یہ گلوری یہ گلوری سے کا چبانا کب تھا

نہین پروا کوئی وحشت کو نئے سودائی ہے
آئینہ سامنے ہے محو تماشائی ہے

پاس سے غیر نہین اٹھ کے پھر ٹلتے ہین ۔ خنجر غم دل مضطر پہ مری چلتے ہین
اونسے سرگرم ہے تو رشک سے ہم جلتے ہین ۔ پاؤنکو چھوتے ہین وہ ہاتھونکو ہم ملتے ہین

ملنے والے ترے سب شاد ہین مغموم ہین ہم
سب لوٹتے ہے دولت دیدار یہ محروم ہین ہم

چاہنے سے مری تم خلق مین مشہور ہوئے ۔ جب کیا حسن سے آگاہ تو مغرور ہوئے
ہمسے ناخوش ہوئے اور غیروں سے مسرور ہوئے ۔ رات دن پاس جو رہتے تھے وہی دور ہوئے

وہ ملاقات کے وقت اور وہ معمول گئے
یاد رکھنا جنہین لازم تھا وہی بھول گئے

یہ منظور ہے صاحبکو تو لاچار ہین ہم ۔ کسمین طاقت ہے کہ ہر وقت سہے جور و ستم
ہم بے کہاتے ہین ترے کوچے مین آنکی قسم ۔ غم گوارا نہین تجکو تو ہمین بھی نہین غم

دل لگانا ہے ہوا جسکہ ہمین مد نظر
تو نہین پھر لقا اور کوئی رشک قمر

دیکھنا شہر سے اب ہم کہین جاتے ہین تو ۔ ڈھونڈھ لیتے ہین کوئی تجسے زیادہ خوشرو
دل کسی سی نہ لگاؤ ین یہ یہ جھکو کبھو ۔ تھا نہ منظور یہ ضد سے ترے ای عربدہ جو

ایسا محبوب خدا چاہے تو پیدا کیجے
تیرے شیدا ہین ہم اور سے تجھے شیدا کیجے

بزم مین سرور اوسکے تجھے جانا ہے محال ۔ بکھری زلف اوسکے اگر دیکھے تو ہو پریشان بال
یہ پیشانی سے کہ سیدہ ہو مانند ہلال ۔ بیت ابرو کے نہ سنے یہ کبھی ہو یہ خیال

محو ہو چشم کے گر شعبدہ بازے دیکھے
آنکھین کھل جائین جو پلکونکے درازی دیکھے

ہوئے بی پردہ رخ اوسکا تو حجاب آے تجھے
گالیان دیوی وہ اور کچھ نہ جواب آے تجھے

خال مشکین کو جو دیکھے تو نہ تاب آے تجھے
ڈنکو مضطر رہے رات کو نہ خواب آے تجھے

آنے دم ناک مین دیکھے جو الف بینے کا
عمر بھر نام نہ لے تو کبھے خود بینے کا

رشک سی اوس لب پان خوردہ کی تو منہ کو چھپائے
خوشنے چاہ ذقن جوے خجالت مین گرائے

دانت بیسے جو وہ سلک دندان دکھلائے
دیکھکر حسن گلو شرم سے گردنکو جھکائے

سینہ و دوش و کمر فکر مین غلطان کر دی
نور آئینہ زانو تجھے حیران کر دے

دیکھکر دست حنائے کف افسوس ملے
ماری اس نازسی ٹھوکر کہ ترا بس نہ چلے

ساق سیمین کے صفا دیکھے تو جون شمع جلے
فرش آنکھین کرون اپنے اونھین تلوونکے تلے

مجھون لیلے اوسکی و رتیں سادیوانہ رہون
تو جلے اور مین اوس شمع کا پروانہ رہون

سامنے تیری اوسی پیار کرون تو دیکھے
گالیان وہ مجھے دی مین اوسی ون تو دیکھے

بوسے اوسکے لب شیرین کے مین لون تو دیکھے
لے بلائین وہ مری صدقے مین ہون تو دیکھے

کچھ بھے غیرت ہو تو جینے سے بہ تنگ آئے تو
اپنے عاشق کے ستانی کے سزا پائے تو

بس وفی عشق کا دفتر نہین ہونی کا تمام
تا کجا شکوہ و تا چند شکایت کے کلام

لکے ہوتی ہین جہاںمین بہتیان خود کام
لازم آغاز جو اپنے مین ہے فکر انجام

غنیمت لازم کہ اسیر غم بیہودہ شوی
از ہمہ رو بخدا آر کہ آسودہ شوے

تمام ہوا